مکتوباتِ طیّبات

معروف

بمہر چشتیہ

تصنیفِ لطیف

امام المسلمین، رئیس المجدّدِ دین، مامور من الرسولؐ

اعلحضرت پیر سیّد مہر علی شاہ گیلانیؒ

باجازت

حضرت پیر سیّد غلام مُحیٰ الدین گیلانی بابو جیؒ

حضرت پیر سیّد غلام معین الدین گیلانیؒ

حضرت پیر سیّد شاہ عبدالحق گیلانی مدظلہ العالی

سجادہ نشین درگاہِ عالیہ گولڑہ شریف

باہتمام

حضرت پیر سیّد غلام معین الحق گیلانی مدظلہ العالی

نام کتاب: الفتوحات الصمدیہ الملقب بالفیوضات الشمسیہ

تصنیفِ لطیف: امام المسلمین، رئیس المجدّدِ دین، مامور من الرسولؐ
اعلحضرت پیر سیّد مہر علی شاہ گیلانیؒ

ناشر: ایوانِ مہر علی شاہؒ

بار: پنجم

تاریخ اشاعت: ذوالحجۃ ۱۴۳۸ء ستمبر 2017

ہدیہ:

ملنے کا پتہ: مکتبہ مہریہ مُعینیہ درگاہِ عالیہ گولڑہ شریف اسلام آباد

فون: 051-2111129

مَاشَاءَ اللّٰہ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط

الحمد للہ کہ دریں آوان سعادت تواماں مخطوطات طیبات و مکاتیب ہدایات مسمّٰی بہ

مکتوباتِ طیّبات

معروف

بمہرِ چشتیہ

کہ اعلیٰحضرت مشکوٰۃ ہدایت سید السادات، جامع الکمالات، امام ربّانی غوث صمدانی، الشیخ عبد القادر الثانی

سیّدنا و مولانا السیّد مہر علی شاہ قبلہ دامت برکاتہم

بجانب مخلصین و دیگر مستفیدین ارقام فرمودہ اند

بایماء و رضا

حضرت سیّد غلام محی الدّین شاہ صاحب قدس سرہٗ

و

حضرت سیّد غلام معین الدّین شاہ صاحب قدس سرہٗ

باہتمام

حضرت سیّد شاہ عبد الحق صاحب مدظلہ العالی

بار دوم

مقامِ اشاعت ———— گولڑا شریف، ضلع اسلام آباد

تاریخ اشاعت ———— جمادی الثانی ۱۴۱۹ھ ، اکتوبر ۱۹۹۸ء

خطاطی ———— مُحمّد ریاض اعظمی، لاہور

مطبوعہ : منہاج القرآن پرنٹرز، لاہور

ہدیہ : —— ۷۰ روپے

فہرست مضامین مکتوباتِ طیّبات

مکتوب نمبر۱ بجواب دعوت نامہ دیوان صاحب اجمیر شریف ۲۲ ربیع الاوّل حامدًا و مُصلیاً

السید المکرم المعظم سجادہ نشین آستانہ علیا اجمیر شریف دام عنایتکم

تسلیم و نیاز۔ ارشاد نامہ بغرض شرف شمولیت مجلس عقد نکاح مکرمی و معظمی جناب پیرزادہ سیّد آل نبی بتاریخ ۲۲ ربیع الاوّل اعزاز بخش ہوا۔ یاد فرمانے کا شکریہ۔

مکرما! نیازمند عرصہ ۱۸ ماہ سے بوجہ علیل الطبع ہونے کے حاضری سے معذور ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کارِ خیر میں برکت اور موجبات حمد و شُکر کے عطا فرماوے۔ زیادہ نیاز۔

دُعا جوئے و دُعا گوئے از گولڑہ ضلع راولپنڈی

مکتوب نمبر۲ مکرمی و معظمی حضرت دیوان صاحب حفظکم اللہ تعالیٰ و دامت عنایاتکم

تسلیم و نیاز۔ دُعا نامہ کا شکریہ۔ میری طبیعت بدستور علیل ہے۔ مُدّت سے اشتہار مفقود ہے۔ جبرًا غذا لینے سے تکلیف ہوتی ہے۔ وقتاً فوقتاً اطلاع دینے سے صرف یہی خیال مانع ہے کہ جناب کو علالت کی خبر سُننے سے تکلیف ہوگی۔ بدرگاہِ فریدی دُعا فرمادیں کہ بعد حصول شفا حاضری کا موقع نصیب ہو۔ زیادہ نیاز۔

العبد

دُعا جوئے و دُعا گوئے از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر۳

نقل خط جو جناب بابو صاحب نے حضُور اقدس سے لکھوا کر بطرف حضرت دیوان صاحب ارسال فرمایا تھا۔

از موضع قاضی غالب

دلا کس کی لگن میں پھرتا ہے وحشی تو بن بن میں
پٹن میں منٹگمری میں علی حیدر کے موطن میں

یہاں لاکر کیا قائل فسونِ سحر کا اپنے
زُلف میں تیر مژگاں میں رسیلی آنکھ پُر فن میں

وہاں سوئے پڑے تھے خوش عدم کی نیند میں بیخود
جگا کر جلوہ دکھلایا ہمیں مظہر دیوانن میں

اے ساقی تیرے ممنون ہیں سب رند و مستانے
پلادے جام بھر کر جس سے سب غم جاوے آنن میں

نگارے والضحیٰ رُوئے واللیل سجیٰ مُوئے
کیا گزرے ہیں اس راہ سے بھری خوشبو مشامن میں

سُنا کر میٹھی باتوں کو دکھا کر حسنیٰ صفاتوں کو
دِلوں کے قافلے لُوٹے اور خود بیٹھے مکانن میں

یہ کیسا ہے گداز و سوز کیسی ہے یہ بے خوابی
جگر میں آنکھ میں دل میں سراپا جسم تن من میں

دلِ حیراں کی تسکیں کو خیال اُن کا غنیمت ہے
یہی ڈر ہے کہ ان کی طرح نہ جاوے لامکانن میں

مدینہ میں بُلا بھیجو قریب اس فاطمہ وادی
دوبارہ پکڑ کر تڑپوں میں اس سیمین ساقن میں

حریفِ ساغرِ مے ہوں غریقِ بحرِ عصیاں میں
سہارا ہے فتیؔ ضیٰ کا مجھے محشر مقامن میں

مجھے کیا غم ہے محشر کا میرا حامی ہے جبؔ شہ　　ہوا لولاک طٰہٰ و مزمل جس کی شان میں
دلا مت رو غلام ہو کر تو محی الدین جیلی کا
مُرِیْدِیْ لَاتَخَفْ بس ہے سہارا ہر دو کون میں

۹ر صفر المظفر ۱۳۴۳ھ مورخہ ۱۰ر ستمبر ۱۹۲۴ء	(بہ صاحبزادہ صاحب صاحبزادہ محمدؐ محمود تونسوی)	مکتوب نمبر ۴

مکرمی و معظمی حفظکم اللہ تعالےٰ دامت عنایتکم

تسلیم و نیاز۔ چہ میگوئیاں وہاں تک ہی محدود نہیں بلکہ دُور تک تھیں جس کا نتیجہ ناکامیابی ہوئی۔ اور جو ہیں وہ بھی انشاءاللہ تعالیٰ علی ہٰذا القیاس (ام ابرموا امرًا فانا مبرمون ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین) تشبث بالباغی اور اختیار مزاحمت مابین ہٰذا واقعی اسی غرض سے تھا۔ مگر بحول اللہ و قوتہٖ بے سُود سمجھنا چاہیئے۔

جناب کا تمسک درحقیقت بالمسبب اور بظاہر بالاسباب ایہاماً چاہیئے۔ یعنی حریف مقابل کو محض وہم میں ڈالنے اور مغالطہ دینے کے لئے چاہیئے۔ نہ ان کی طرح از قبیل اخذ بالنواجذ مضمون ہٰذا کے لئے اِستشہاد ایک مقبوُل سُلطان العاشقین رحؒ کا شعر ذیل میں عرض کیا جاتا ہے۔ (وھو ہٰذا)

فاوھمت صحبی ان شرب شرابھم
بہ سر سری　　فی انتشائی بنظرۃ

یعنی نظر بازوں اور پرستاران حُسنِ مقید کو دہوکہ دینے کے لئے میں صُورت پرستی میں ان کا شریک بنا ہوا تھا۔ تاکہ وہ خلاف واقعہ مجھے اپنے جیسا سمجھ رکھیں! در فی الواقع میں اطلاق کا شیفتہ تھا نہ تقید کا۔

خداوندا بحرمت آنانکہ از خود گسستہ و بتو پیوستہ اند شہود و محبت ذاتیہ خود نصیب گرداں و مارا زمار ہائی بخش و از زندان تفکرات نجات۔ وافعل بنا ما انت لہ اھل والحمد لك اوّلاً و اٰخراً والصلوۃ والسلام منك باطنا علیك ظاھرًا والآل والصحب طرًا۔ اس وقت میں رُخصت ہوتا ہوں پھر کسی وقت حاضر ہوں گا۔ حفظکم اللہ تعالیٰ مع الاولاد الکرام والاحباب العظام۔

(از گولڑہ بقلم خود)

۲۲ر ستمبر ۱۹۲۴ء بروز جمعہ	صاحبزادہ محمُود صاحب	مکتوب نمبر ۵

مکرمی معظمی حفظکم اللہ تعالےٰ و دامت عنایتکم

تسلیم و نیاز۔ عنایت نامہ معہ نقل استغاثہ موصول ہُوئے۔

ع　صبر تلخ است ولیکن بر شیریں دارد

حضرات کی توجہ کا نتیجہ ہے ورنہ شریف آدمی اپنے احباب و متعلقین کی حمیت و حمایت میں اپنے قابو میں نہیں رہتا۔ الحمدُ لِلّٰہ الحمدُ لِلّٰہ اُمید ہے کہ نتیجہ اچھا ہوگا۔ زیادہ نیاز۔
(از گولڑہ بقلم خود)

۱۸ر ستمبر ۱۹۲۴ء بروز شنبہ ۱۳ر صفر المظفر	صاحبزادہ محمود صاحب تونسوی کی طرف بجواب مرقومہ صاحبزادہ صاحب	مکتوب ۶

مکرمی و معظمی حفظکم اللہ تعالیٰ دامت عنایاتکم

تسلیم و نیاز۔ عنایت نامہ کا شکریہ۔ غالباً جناب کو میرے عریضہ میں لفظ (پیر بھی ایسا کہ چہل سال عمرِ عزیزت گذشت　٭　مزاجِ تو از حالِ طفلی نگشت) ملحوظ ہوگا۔

مطلب سائل

الٰہی! پیر اور ناتواں تیرا باوجود اس کے کہ (پیری و شاہد پرستی ناخوش است) اور (بحالت معمری طفلانہ ہوسیات نازیبا) مستغرق بحرِ عصیان ہے۔ اس کی پیری کو زیرِ نظر فرماتے ہوئے اس کے اعمال کو نظر انداز فرما اور عفو و بخشش کر۔ حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ حشر کے دن ایک معمر سفید ریش سیاہ جریدہ سے پوچھا جائیگا کہ تم نے ہمارے احکام کی تعمیل کی ہے یا کیا۔ جواباً خوف کے مارے سراسر جھوٹ کہے گا کہ الٰہی میں نے تیرے سب احکام کی تعمیل کی۔ یہ کیا وہ کیا۔ حکم ہوگا کہ اس کو بہشت میں داخل کر دو۔ ملائکہ عرض کریں گے کہ الٰھنا تو علام الغیوب ہے یہ سراسر جھُوٹ کہتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ فرمائے گا۔ بیشک میں جانتا ہوں کہ اس نے سراسر جھوٹ کہا ہے مگر مجھے اس کی سفید ڈاڑھی سے حیا آگیا ہے۔ لہٰذا تیرے نیاز مند نے بھی (پیری) کو سامنے رکھ کر معافی چاہی نہ یہ کہ طوق غلامی میرے گلے سے نکالا جائے اور نہ ہی حضرت سعدی علیہ الرحمۃ اس جُرم کے مرتکب ہیں اور نہ ہی یہ ہو سکتا ہے۔ العبدُ عبد والرب رب گو شہود میں انا الحق ھو الحق انت الحق کوئی کہتا پھرے۔ پھر وہی بات ہُوئی ؎

نکالیں کیونکر دل سے اُس کمان ابرو کے پیکاں کو
نہ پیکاں دل کو چھوڑے ہے نہ دل چھوڑے ہے پیکاں کو

بخدمت صاحبزادگان حفظہم اللہ تعالیٰ تسلیمات و نیاز۔ سب کو ما وجب۔

(نیاز مندے از گولڑہ)

بروز پنجشنبہ ۵ر ربیع الاوّل	مکتوب نمبر ۷

مکرمی و معظمی حفظکم اللہ تعالیٰ و دامت عنایتکم

تسلیم و نیاز۔ عنایت نامہ گویا تبصرہ بعیوب انفسنا موجب تنبیہہ ہوا۔ مکرما ملائکہ کی کیوں (بقولھم اتجعل فیھا) لاعلمی کی وجہ سے تھی جس کا تدارک سُبْحٰنَكَ لَاعِلْمَ لَنَآ اِلَّامَا عَلَّمْتَنَا سے ہوا۔ مَا نَحْنُ فِیْهِ والی کیوں کا منشا درد ہے۔ (مصرع) درد را جُز آدمی درخور نیست مذکورۃ الصدر کیوں کا قائل بوجہ گستاخی معتوب، مؤخر الذکر کیوں کا مترنم معذور اور قابلِ رحم ؎ ترنم
دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں　　روئیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں

بے حجابانہ اور فاش ترنم کا موجب وہی درد۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ درد اور اسرار درد رقیب سے مخفی رکھے جاتے تھے۔ اب وہ وقت آگیا کہ بوجہ شدّت درد جسم جو حاجب اسرار تھا نحول اور تحلیل میں آکر مظہر اسرار بباعث گریہ وزاری ہوا۔ حضرتِ عشق اور درد کی نیرنگیوں میں سے ہے۔ اجتماع امور متضادہ یعنے ظہور و خفا و للّٰہ درّ القائل ؎

وکشف حجاب الجسو ابرز سرما	به کان مستوراً له من سریرتی
فکنت بسری عنه فی خفیتهٖ	خفتهٖ لو هن من نحولی أیتی
فاظهرنی سقوبهٖ کنت خافیا	له والهویٰ یاتی بکل غریبةٖ

ایسی حالت میں دُوسروں کی بہی خواہی تاکہ سُن کر مشوش نہ ہوں۔ حسبِ مرتبہ حسینی اخلاق حسینیہ سے بہرہ مندی ہے۔ وذالك هو الفوز العظیم والحمد لله علی ذالك۔ آخری معروض بحسب صریح منطوق آیۂ کریمہ والذین اٰمنوا واتبعتهم (الاٰیة) جناب کو مبارک وبشارت۔ والحمد لله اوّلاً و آخراً والصلوٰة والسلام منه باطنا علیه ظاهراً۔

دستخط

مکتوب نمبر ۸

مکرمی معظمی حفظکم اللہ تعالےٰ و دامت عنایتکم

تسلیم ونیاز۔ جناب کے پہلے عنایت نامہ کے جمل ذیل تھے (کہ ہوں کیا اور کیوں ہوں۔ اگر ہوں تو کیوں اور نہ ہوں تو کیوں) اور یہی کیوں کہنا ہی بدتر از کفر ہے۔ کہ کیوں کس کو کہا جارہا ہے۔ اور کیا اس کو کیوں کہنا کفر سے بدتر نہیں ہے۔ بالکل بدتر از کفر ہے۔ خاکم بدہن میرے فکر میں تو تمام ملائکہ نے جبکہ کہا ہے کہ اتجعل فیها من یفسد فیها ویسفك الدّماء ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك یہ کیوں کہا ہے اور کیوں کہنا بدتر از کفر ہے جو کہ صرف ایک عزازیل کو سزا دی گئی اور باقیوں سے چشم پوشی اور ایسا لکھا جو لکھا گیا ہے یہ بھی بدتر از کفر ہے کہ کن کے حق میں کون لکھ رہا ہے۔۱۲)

میں نے عرض کیا تھا کہ ملائکہ کا اس پر کیوں کہنا لاعلمی کی وجہ سے تھا۔ جس کا تدارک سبحٰنك لا علم لنا سے ہوگیا اور جناب کا کیوں کہنا درد کی وجہ سے ہے۔ ع

درد را جُز آدمی در خورد نیست

لاعلمی یا درد کی وجہ سے بجناب باری عزاسمہٗ صدُور لفظ کیوں بغرض حصول علم و رفع درد موجب عتاب نہیں ہوسکتا۔ خلاف عزازیل کے کہ اس نے ابا اور انکار سجود سے کیا تھا نہ کہ باقی ملائکہ نے (فسجدوا الا ابلیس) ابا از سجدہ اور ہے اور جہالت یا درد کے ازالہ کے لئے کیوں کہنا اور چیز۔ باقی جو کچھ عریضہ میں عربی اشعار عرض کئے گئے تھے۔ موجب افشار درد کا بیان تھا۔ دُعا و استدعا ہے کہ اللہ تعالےٰ بطفیل مقبولانش ستاری و غفاری کا معاملہ جانبین سے فرمائے۔ بخدمت صاحبزادگان حفظہم اللہ تعالیٰ تسلیمات و دعوات۔ سب سے نیاز۔ سب کو مادجب۔ دستخط قبلہ عالم

بروز یکشنبہ ۱۸ر اکتوبر ۱۹۲۵ء

مکتوب نمبر ۹

معظمی مکرمی حفظکم اللہ تعالےٰ و دامت عنایاتکم

تسلیم ونیاز۔ خوب فرشتہ بن کر لکھیں تو اور آدمی بن کر لکھیں تو بھی نامناسب اور بیجا نہیں۔ سیدنا ابراہیم علیٰ نبینا و علیہ السلام کا سوال اگر (ولکن لیطمئن) کے لئے تھا تو اسی طرح ملائکہ کا استفسار بھی ولکن لیطمئن نفوسنا پر مبنی تھا۔ نہ از روئے انکار و اعتراض و حسد اور اسی قسم کے استفادات و استفسارات عصمۃ مسلمہ فی الملائکہ والانبیاء علیہم السلام کے لئے منافی نہیں استفسارات کذائیہ دفعاً للجہل والتحیر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے بحضور نبوی اور ملائکہ سے بجناب باری عزاسمہٗ سے ہوتے رہے ہیں۔ کتب صحاح بکثرت ایسے واقعات سے مملو ہیں۔ مثلاً حدیبیہ میں قول فاروق اعظم رضی اللہ عنہ (السنا علی الحق یا رسول اللہ) وسوال ملائکہ دفعاً للجہل درباره ادخال ایک عاصی جنت میں کما فی البخاری وغیرہ اس سے معلوم ہوسکتا ہے۔

نوٹ: جناب کا آخری نوٹ (اگر جسارت سمجھی جائے تو فرشتہ بن کر عرض کیا ہے نہ آدمی بن کر الخ) جسارت ہے درباره معصومین۔

اُن کا من یفسد فیها ویسفك الدماء کہنا از قبیل اظہار موجب تعجب تھا نہ از رُوئے حسد۔ ایسا ہی ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك بوجہ تکبر و خود پسندی نہ تھا۔ (بل تکمیلا بسبب التعجب) بخاری میں ہے ایک گنہ گار کے لئے جس کا اعمال نامہ گناہوں سے پُر ہوگا۔ حکم ہوگا اسکو بہشت میں لے جاؤ۔ ملائکہ عرض کریں گے کہ الٰہنا تو علام الغیوب ہے۔ اس کا اعمالنامہ گناہوں سے بھرا ہوا ہے حکم ہوگا کہ بیشک بھرا ہوا ہے۔ مگر دُنیا میں یہ عاصی میرے ایک مقبول بندے کے پاس حاضر ہوتا تھا۔ اس پر ملائکہ عرض کریں گے کہ دُنیوی مطلب کے لئے جاتا تھا نہ کہ للہ۔ حکم ہوگا جس طرح جاتا تھا، مَیں اپنے بندوں سے وعدہ کرچکا ہوں۔ هم قوم لا یشقی جلیسهم۔ زیادہ نیاز۔

بخدمت صاحبزادگان حفظہم اللہ تعالیٰ تسلیمات و دعوات سب سے مادجب۔

۴ر ربیع الثانی روز دوشنبہ

مکتوب ۱۰

مکرمی و معظمی حفظکم اللہ تعالےٰ

تسلیم ونیاز۔ عنایت نامہ کاشفِ مافیہا ہوا۔ بیشک جانبین گو ایسے ہی ہیں جیسا کہ جناب نے تحریر فرمایا ہے۔ مگر یہ مستغاث منہ ہونے بطریق اصالت کے لئے مستبعد سمجھا جاتا ہے۔ نہ کہ علیٰ سبیل الوکالہ کے لئے جیسا کہ عرض کیا گیا تھا۔ تاکہ آپ روضہ مقدسہ میں حاضر ہوکر استغاثہ پیش کریں۔ رہا سوال کیوں۔ سو اس کے متعلق جناب اسی عنایت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ (غرض جو کچھ ہو میرا سوال نہ حسداً ہے نہ طعناً) بنابریں الحمد للہ کہ ملائکہ کی عصمت تو محفوظ رہی اور پھر اسی عنایت نامہ میں ہے (کہ ملائکہ کو صفی اللہ سے .... نہ تھا۔ یا اب تک نہیں ہے۔ اب دیکھئے کہ جب وہ میرے اعمالنامہ

میں یہ الفاظ ثبت فرما رہے ہیں تو اپنے امکان تک کہاں تک سزا دینے یا دلانے میں سعی فرمادیں گے۔ معروض ہے کہ جب سزا دینے یا دلانے میں حتی الامکان کوشاں ہیں تو پھر برخلاف تصریح جناب مسطور الصدر ملائکہ حاسد بھی ہوئے اور طاعن بھی مزید برآں معاند سزا دلانے والے بھی۔

رہی جسارت سو وہ بھی موجودہ مروجہ زمانہ کے آداب و مصطلحات کو زیرِ نظر رکھتے ہوئے محسُوس ہوتی ہے۔ نہ بلحاظ واقع موجودہ زمانہ کے لوگ تو، مَیں کو بُرا سمجھ کر لفظ آپ و جناب استعمال کرتے ہیں اور عرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (ء انت قلت) سے خطاب کرتے تھے۔ ایسا ہی عالم ملائکہ میں لکھنوی تکلفات آداب عنوانیہ نہ تھے۔ اتجعل فیھا من یفسد فیھا کہنا ان کا بطریق اعتراض نہ تھا بلکہ مقصُود استفسار وجہ حکمت تھا۔ اور غیبت بنی آدم بقصد تحقیر و اہانت نہ تھی۔ بلکہ بیان وجہ اشکال کے لئے تھی جو جائز ہے۔ چنانچہ ہندہ زوجہ ابوسفیان کا بحضور نبوی مقولہ ہے کہ (ان ابا سفیان رجل شحیح ای بخیل ممسك ولو یمنعھا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ھٰذہ الغیبۃ اور قول ملائکہ ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك کا منشا عجب و تکبر نہ تھا بلکہ اس سوال کی معذرت کا اظہار ہے۔ علیٰ بعض المحتملات یعنی ہمارا سوال اس وجہ سے نہیں کہ ہم کو حکیم مطلق کی حکمتِ کاملہ میں کسی طرح کا شک ہے۔ کیونکہ ہمیشہ سے ہمارا وظیفہ تسبیح و تقدیس و تنزیہہ باری عزاسمہٗ ہے۔ موجبات نقص سے۔ بلکہ ہمارے سوال کا منشا ازالۂ جہل و تحصیلِ علم ہے۔ منجملہ وجوہ جہل یہ بھی تھی کہ انہی تسبیح و تقدیس کو وہ کافی اور کامِل سمجھے ہوئے تھے جو خلاف واقعہ ہے۔ لہٰذا (ان کنتم صادقین) سے زیرِ عتاب ہُوئے۔ اس قسم بیان غیر واقعی جس کو کوئی غلط فہمی سے بیان کرے از قبیل کذب مذموم نہیں کیا جاتا۔ البتہ (سبحٰنك لا علم لنا الا ما علمتنا) سے ظاہر ہے کہ ملائکہ ترکِ اولیٰ کے مرتکب ہُوئے۔ کیونکہ سوال از تفاصیل وجوہ حکمت و اسرارِ غامضہ خلاف اولیٰ ہے جو اہلِ کمال کے شایاں نہیں۔ ھٰذا ما عندی والعلم عند اللہ ملائکہ نے بھی خاکی مخلوق کے بارہ میں کیا جو کچھ کہ کیا۔ مگر جناب بھی بحیثیت انتقام یا وکالت منجانب خاکیاں تعاقب کو چھوڑنے والے معلوم نہیں ہوتے۔ میرے خیال میں تعاقب یا انتقام کسی خلافِ اولیٰ اور (لا علم لھم) تک محدود ہونا چاہیئے اور بس۔

مخلص میاں نورالدین لاہوری کا تار مُبارکبادی آمدہ از لاہور تاریخ ۱۱ ربیع الثانی کے ملاحظہ پر یہاں سے ارجنٹ تار مبارک بادی قطب پور کو بھی بھیجا گیا تھا۔ غالباً جناب کو پہنچا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو معہ اولاد و احفاد الیٰ یوم القیامۃ مع متعلقین و مخلصین ہمیشہ حساد و اعداء سے محفوظ رکھے۔ سب سے سب کو۔ سب کچھ۔

بخدمت صاحبزادگان حفظہم اللہ تعالیٰ تسلیمات و دعوات سب کو ما وجب۔

(نیازمند از گولڑہ بقلم خود)

مکتوب نمبر ۱۱

معظمی و مکرمی حفظکم اللہ تعالٰے من المکروہات دامت عنایتکم

تسلیم و نیاز۔ عنایت نامہ معہ تار موصول ہو کر موجب تشویش نیازمندان ہوا۔ مگر بفضلہٖ تعالیٰ (لا تحزن ان اللہ معنا) بوجہ اساسیت شریعت غرا، کامل سہارا اور بھروسہ دے رہا ہے۔ گو تکوین ارادہ مرضیات و غیر مرضیات دونوں پر حاوی ہے مگر ملحین و متضرعین کا الحاح ولو کانوا عصاۃ فتراک رحمت و غفران کو بتوفیقہ چھوڑنے کا نہیں۔ بعض مقبولین ملہمین کا مقولہ رُباعی ذیل ہے:۔

بازآ بازآ ہر آنچہ ہستی بازآ　　　گر کافر و گبر و بُت پرستی بازآ
ایں درگہِ ما درگہ نومیدی نیست　　　صد بار اگر توبہ شکستی بازآ

بار تشویش کو نیازمندوں پر چھوڑیں اور متوکلاً علی اللہ منتظر رحمت و عفو رہیں۔ زیادہ زیادہ والحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام منہ باطناً علیہ ظاہراً و علیٰ آلہٖ و صحبہٖ طراً۔

العبد المشتکی والملتجی الی اللہ المدعو مہر علی شاہ

مکتوب نمبر ۱۲

نقل خط حضرت سجادہ نشین صاحب تونسوی بطرف غوث الزماں حضرت قبلہ عالم گولڑوی دام ظلہم العالی

دل تھا سو تیرے عشق میں آگے ہی دے چکے　　　اِک سر رہا تو اس سے بھی اب ہاتھ دھو چکے
اب کیا رہا کہ اس سے رقیبوں کا ڈر کریں　　　ہم تو بُردں کی جان کو پہلے ہی رو چکے

مکتوب نمبر ۱۳

جواب از قبلہ عالم گولڑوی دام ظلہم العالی

دل سر کو رو رہے تھے بامید مرحمت　　　مارے مرے تھے اُلٹے مجرم بھی ہو چکے
جادو بھری رسیلی پُرفن نگاہ کسو کی　　　پھر ہم ہی ان کے سامنے ملزم بھی ہو چکے
بُروں کو جانے دیجئے بھلوں کو دیکھئے　　　در در رُلا کے ہم کو پھر خود ہی رو چکے
سفنے میں بھی شرابی بیاں چھٹک کے دوڑا　　　پیتم پیارا اللہ پڑھتے بھی سو چکے
چتون ہے کس ادا کی شوخی ہے کس بلا کی　　　یا اُن کا کچھ ہے بگڑا یا ہم ہی کھو چکے

بابا کے در پڑے ہیں مَہر اُس پہ ہے توقع
یا وہ سنور گئے اب یا ہم ہی ہو چکے

مکتوب نمبر ۱۴

از تونسہ شریف

یادم نمے کنی و زیادم نمے روی　　　عمرت دراز باد فراموش کارِ من

جواب قطعہ معذرت

ہے پابند طاعت عقیدت ہماری　　　نہیں پیش دستی کی ہمت ہماری
یہ باعث ہے خط کے توقف کا اصلی　　　مبادا نہ بے جا ہو سبقت ہماری

از تونسہ شریف

اے وعدہ فراموش کروں کیوں نہ شکایت — تُو نے تو یہ وعدہ کیا تھا دمِ رُخصت
بھُولوں گا کبھی تجھ کو نہ میں تا بقیامت — گر یاد تمہیں ہم تھے تو پھر کیوں از رہِ اُلفت

خط نہ نوشتی و مرا یاد نہ کردی
گاہے بزباں قلمم شاد نہ کردی

جواب از قبلہ عالم ادام اللہ برکاتہم — مکتوب نمبر ۱۵

ہوں وعدہ کا پکّا نہ کرو میری شکایت — میں نے تو یہ وعدہ کیا تھا دمِ رُخصت
بھُولوں گا کبھی آپ کو نہ میں تا بقیامت — ہے یاد مجھے آپ کی ہر لحظہ بالفت

ہے یاد صفت دل کی نہ کاغذ نہ قلم کی
جب یاد ہو دل میں نہیں حاجت ہے رقم کی

بیت

خیز تا از درِ میخانہ کشادی طلبیم — بر درِ دوست نشینیم مرادے طلبیم
اشک آلودہ ما گرچہ رواں است ولے — برسالت سُوئے آں پاک نہادے طلبیم

مکرمی و معظمی ! — مکتوب نمبر ۱۶

تسلیم یاد فرمائی کا شکریہ۔ اس طرح سے جس طرح سچے طالب کو بصورت محویت ہونا چاہیئے قبول ہوئی۔ اشعار کی جرأت اور حسبِ موقعہ تحریر کی صد دل قربان۔ ایک دلی خواہش کا اظہار انشاء اللہ تعالیٰ ۱۸ ذوالحجہ صبح کو بروز دوشنبہ بشرطیکہ غرہ جمُعہ ہو، اور ۱۷ کو اگر شنبہ ہو دریاخان کے اسٹیشن پر موجُود ہوں گا۔ اُمیدوار ہوں کہ ذاتِ عالی جو کہ مجسم تفریح داعی ہیں، مفرح روح رواں ہونگے کہ تاریخ انعقاد نکاح شب جمعہ یا خمیس ہوگا۔ چونکہ فقیر دنیاوی رسوم کے خطوط کا مشتاق نہیں حرف گیری نہ فرماویں گے کہ پراگندہ خاطر پراگندہ دل ہوں۔ زیادہ بجز تاکید عرض کیا لکھوں۔ صاحبزادہ عالی وقار کو دُعا ترقی مدارج۔ سب سے خصوصاً مولوی گوہر علی صاحب سے نیاز تسلیم برخوردار سے نیاز۔

(الراقم آپ کا محمُود)

برید بادِ صبا دوشم آگہی آورد — کہ روز محنتِ غم رو بکوتہی آورد
بمطربان صبوحی دہیم جامۂ چاک — بایں نوید کہ بادِ سحر گہی آورد

سیّدی و سندی اعطاک اللہ و احیاک مع اللمحۃ حیٰوۃً طیبۃ۔ تسلیم تسلیم تسلیم — مکتوب نمبر ۱۷
برغم رقیباں اجازت بخشی کہ باریابی محفل حسبِ ارشاد ہزار ہزار شکر تعمیل لارشاد کمر بستہ ایم۔

عشق تو سر نوشت من — مہر رخت سرشت من
خاکِ درت بہشتِ من — راحتِ من رضائے تو

ازیں حاضری و ازاں غیر حاضری آنچہ بر نیازمند شمار رفتہ و بخواہد رفت شنیدہ باشند و فردا شنوند۔ خیر

مصرع — مراعات صد کن برائے یکے

منکہ ملول گشتمے از نفسِ فرشتگاں قال و مقال عالمے میکشم از بہائے تو بہ اسٹیشن دریاخان مجاز شدیم۔

بیت — فغاں کہ نرگسِ مخمُور شوخ شہر آشوب
نظر بہ دُرد کشاں از سرِ حقارت کرد

والا بتونسہ مقدسہ رسیدہ قدم خدام بوسی را عازم جازم بودم نے نے عمداً غلط گفتم بلکہ

یقیں کہ نرگسِ مخمُور شوخ شہر آشوب
نظر بہ درد کشاں از سرِ عنایت کرد

صاحبزادہ اطال اللہ عمرہٗ و اتم قدرہٗ کی خدمت میں نیاز۔ خصُوصاً مولوی علی گوہر صاحب کی خدمت میں نیاز تسلیم۔

از تونسہ ۷ بجے کا وقت ربیع الثانی — مکتوب نمبر ۱۸

منم کہ بتو نفس مے زنم زہے خجلت — مگر تو عفو کنی ورنہ چیست عذر گناہ

ملجائی و رجائی زاد عنایتکم ! وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ'

جناب جس قدر بغرض عزّت بخشی ایں عاصی بسفارش فیاض طبع مُبارک قلم مجسّم کرم کو ہدایت فرماتے ہیں موجب شکستگی نگاہ ایں پُر از گناہ ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو خالی از اوصاف مندرجہ پاتا ہوں۔ دُعا فرماویں کہ ربِ رحیم محض اپنے فیض ذاتی سے بحالِ ایں خاکسار رحم فرما کر توبہ نصیب کرے۔ آمین

شوقِ ملاقات نے بے چین کر رکھا ہے اور یقین ہے کہ طرفین کو تاثیر ہوگی مگر مختار اور مجبُور کے درمیان تفاوت معلوم۔ مجبُوری ظاہری باطنی جناب سے مخفی نہیں۔ آئندہ مالک۔

میں ہوں آپ کا محمُود

بصاحبزادہ والا قدر عمر دراز دعوات ترقی مدارج۔ بجمیع خدّام خصُوصاً مولوی صاحبان سلام تسلیمات از برخوردار احمد نیاز از عبداللہ شاہ تسلیمات از نیازمند منشی نیاز عیاں از مکرمان بندہ جناب مولوی صاحب نیاز۔ باقی فقرا۔ سے نیاز۔

حضرتی و مولائی عمّ فیضکم و زاد عنایتکم — مکتوب نمبر ۱۹

تسلیم و نیاز۔ عالی جناب میں حاضری کے لئے اجازت و اعزاز بخشی کا شکریہ۔ ورنہ من آنم کہ من دانم غریب نوازا

نہ دُوری دلیلِ صبوری بود — کہ بسیار دُوری ضروری بود

کے مطابق نیاز مند بھی معذور و مقصر رہا۔ ہاں بے شک حسب اشعار ذیل کسی قدر سہارے نے بھی تھام رکھا ہے :

مااللنوی ذنب ومن اھوی معی　　ان غاب عن انسان عینی فھو فی
(مردمک)

قال الاخر

ومن عجب انی ارید لقائھم　　واسئالھم عنھم داعی وھم معی
وتطلبھم عینی وھم سوادھا　　ویشتاق ھم قلبی وھم بین اضلع
(مردمک)

وصل میں ہجر اور ہجر میں وصل کی وجہ سے عمر ایسی کشمکش میں بے چینی سے گزری۔

ومافی الارض اشقی من محب　　وان وجہ الھوٰی حلوالمذاق
فیشکوا ان نأ واشوقا الیھم　　ویشکوان دنوا خوف الفراق

محض کاملہ عنایت اور مجسمہ نجابت کا اقتضا ہے کہ ایسے ناکاروں نام لیواؤں کو بھی اسی عالی جناب میں شرف یادآوری حاصل ہے۔ ورنہ لسانِ حال تو عرصہ ۲۲ سال سے جس وقت سے آپ حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں پاکپتن شریف تشریف لائے ہوئے تھے، بمضمون ذیل ذاکر رہی اور ہے اور ہوگی ؎

یاسادتی ھل یخطرن ببالکم　　من لیس یخطر غیرکم فی بالہٖ
حاشاھا ان تغفلوا عن حال من　　ھو غافل فی حبکم عن حالہٖ
بخیالکم کان غیری یکتفی　　بوصالہ فانا الذی لا اکتفی　الخ

ہندی ؎　جیتے رہیں تو آن ملیں گے درس پاویں گے اس نگری

دُعا فرماویں عوائق سے فارغ ہوکر جلدی قدم بوس ہوں۔ خدمت حضرتی و مولائی جناب صاحبزادہ احمد صاحب اطال اللہ عمرہٗ تسلیم و نیاز کے بعد گستاخی مشغولی بعلم سب سے سب کو نیاز والباقی عند التلاقی۔

جناب کا خاکبوس سیال شریف میں متواترہ عنایت نامجات کی وجہ سے صرف تین چار روز کیلئے حاضری کا ارادہ رکھتا ہے۔ واپسی پر جہلم کرنے کا ارادہ ہے۔ تسلیم تسلیم تسلیم۔

مکتوب نمبر ۲۰　　مکرمی و معظمی دامت توجہاتکم

تسلیم و نیاز۔ عنایت نامہ و مافیہا من الاشعار کا شکریہ۔

نیاز مند کی طبیعت بدستور علیل ہے۔ جناب کی طبیعت چونکہ بوجہ رقت قلبی و ذرہ نوازی نیاز مندوں کی تکالیف سُننے سے متاثر ہوتی ہے لہٰذا عرائض میں توقف ہوا اور انتظار حصولِ صحت رہا۔ تاکہ شفایابی کی خبر موجب فرحت و خوشنودی جناب ہو۔ نیاز مندوں کی خوشنودی اور سب کچھ اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جناب کو معہ اولاد کرام حفظہم اللہ تعالیٰ و سائر متعلقین و مخلصین مکروہاتِ زمانہ و

شر اعدا ر سے بحرمت مقبولان کے ہمیشہ محفوظ رکھے بخدمت صاجزادگان حفظہم اللہ تعالیٰ تسلیمات و دعوات۔ سب سے نیاز۔ سب کو ماد جب۔

العبد
نیاز مند از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۲۱

مکرمی و معظمی حضرت خواجہ غلام محمود صاحب دامت عنایاتکم و حفظکم اللہ تعالیٰ

تسلیم و نیاز۔ تعزیت نامہ کا شکریہ۔ مکرما ایسے مقدس و شریف محسن ہستی کی مفارقت نے سب نیاز مندوں کو اور بالخصوص راقم الحروف کو جو مور د عنایات و کرم فرمائیہا حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا۔ بحر درد و غم میں ڈال دیا ہے جس کا تدارک مدت العمر ممکن نہیں۔ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ حضرت کریم مرحوم مغفور کی رُوح مُبارک کو اولاد کرام اور سب نیاز مندوں کے سر پر اس طرح عنایت فرما رکھے جیسا کہ حینِ حیات تھے۔ نیاز مند بوجہ ناگفتہ بہ عوارض معدہ و دماغ و قلب قادر پور حاضر نہیں ہو سکا۔ کسی قدر افاقہ ہونے پر حاضری کا ارادہ ہے۔ گو میں اس قابل نہیں ہوں مگر حسب تعمیل ارشاد جناب۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جناب کو بطفیل مقبولانِ خویش موجبات رضا عطا فرمائے۔ زیادہ تسلیم و نیاز و استدعار دُعا۔

العبد
دُعا جوئی و دُعا گوئی مہر علی شاہ از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۲　　مکرمی و معظمی حفظکم اللہ تعالیٰ

تسلیم و نیاز۔ عنایت نامہ کا شکریہ۔ اللہ تعالیٰ بطفیل مقبولانِ خویش جناب کو استقلال و صبر معہ کل نیاز مندان عطا فرمائے۔ عوارض معدہ و دماغ و قلب اپنے ارادہ میں کامیابی سے روک رہے ہیں۔ حضرت کریم رضی اللہ عنہ کو ایسے عوارض سے مطلع نہیں کیا جاتا تھا۔ اس وجہ سے کہ حضرت مرحوم کو تکلیف نہ ہو۔ البتہ استفسار و استمزاج پر عرض کی جاتی ہے۔ اسی طرح جی نہیں چاہتا کہ جناب کو تکلیف دوں۔ مگر چونکہ جناب کا ارشاد ہے کہ کیفیت مزاج سے مطلع کیا کروں، کیفیت مسطورہ بالا عرض کی گئی۔ اور سب کو ماد جب۔ جناب کے نیاز مند غلام محی الدین کی جانب سے نیاز۔

العبد نیاز مندی از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۲۳

جواب حضُور بجواب اس خط کے جو صاجزادہ محمود صاحب تونسوی نے سجادہ نشین صاحب سیالوی کی تعزیت میں لکھا تھا۔

مکرمی و معظمی حفظکم اللہ تعالیٰ دامت توجہاتکم

تسلیم و نیاز بحق حضرت سجادہ نشین صاحب مرحُوم۔ جناب کی کمال عنایت فرمائی کا شکریہ۔

اللہ تعالٰے بطفیل بارگاہِ تونسوی صاحبزادہ قمرالدین صاحب کو ہر طرح کی لیاقت عطا فرماوے۔ میر صاحب مرحوم کے ممتازانہ وشریفانہ اخلاق کے یاد آنے پر ان کے احباب کو نیا صدمہ پہنچتا ہے۔ ذاتِ عالی کو بدرجہا زیادہ صدمہ ہوگا۔ بوجہ علالتِ طبع زیادہ عرض نہیں کر سکتا۔

بخدمت صاحبزادگان حفظہم اللہ تعالیٰ دعوات وتسلیمات۔ سب سے نیاز۔

نیازمند از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۴ مکرمی ومعظمی حفظکم اللہ تعالٰے

تسلیم ونیاز۔ یہ سُن کر کہ طبع مُبارک جناب زیادہ علیل ہے، سخت بے چینی ہے اور نیازمند کو چکر انے دماغ وضعفِ قلب کے علاوہ عوارضِ معدہ وغیرہ حاضری سے مانع ہیں۔ اللہ تعالیٰ ذاتِ عالی کو باصحت وعافیت دیر تک برسرِ اولاد کرام وسائر نیازمنداں سایہ گستر فرمائے۔ زیادہ استدعا دُعا۔

العبد نیازمند از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۵ معظمی ومکرمی دامت عنایاتکم وحفظکم اللہ تعالیٰ

تسلیم ونیاز۔ مولوی حامد صاحب کا خط باجوڑ سے میرے پاس بھی مشتمل برخبر خیریت پہنچا ہے۔ چنانچہ مولوی احمد صاحب کے پاس پہنچا ہے۔ مولوی احمد صاحب کے مطالبہ پر وہ آنا چاہیں تو آسکتے ہیں۔ نواب صاحب کی جانب سے روکاٹ کسی طرح کی نہیں۔ یہی مضمون میں نے بجواب خط مولوی احمد صاحب ان کو لکھوا بھیجا ہے۔ رہا جناب کے عنایت نامہ میں فقرہ مندرجہ ذیل (ہنسی میں ٹال دی) اسی صُورت میں مسلم ہو سکتا ہے کہ مخاطب (راقم) کو معاذ اللہ لاپرواہی ہو اور اس کو کسی طرح کا رنج (نہ بالذات اور نہ بالواسطہ) نہ ہو۔ اذلیس فلیس۔

دراصل بات یہ ہے کہ جناب کا نیازمند اصول مروجہ مبتنٰی علیہا الاحکام سے ناواقف ہے اور اُن جنٹلمینوں کا دستِ نگر جو حسب رائے خود کارگر ہیں۔ الاشرذمتہ قلیلۃ ھذا ھوالوجہ آج کل فصوص درس میں ہے نہایت تھوڑا وقت تدریس کا نکالا جاسکتا ہے۔

اس کے مضامین سے حضرتِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذاق اور پرواز بقدر استعداد خود موازنہ ہو سکتا ہے۔ میں نے اس پر حضرت سیالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سُنا تھا کہ کسی عالم نے حضرت اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حافظ علیہ الرحمۃ کے شعر ذیل کا مطلب دریافت کیا تھا ؎

آن تلخوش کہ صُوفی ام الخبائث خواند
اشہی لنا واحلیٰ من قبلۃ العذاریٰ

درجواب اس کے آپ کا ارشاد تھا کہ مولوی صاحب مصرعہ اوّل مرتبہ بشرط شیَ اور دُوسرا مصرعہ

مرتبہ لابشرط شیَ میں ہے۔ بس قلّ ودلّ اس کو کہتے ہیں۔ دب ارض عنہ وعن مشائخہ ومخلصیہ ومعتقدیہ وآلہٖ۔ دُعا فرماویں کہ او سُبحانہٗ وتعالیٰ بطفیل مقبولانِ خویش اپنی طرف متوجہ کرے اور نیازمند سے سب کو ما وجب۔ صاحبزادگان کو تسلیمات ودعوات۔

بقلم خود

مکتوب نمبر ۲۶ معظمی ومکرمی دامت توجہاتکم وحفظکم اللہ تعالیٰ

تسلیم ونیاز۔ عنایت نامہ مفصل طور پر کاشف مافیہا ہوا۔ الحمدللہ کہ جناب کا سفر بخیریت گذرا۔ نیازمند ۴ ار شوال مکان سے نکلا۔ چند ایام راستہ میں بوجہ سخت اصرار بعض مخلصین گزار کر سیال شریف حاضر ہوا۔ بتوسط اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے موجودہ حضرات نے بھی مہربانی فرمائی۔ الحمدُ لِلہ سیال شریف سے واپس ہو کر آج تیسری ذیقعد تک اسٹیشن تک نہیں پہنچ سکا۔ غالباً ہفتہ عشرہ تک مکان پر پہنچنے کی اُمید ہے زیاراتِ اہل اللہ جیسا کہ جناب نے تحریر فرمایا ہے جسمانی وروحانی صحت کیلئے بہترین نسخہ جات ہیں۔ شافی مطلق بطفیل مقبولانش رحم فرماوے۔ بخدمت صاحبزادگان حفظہم اللہ تعالٰے تسلیمات ودعوات جناب کے نیازمند غلام محی الدین کے نیاز۔ سب نیازمندوں سے نیاز۔

جناب کا نیازمند چک ۵۶ بقلم خود

مکتوب نمبر ۲۷ محمُود ا ۱۵ ارجمادی الاوّل

۲۰ ر اگست بروز پنجشنبہ معظمی ومکرمی جناب صاحبزادہ محمُود صاحب لازال کاسمہٖ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بمجرد وصول غلام مہدی از تعمیل ارشاد سامی سعادت حاصل نمودہ خواہد شد۔ (یادداشت) خیال شریف رہے کہ بعد حصول نیاز قبل از مجالس عرس شریف صرف چند منٹ کیلئے علیحدہ بوقت شب بلایا جاؤں۔ زیادہ تسلیم ونیاز۔

العبـــــد

مہرشاہ از گولڑہ

اور نیز مکلف ہوں کہ حامل نیاز نامہ اولیٰ اگر حضور میں موجود ہو اس کو مطلع فرمایا جاوے کہ بروز جمعہ آئندہ تاریخ ۲۳ دریا پر سواری کا فکر کرے۔

مکتوب نمبر ۲۸

مکرمی ومعظمی جناب صاحبزادہ غلام نظام الدین صاحب اعطاکم اللہ الصبر والاجر ودامت توجہاتکم

تسلیم ونیاز۔ کوہِ غم کے نیچے دبے ہُوئے کی یاد فرمائی۔ جناب کے اخلاقِ موروثی اور ہمت محمودی کا عکس ہے۔ مکرما! حضرت مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرصہ سال کا ہوا ہے کہ بذریعہ تحریر

نیازمند کو اطلاع بخشی تھی ۔ (مجھے جتلایا گیا ہے کہ میں اس سال میں دارِ فانی سے رخصت ہو جاؤں گا۔) اللہ مرحوم کو مغفرت اور اولادِ کرام کو معہ سائر نیازمندان کے صبر عطا فرمائے۔ عوارض معدہ دماغ و قلب کی حالت معرضِ تحریر میں نہیں آسکتی۔ جس نے آج تک حاضری سے محروم رکھا ہوا ہے۔ مزید برآں عوارض استماعِ خبر اس حادثہ جانکاہ نے بالکلیہ مضمحل کر دیا۔ علالتِ معدہ کے متعلق کیا عرض کروں کہ رات دن کئی دفعہ قضا حاجت کے لئے جانا پڑتا ہے اور دل کا گھٹنا ہر وقت لازم ہے۔ خدا کرے کہ کسی صورت حاضری نصیب ہو۔ جناب کے نیازمند غلام محی الدین و سائر نیازمندان سے نیاز۔ جناب کے سب متعلقین کی خدمت میں اظہار تاسف۔

العبـــــــــد
جناب کا نیازمند مہر علی شاہ از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۹ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

سیدی و سندی تسلیم و نیاز۔ مبارک نامہ گرامی نے شرف صدور فرمایا۔ یہ مبارکیں عالمگیر خطہ خاک پاک درسیال شریف کو ہی شایاں ہیں ؎

از راہ گذرے خاک سرِ کوئے شما بود   ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد

واقعی امر تو یوں ہے ۔ شعر

شمس نورانی کہ نورِ مطلق است   در ہمہ آفاق نورش مطبق است

اِقتباس

خورشیدی نہاں ؎

گشت ظاہر فی العیاں در ذرۃ   شیرِ نر در پوستین برۃ
از پئے روپوش عامہ درمیاں   مہرِ شاہ شد مشتہر بر ہر لساں
چونکہ نور افشاند بر لاہوریاں   ظل مخروطی خفت فی القادیاں
شب ز رُز و رُز از شب شد عیاں   فمحونا آیۃ اللیل بیاں
وِیں عجب کاں شمس از نورِ قدم   ناتواں را بود خود صاحب علم
انت تھدی انت تضلل من تشاء   انت تعز ز انت تذلل ہر کرا
کیست دیار اندریں دار الوجود   غیر تو از غیرتت غیرت زدود
طرفۃ العینی نہ از ما جُدا   بس عجب از درد ہجراں نالہا
چشمِ عاشق بہرِ جستجوئے جاں   شد بخاکِ کوئے تو غوطہ زناں

گر نہ دادے نام پاکت دست را   کس ندیدے در جہاں آں مست را
از مسمی اسم چوں راندِ نفس   عالمے را گوش بر بانگِ جرس
نام دادی از کرم دیوانہ را   نسخۂ فیہ الشفاء مستانہ را
نامِ پاکت ساختہ وردِ زباں   مہر تو را در دلش کردہ نہاں
خاصہ مستانیکہ مست انداز الست   مونسِ جانہائے شاں بدسوز تفت
آں مقیمانِ سرِ کوئے کسے   واں اسیرانِ خمِ موئے کسے
راکعیں بر یادِ ابروئے کسے   ساجدیں سرشارِ مہ روئے کسے
ہر دو عالم در ہوائش باختہ   پا ز دیدہ در براہش ساختہ
سیما آں سروِ بستانِ خدا   شاہباز قدس آں شمس العلیٰ
طلعتِ رو از تجلی فی الخیال   مدرکہ با ناطقہ گردند لال

بس کن اے دل قصہ بے انفصام
السلام اے بدر شمسم والسلام

بحکم مولانا رومی ؎

کل شیءٍ قالہٗ غیر المفیق   ان تکلف او تصلف لا یلیق

یہ چند اشعار مذکورۃ الصدر جو لسان الوقت نے بغیر امداد عروض و قوافی ہدیہ درِ دولت کئے ہیں۔ امید ہے کہ بلحاظ جنون و بے ساختہ پن محل اعتراض بلغار نہ ہوں گے۔ وجہِ تاخیر جواب انتظار اشتہار روئداد جلسہ لاہور ہوا۔ چند کاپی اشتہار محمد رفیق صاحب ہندوستانی منقولہ اخبار امید ہے کہ پہنچی ہوں گی۔ بیان مفصل چونکہ بغیر از تقریر متحرف لہٰذا حصول قدمبوسی پر ملتوی رکھا جاتا ہے ۔ حضرتی و مولائی جناب صاحبزادہ محمد شعاع الدین صاحب و جمیع صاحبزادگان کو تسلیم نیاز۔ سب سے سب کو نیاز۔

العبد مہر شاہ بقلم خود از گولڑہ   یکم جمادی الثانی ۱۳۱۸ھ ہجری

نوٹ :۔ خط مندرجہ میں جو نظم درج ہے اس کے متعلق دوسری روایت درج ذیل کی جاتی ہے ۔ (ناقل)

مکتوب نمبر ۳۰ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

سیدی و سندی تسلیم و نیاز۔ مبارک نامہ گرامی نے شرف صدور فرمایا۔ یہ مبارکیں عالمگیر تو خاک پاک درسیال کو شایاں ہیں۔ بیت

از رہ گذر خاکِ سرِ کوئے شما بود   ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحرے افتاد

واقعی امر تو یوں ہے :۔

شمس نُورانی کہ نُورِ مطلق است — در ہمہ آفاق نورشں مطبق است
گشت خورشیدے نہاں در ذرّہ — شیر نر در پوستین برّہ
چونکہ بر لاہوریاں افشاند جُود — در تحرک گشت ذرّاتِ وجود
شب ز روز و روز از شب شُد عیاں — ظل مخزوطی خفت فی القادیاں
ویں عجب کاں شمس از نورِ قدم — ہم نمود آں ظل را زیرِ عَلَم
کیست دیاّر اندریں دار الوجود — غیر تو اے غیرتت غیرت زدود
طرفۃ العینی نہ از ما جُدا — بس ز ہجراں بوالعجب ایں نالہا
چشمِ عاشق بہر جست وجوئے دل — درمیانِ خاکِ کویت مضمحل
نامِ پاکت ساختہ وردِ زباں — مہر تو را در دلش کردہ نہاں
اللہ اللہ ایں چہ خیر اسماست ایں — رُوح رُوح و حرز جانِ ماست ایں
اے خُدا جانم بر احسانت فِدا — نام بر شوریدگاں کردی عطا
از مسمّٰی اسم چوں راند نفس — جملہ عالم مست بر بانگِ جرس
نام دادی از کرم دیوانہ را — نسخۂ فیہ الشفاء مستانہ را
خاصہ مستانیکہ مست انداز الست — مونس جانہائے شاں بدسوز و تُفت
آں مقیمانِ سرِ کوئے کسے — واں اسیرانِ خمِ موئے کسے
ہر دو عالم در ہوایش باختہ — دیدہ را پای ہم بر آتش ساختہ
سیّما آں سرو بُستانِ خُدا — شاہبازِ قدس آں شمس العلا
وصفِ حُسنش چونکہ طیراں میکند — ایں زبانہا جملہ حیراں می شود

نیست ختم ایں قِصّہ بے انفصام
لاجرم مقصود ماند والسّلام

مکتوب نمبر ۳۱
نقل خط از جانب حضرت گولڑوی بجانب حضرت سجادہ نشین صاحب سیالوی ۸ رمضان ۱۳۳۲ھ
سیّدی وسندی تسلیم ونیاز۔ یادآوری کا شکریہ۔ نیاز مند حضور کی توجہ سے بمعہ متعلقین ہر طرح سے بخیریت ہے اور قبلہ عالم کی مع اولاد اور مخلصین کی خیریت مطلوب۔ جناب کی رونق افزائی بمقام چاچڑ و مرولہ والا وصابووال باعثِ توقف در ارسال عریضہ ہوا۔ اب دولت خانہ میں اقامت کی خبر پہنچنے پر تحریر عریضہ میں مشغول ہی تھا کہ اچانک عنایت نامہ شرف صدور لاکر کاشفِ مافیہا ہوا۔ الحمد للہ کہ از اولاد حضرت من دین راضیائے واللہ را عبادتے بظہور آمد لازال کذالک آمین۔ نیاز مند جناب نیز در شعبان در شغل تدریس کتب تصوّف مشغول بود۔ قریب پنجاہ

عالم فاضل درسبق شریک ماندہ اند عزم مصمم داشتم کہ در رمضان بعد ختم قرآن مجید بحسب ابیات ذیل از زیارت خاک پاک خطۂ سیال قالب راجانے وجاں راجانانے بخشاید۔ بیت

دیدہ جز خاکِ درت خواب نہ بیند ہرگز — تشنہ در واقع جُز آب نہ بیند ہرگز
ہر زماں دل بسگِ کوئے تو مشتاق تر است — سیری از صحبتِ احباب نہ بیند ہرگز
ہر کہ در کوئے تو پہلو بسر خاک نہد — راحت از بسترِ سنجاب نہ بیند ہرگز
نورِ طاعت کہ دل از سجدۂ ابروئے تو دید — عابدِ شہر بمحراب نہ بیند ہرگز

مگر بذریعہ تحریر جناب دیوان صاحب پاک پٹنی واضح گشتہ کہ حضرت موصوف عنقریب ارادہ تشریف آوری درینجا میدارند اگر انتظار صاحب موصوف ہمچنیں حصول مامول را در تعویق داشت تا ہمیں جا بُوئے پیراہان یُوسفے را در مشام یعقوبے شمیدہ از خود در خود با خود خواہم سرائید۔ بیت

عید شد ہر کس زیاری عیدی دارد ہوس — عید ماؤ عیدی ما دیدنِ روئے تو بس
عید مردم دیدنِ مہ عیدِ ما دیدار تو — ایں چنیں عیدے نہ بیند در دو عالم ہیچ کس

وبہ پیک شتر سوار بصد تضرع وزاری خواہم گفت ؎

یا راکب الوجناء بلغت المنیٰ — عج بالحمی ان جزت بالجرعاء
متیممًا طلعات وادی ضارج — متیامنًا عن قاعۃ الوعساء
واذا وصلت اُثیل سَلْعٍ فالنقا — فالرقمتین فلعلعٍ فشظاء
فکذا عن العلمین من شرقیہ — ماعادلا للحلۃ الفیحاء
واقرئ السلام عریب ذیاك اللویٰ — من مغرم دنف کئیب ناء
یا ساکن البطحاء ھل من عودۃٍ — احیا بھا یا ساکنی البطحاء
واحسرتی ضاع الزمان ولم افز — منکم اھیل مودتی بلقاء
ومتی یومل راحۃ من عمرہ — یومان یوم قلی ویوم لقاء
حبکم فی الناس اضحیٰ مذھبی — وھواکم دینی وعقد ولاء

صاحبزادگان کی خدمت میں مع الدرادیش کے نیاز۔ علاوہ اس کے صاحبزادہ سعداللہ صاحب کے حضور میں وہی سیال شریف والی گوشت کی معذوری۔ سب نے سب کو نیاز۔ منشی صاحب کو دُعا وسلام۔

اس مُلک میں بھی پشاور، چھچھ، ہزارہ، تنول، پونچھ، کشمیر تک دوشنبہ کا روزہ ہے۔ شب دوشنبہ کو ہر جگہ دیکھا گیا۔

مکتوب نمبر ۳۲

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ

برخوردار غلام محی الدین حفظک اللہ و وفقک لما یحب و یرضیٰ

دُعا و سلام۔ ایسے شفیق اور بے نظیر محقق عالم حفظہ اللہ کے زیرِ تعلیم ہونا اس وہاب الخلاق کا کمال احسان ہے۔ ایسے اُستاد کے حسب ہدایت کاربند ہونا موجب حصول مدعا ہے۔ ہر کام اور ہر حال میں اسی لطیف قبل از لطیف کے طرف دھیان رکھو۔ اور اُسی کے دست نگر رہو۔ در رحم امہات اس کی بے عوض عنایت نے کیا کچھ کم کیا ہے۔ جو آئندہ نہ کرے گا۔ صرف اسی ایک نعمت کا شکریہ ادا نہیں ہو سکتا کہ باوجود اطلاع علی المعاصی عفو و رحم و ستاری سے معاملہ فرما رہا ہے۔

ایسے ستار رحیم سے بہرحال کامل اُمید کامیابی کی ہو سکتی ہے۔ مکرر لکھتا ہوں کہ بہرحال اسی کے دروازہ پر گڑگڑانا اور اس سے محظوظ ہونا اصل الاصول ہے۔ حصول سعادت دارین کے لئے خالص بندہ کو حصول مطلب سے چنداں حظ نہیں ہوتا جس قدر کہ اس کے آگے منہ پھیلانے اور اظہار نیاز سے اول لالچ ہے اور ثانی عبادت۔ عالم فاضل متصف باوصاف کاملہ ہمہ شدیم مگر بندہ او نشدیم کہ دربند خویشیم خواہ از عالم دُنیا یا از عالم عقبیٰ بندہ از بندگانش فرمودہ ؎

غبار خاطر عشاق مدعا طلبی است   بخلوتے کہ منم یاد دوست بے ادبیست

برخوردار قائم علی بعد دُعا و سلام مضمون واحد۔

اس وقت چاہتا ہوں کہ تمہارا خط بعینہٖ تمہارے والد کو بھیج دوں۔ بخدمت مکرمی جناب مولوی صاحب حفظہ اللہ و وفقہ لما یحب سلام مسنون الاسلام و دُعا ہمہ طلبا را دُعا و سلام ہمہ مخلصان اہل نرڑہ کا دُعا و سلام۔

عبدہ المذنب مہر شاہ بقلم خود

معنی ابیات ذیل حسبِ فہم ناقص آنکہ والعلم عند اللہ۔

چہ خوش گفت بہلول فرخندہ فال   کہ من از خُدا پیش بودم دو سال

خُدا سے مراد مرتبہ اسماء مفصلہ جو تیسرے درجہ میں واقعہ ہے بہ نسبت ذات صرفہ کے یعنی میں مرتبہ الوہیت (اسماء مفصلہ) بعنوان دیگر عماء سے دو سال یعنے دو درجہ پیشتر تھا۔ ایک درجہ یہ (اسماء مفصلہ) اس سے پہلے وحدت یعنی قابلیت محضہ و اجمال۔ مطلب یہ ہوا کہ واحدیت اور وحدت سے پہلے (میں) میرا تعین مندمج فی الذات تھا۔

من آں وقت کردم خدا را سجود   کہ ذات و صفات خُدا ہم نہ بود

یعنی تجلی علمی میں میرا عین ثابت بلسان امکان و استعداد عابد و ساجد خُدا کا تھا۔ جبکہ خُدا اور اس کے صفات نے ظہور نہیں پکڑا تھا۔ والسلام عبید کم الفشاوری۔

یا اللہ

اے غلام غوث اعظم فکر کن   فکر کن در خلقت پس شکر کن
(غلام محی الدین)
جمع گشتہ در تو عالم خلق و امر   جسم تو خلق است روحت ہست امر
ہست در تو جملہ از عالم کبیر   زیں جہت شد نام تو عالم صغیر
جد تو کل شد ملائک جزء او   زیں سبب آمد خطاب اسجدوا

تیسرے بیت کی تشریح ملاحظہ ہو۔ والسلام

اس وقت زیادہ لکھنے کی فرصت نہیں۔ سب کو سلام و دُعا۔ الٰہی شادی کا خاتمہ بالخیر ہو۔ تحریر ہذا کو محفوظ رکھو۔ واپس لانا ضروری ہوگا کہ نظر ثانی کی جائے۔ **قولہ**

ہست در تو جملہ از عالم کبیر   زیں جہت شد نام تو عالم صغیر

تشریحش آنکہ موجود اولے کہ بمنزلہ انگندن معمار گل راست تاکہ قبول کند ہر شکل را بحسب ارادہ بناہا است کہ در اصطلاح فلاسفہ او را ہیولے مے گویند۔ پس قبول کرد ہر شکل را بحسب استعداد صالحہ اندرون خانہ روشنی چراغ را قبول مے کند قال اللہ تعالیٰ ۔ مثل نورہٖ کمشکوٰۃ فیھا مصباح پس نبود کسے قریب تر از روئے قبول درآں ہبا مگر حقیقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم باصطلاح حضرت شیخ و عقل بلسان الفلسفہ و ہماں است اول ظاہر فی الوجود کہ وجودش از نور النبی و ہباء و حقیقت کلیہ است باز قریب تر بداں از نوعِ انسانی علی ابن ابی طالب است کرم اللہ وجہہٗ کما صرح بہ الشیخ پس بدانکہ عوالم چار اند عالم اعلیٰ و عالم استحالہ و عالم التعمیر و عالم النسب۔

از عالم اعلیٰ است حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم و فلک حیات و عرش محیط و کرسی و بیت معمور و ملائکہ و زحل و فلک او و مشتری و فلک او و مریخ و فلک او و شمس و فلک او و زہرا و فلک او و عطارد و فلک او و قمر و فلک او و از عالم استحالہ است چہار کرہ عناصر آتش۔ باد۔ آب۔ خاک۔ و ایں خاک بر ہفت طبقہ است۔ سیاہ و غبرا (خاک رنگ) و سرخ و زرد و سفید و زرقا بھندی کچکرا و سبز و از عالم تعمیر است روحانیاں یعنے ملائک و عالم حیوان و عالم نبات و عالم جماد و از عالم نسب است مقولہ تسعہ برائے عرض یعنی کم و کیف و این و متیٰ۔ و اضافت و وضع و فعل و انفعال و اختلاف الصور والاشکال مثل فیل و خر و اسپ وغیرہ۔

پس بدانکہ نظیر ہر یکے از انواع مذکورہ در انسان موجود است لہٰذا او را عالم صغیر مے گویند زیرا کہ نیست چیزے از عالم کبیر یعنی عوالم اربع مگر نظیرش در حضرت انسان موجود است مثلاً نظیر حقیقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم و فلک او کہ حیات است لطیفہ روح قدسی است در انسان و نظیر عرش جسم است و رو و نظیر کرسی نفس است و نظیر بیت معمور قلب است و نظیر ملائکہ ارواح انسان است و نظیر زحل و فلک او قوت علمیہ و نفس و نظیر مشتری و فلک او قوت ذاکرہ و موخر الدماغ و

نظیر مریخ وفلک او قوت عاقلہ و یافوخ ونظیر شمس وفلک او قوت مفکرہ ووسط الدماغ ونظیر زہرہ و فلک او قوۃ وہمیہ وروح حیوانی ونظیر عطارد وفلک او قوۃ خیالیہ ومقدم الدماغ ونظیر قمر وفلک او قوۃ حسّیہ وجوارح حاسہ ونظیر کرہ آتش دروح او اعنی حرارت ویبوست صفرا۔ است درانسان دروح او قوت ہاضمہ است ونظیر ہوا وروح او حرارت ورطوبت خون وقوت جاذبہ است در انسان ونظیر آب وروح او برودت ورطوبت بلغم است درانسان وقوۃ دافعہ ونظیر خاک وروح او برودت ویبوست سودا۔ است وقوت ماسکہ درانسان ونظیر ہفت طبقات خاک مذکورہ بالا در جسم انسانی جلد است وشحم ولحم وعروق وعصب وعضلات وعظام ونظیر روحانیین درانسان قوی انسانیہ است ونظیر حیوان درانسان چیزے است کہ حس مے کند ونظیر نبات درانسان چیزے است کہ نمو مے کند ونظیر جماد درانسان چیزے ہست کہ حس نمے کند۔ ونظیر کیف در احوال انسانی است مثل صحۃ وسقم ونظیر کم درانسان الساق اطول من الذراع مثلاً ونظیر این درانسان مثلاً راسی علی عنقی و نظیر متیٰ حرکت راسی وقت حرکت یدی مثلاً ونظیر اضافہ درآں ہذا ابی فانا ابنہ مثلاً ونظیر الفعل اکل مثلاً ونظیر الانفعال شبع ونظیر اختلاف الصور فی الانسان القوۃ الانسانیۃ التی تقبل الصور المعنویۃ عن مذموم ومحمود کہٰذا فطی فہو فیل و ہذا بلید فہو حمار و ہذا شجاع فہو اسد۔

مکتوب نمبر ۳۳

برخوردار غلام محی الدین حفظک اللہ مع اللحقۃ و وفقک لما یحب و یرضیٰ

بعد دُعا و سلام۔ آنکہ شب جمعہ قریب دو بجے خوشاب اُتر کر اُسی وقت دریا سے عبور کر کے آرام کیا۔ علی الصباح وہاں سے نماز پڑھ کر بسواری بگھی فوراً اچھاوٗنی پہنچے۔ حضرت صاحب عم فیضہم اس قدر خوش ہوئے کہ تحریر سے باہر ہے۔ آپ کو کئی روز کا سخت انتظار تھا۔ ہر ایک شخص اس انتظار کی عجیب کیفیت بیان کر رہا ہے۔ خاصہ میرے اشعار متعلق فارضیہ نے ؎

بھُلدے نہیں اوہ بول مٹھڑے ڈھول دے
بول سانول یار رُوہی رول دے

نہایت رقّت طاری کئے ہوئے تھے۔ پہنچتے ہی میں نے انتظام سیال شریف لے جانے کا کیا۔ اس روز آپ کو لب دریا پر کنارہ خوشاب سے کشتی پر سوار کیا۔ علی الصبح بروز شنبہ سیال شریف پہنچنے پر سب کو ازحد خوشی ہوئی۔ اور دُعائیں دینے لگے۔ حضرت صاحب کو ضعف ازحد ہے۔ غذا نہیں مجھ کو ایک لحظہ آنکھوں سے غائب نہیں چاہتے۔ دو تین دن میں آپ کو قدرے طاقت حاصل ہونے پر اجازت لے کر واپس ہونے کا ارادہ ہے۔ تم کو چاہیئے کہ امور ذیل کے پابند رہو۔

۱۔ شغل سبق میں بحفظ اوقات ساعی رہو۔
۲۔ رات کا سونا حسب ہدایت مکان پر میری آرام گاہ میں مع رفقاء بالتزام ماوجب آرام کرنا۔

۳۔ راولپنڈی نہایت ہی کم جانا۔
۴۔ ختم معہود کو بدستور قائم رکھو۔
۵۔ گھر میں سب کو دُعا بعد فراغت ہر روز ضرور گھر میں جایا کرو۔
۶۔ نماز باجماعت کو اہم المہمات سمجھو۔
۷۔ سب طلبہ کے ہر طرح کے خبر گیر رہو اور سب کو سلام پہنچاؤ۔

اس وقت میں ازدحام خلق میں لکھ رہا ہوں۔ جناب صاحبزادہ محمد امین صاحب شرف سلام بخشتے ہیں۔ میری جانب سے جناب قاری صاحب و سب طلبہ و درا ویش کو سلام۔

الراقم عبدہٗ مہر شاہ بقلم خود از سیال شریف ۷ جمادی الاوّل روز یکشنبہ

مکتوب نمبر ۳۴ — برخوردار غلام محی الدین سلمک اللہ

بعد سلام و دُعا اینکہ تمہارے پہلے خط فغاں آمودہ کا منشاء بغیر عجلت اور کیا ہوسکتا ہے دو دن اگر صبر کرتے تو ہمارا خط پہنچ جاتا اور غالباً پہنچ بھی گیا ہوگا۔ جناب حکیم صاحب حفظہ اللہ کا اخلاص اور شرافت کیا ہمارے روزمرہ کے استفسارات سے مستغنی نہیں۔ تم خود ہی ہر خط میں ان کے ممتازانہ تعامل و اخلاص کا شکریہ ادا کرتے ہو اور ہم کو پہلے ہی ان کا تعلق و اخلاص معلوم تھا۔ آج میانی میں تمہارا خط مرسلہ بجانب حافظ فضل الدین ملاحظہ سے گزرا۔ میرے رفقاء اور کل پسماندہ تمہارے احباب کا بقول شخصے شعر ذیل وظیفہ ہے۔ شعر

ہے تصوّر میری چھاتی پہ اور مجھ سے حجاب — عقل حیراں ہے میاں دیکھ کے یہ پیار نیا

دو سو ۲۰۰ روپیہ بذریعہ تار سرگودھا سے بھیجا گیا ہے، پہنچا ہوگا۔ غالباً ہم پرسوں تک مکان پر پہنچیں گے۔ راولپنڈی اُترنے کا ارادہ نہیں۔ حکیم صاحب کو دُعا و سلام و چاندی کو دُعا و سلام۔ اس وقت بباعث ازدحام خلق زیادہ نہیں لکھ سکتا۔

(داعی مہر علی شاہ از میانی بروز یکشنبہ)

مکتوب نمبر ۳۵ — از چھاوٗنی شاہپور بروز دوشنبہ

برخوردار غلام محی الدین حفظک اللہ تعالیٰ و احیاک حیاۃً طیبۃً

بعد دُعا و سلام اینکہ مخلصی گلاب خان کے دونوں خط یکے بعد دیگرے ملاحظہ سے گزرنے پر کیفیت آمد و کارروائی حاکم معلوم ہوئی۔ محبوب عالم کو ایک دو دن سے بخار تھا۔ آج اچھا ہے۔ باقی خیریت ہے۔ گھر کے حال اور کیفیت انتظام حفاظت سے مطلع کرو۔ سب کو دُعا و سلام۔ تم کو مع حن کے باخبر رہنا چاہیئے برخوردار شاہ سید کو بھی فہمائش کریں۔

داعی بقلم خود

مکتوب نمبر ۳۶ — برخوردار غلام محی الدین حفظک اللہ تعالےٰ

بعد سلام و دُعا اینکہ تمہارا اور جناب قاری صاحب کا خط لاہور فضل الٰہی کے مکان پر آج بروز چہار شنبہ ملاحظہ سے گزرے ۔ الحمد للہ والمنۃ کہ قائم بے چارہ اپنے پاؤں پہ قائم ہوگیا ۔ سعی کنندگان خصوصاً عبدالہادی کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرماوے ۔ اور مصائب سے بچاتے ۔ بیماری کے حالات سے ہر روز مطلع کریں ۔ غالباً پرسوں قصور جانا ہوگا ۔ مقدمہ میں اللہ تعالیٰ کامیابی عطا فرماوے ۔ بارش کے لئے شہر والے اور میرا والے نفل شروع کریں ۔ اور جناب باری عزاسمہٗ سے بارش مانگیں ۔ جن کا شان ینزل الغیث من بعد ما قنطوا ہے ۔ برخوردار حق پیر اور سب مخلصوں کو سلام و دُعا ۔ فضل داد کی بیماری کا حال نامعلوم ہے ۔ محمد سعید کا حال کا بھی لکھتے رہیں ۔ گھر کا حال قصور بعد ازاں پاکپٹن پہنچے ۔

دُعا گو بقلم خود از مکان فضل الٰہی لاہور

مکتوب نمبر ۳۷ — عزیزی غلام محی الدین حفظک اللہ تعالیٰ

بعد سلام و دُعا اینکہ کل ۲۸ صفر کو کوٹ چوغطہ سے روانگی ہوگی ۔ غالباً ہفتہ تک انشاء اللہ تعالےٰ راولپنڈی پہنچیں گے ۔ صاحبزادہ محمد سعد اللہ صاحب کوٹ تک ہمراہ تشریف فرما ہو کر واپس ہوئے ۔ مجھے غلام رسول خان نے اگر کسی صورت نہ چھوڑا تو دو چار دن زیادہ گزر جائیں گے ۔ گھر میں دوا لینے کی میری جانب سے تاکید کرنی ۔ برخوردار حق پیر کو بعد سلام برخوردار شاہ سید کو سمجھانے کی تاکید ۔ مکرمی جناب مولوی محمد غازی صاحب کو سلام ۔ نعمان مُلا کو معالجہ کرانے کی تاکید کرنی ۔ میرے پہنچنے تک نماز پڑھانے والا جو مناسب سمجھو ، ضرور ہو ۔ اوقات خمسہ میں اذان و جماعت میں قصور نہ ہو ۔ سب کو دعوات ۔

داعی بقلم خود از کوٹ چوغطہ

---

۹ محرم — مکتوب نمبر ۳۸

برخوردار غلام محی الدین حفظک اللہ تعالیٰ مع اللحقہ

بعد سلام اینکہ ہم سب بخیریت ہیں ۔ اور جناب دیوان صاحب بھی راضی ہیں ۔ پرسوں یہاں سے روانگی کا ارادہ ہے مخلصی میاں شیخ احمد صاحب اور امام بخش ملتانی اور چوہدری اللہ داد پاکپٹن میں بلین مُلتان جانے پر مُصر ہوئے ۔ لہٰذا بہ لین ملتان واپس ہوں گے ۔ باقاعدہ علاج ضرور ہونا چاہیئے ۔ گھر میں دعوات پہنچائیں ۔ سب کو دعوات ۔ مکرمی جناب مولوی محمد غازی صاحب کے ارشاد کا مجھے خیال ہے ۔ والسلام

داعی از پاکپٹن شریف بقلم خود

مکتوب نمبر ۳۹ — برخوردار غلام محی الدین حفظک اللہ تعالیٰ و احیاک حیاۃ طیبۃ

بعد دُعا و سلام اینکہ آج بروز پنجشنبہ ۱۲ محرم کو منٹگمری میں ہیں ۔ غالباً دیوان صاحب بھی بعد العصر پہنچیں گے ۔ علی الصبح بہ لین ملتان سوار ہو کر دوسرے دن ملتان پہنچیں گے ۔ بعدہٗ ٹھٹھہ گرمانی اور غالباً خان گڑھ سے ہوتے ہوئے وطن کو آئیں گے ۔ بیماری اور علاج کی کیفیت سے میاں شیخ احمد صاحب کی جگہ پہ مطلع کریں ۔ بخدمت حضرت والدہ ماجدہ تسلیمات و نیاز ۔ سب ہمشیرہ کو دُعا پہنچانا ۔ برخوردار حق پیر شاہ سید اور ولایت شاہ و محمود شاہ و سائر احباب و متعلقین کو دُعا و سلام ۔ جناب قاری و مولوی صاحب اور سب مکان والوں کو سلام اپنے احباب کی کیفیت سے بھی مطلع کر د ۔ سب سے سلام ۔

داعی بقلم خود از منٹگمری ۔ ۱۲ محرم

---

۷ محرم بروز شنبہ از پاکپٹن — مکتوب نمبر ۴۰

عزیزا ! تم درمیان حفظ و امان الٰہی باشید

بعد دُعا اینکہ ہم سب بخیریت ہیں ۔ ۱۱ تاریخ واپس ہونے کا ارادہ ہے ۔ بہ لین مُلتان جلدی مکان پر پہنچنے کا قصد ہے ۔ بیماری کے حالات سفر میں پہنچتے آئے ہیں ۔ مجھے فرصت لکھنے کی بالکل نہیں ۔ سب کو دعوات ۔ علاج میں سُستی نہ ہو ۔

دُعا گو بقلم خود

از سکیسر بروز دوشنبہ — مکتوب نمبر ۴۱

برخوردار غلام محی الدین حفظک اللہ تعالیٰ

بعد دُعا اینکہ انشاء اللہ تعالیٰ بروز پنجشنبہ ۵ چاند راولپنڈی پہنچیں گے ۔ قاضی صاحب وزیرآبادی کے اصرار پر محبوب عالم سے اسٹیشن پولو وال سے تار بدیں مضمون دے گا کہ وزیرآباد پہنچو ۔ مکان پر ٹھہرنا اگر ضروری ہو تو نہ آنا ورنہ شامل ہو جاؤ ۔ سب کو ما وجب ۔

داعی بقلم خود از سکیسر

کل ۸ بجے دن کے بروز سہ شنبہ سوار ہو کر غالباً ۳ بجے وزیرآباد پہنچیں گے ۔

مکتوب نمبر ۴۲ — برخوردار غلام محی الدین حفظک اللہ عما یکرہ و عما تسوء

بعد دُعا و سلام اینکہ سب گھروں اور مہمانوں کی خبرگیری کرنے جمعہ و جماعت کا التزام ۔ آوارہ گردی کی ترک خصوصاً بحالت تنہائی آج کل موسم خراب ہے ۔ مولدات بخار سے پرہیز ضروری ہے ۔ اپنے استاذ صاحب کا حسب ہدایت خیال رکھنا کہ وہ سخت شرمناک آدمی ہیں ۔ موت منظور ہوگی مگر مُنہ سے کبھی نہ کہیں گے کہ ایں چنیں بایدان کی ضروریات کو قبل از وقت مہیا رکھنا ۔

میں محبوب عالم اور تمہارے بھروسے پر ان کی خبر گیری نہیں کی۔ تم دونوں کو بارہا تاکید کی گئی تھی۔ مگر نامعلوم تم نے کس طرح برتاؤ کیا۔ ان کی صحت کا خیال چاہیئے، نہ صرف اپنے سبق اور مطلب کا۔ دوطرفی کرایہ ان کے جانے پر دینا۔ غرض ہر طرح چارپائی، بستر وغیرہ کا لحاظ۔ ان کی تشریف بری پر تم گھر میں رہو اور حسب ہدایت ان کے اوقات کے پابند رہو۔ ایسا ہی جناب قاری صاحب کی خبر گیری رکھو۔ یعنی کوئی وطنی ناتراشیدہ حسب عادت اہل وطن پیش نہ آنے پاوے۔ ایسا حلیم نہ ہونا چاہیئے کہ ضروریات میں نقصان ہو اور نہ ایسا درشت کہ خلق اللہ بیزار ہو۔ سب گھروں کا فکر رکھو۔ میرے کہنے پر عمل کرو اور میرے کرنے کو نہ پکڑو۔ رات ۹½ بجے ہم ملکوال پہنچ گئے ہیں۔ صبح ۷ بجے پر گاڑی کو جانا چاہیئے تھا مگر ہر حبہ کی وجہ سے ابھی سات بجے لالہ موسیٰ سے بھی نہیں چلی۔ شاید ظہر کو یہاں پہنچے۔ لہٰذا ہم کو کل بروز شنبہ سیال شریف پہنچنا ہوگا۔ سب کو سلام۔

مکتوب نمبر ۴۳ — راقم عبدہ المذنب الراجی الی عفوہٖ از ملکوال سات بجے دن کے

بغدادشریف والی مائی صاحبہ کا خیال رکھنا اور اپنی دادی صاحبہ کا سلام بھی ہر روز کرنا اور دونوں زیارت پر فاتحہ بلاناغہ پڑھنا اور ختم کا التزام بھی۔

مکتوب نمبر ۴۴

برخوردار غلام محی الدین حفظک اللہ

دُعا و سلام پرسوں بروز پنجشنبہ میانوالی سے روانہ ہو کر سٹیشن چھب پر برائے ملاقات مکرمی جناب مولوی محمد غازی صاحب اُتروں گا۔ ورنہ حسن ابدال اُتر کر بھوئی فاتحہ خوانی کے لئے جاکر بعد ازاں مکان پر پہنچوں گا۔ مکرمی جناب قاری صاحب کو بعد سلام مضمون واحد۔ سب کو دُعا و سلام پہنچے۔

مکتوب نمبر ۴۵

از ملتان بروز چہارشنبہ

برخوردار غلام محی الدین حفظک اللہ مع المتعلقین

بعد سلام اینکہ لاہور، قصور، پاکپتن سے جو تاریں اور خطوط بغرض استمزاج مریضہ شفاہا اللہ تعالیٰ بھیجی گئی تھیں۔ کسی کا جواب نہیں آیا۔ مانعش بخیر ہو۔ کل خان گڈھ اور پرسوں سناواں، اترسوں واپسی کا ارادہ ہے۔ تمہاری غفلت اور بے اعتنائی نے بے چین کیا ہوا ہے۔ سب کو ما وجب۔

داعی بقلم خود از ملتان

مکتوب نمبر ۴۶

۲۴ صفر — برخوردار غلام محی الدین حفظک اللہ تعالیٰ

بعد سلام و دُعا اینکہ خطوط متواترہ کاشف مافیہا ہوئے۔ قاری صاحب کو اللہ تعالیٰ جلد واپس لائے اور مقدمہ میں کامیابی عطا فرمائے۔ میں آج ۲۴ تاریخ بوجہ اصرار و کمال عنایت فرمائی جناب

صاحبزادہ محمد سعد اللہ و صاحبزادہ محمد عبداللہ روانہ نہیں ہوسکا۔ صبح ۲۵ تاریخ روانگی ہوگی۔ کوٹ چوغطہ وغیرہ مقامات پر گزر ہوگا۔ حتی الوسع جلدی مراجعت کریں گے۔ سب کو ما وجب۔

داعی بقلم خود از سیال شریف

مکتوب نمبر ۴۷

۲۳ صفر — برخوردار غلام محی الدین حفظک اللہ تعالیٰ

بعد دُعا و سلام اینکہ خط تمہارا اور جناب قاری صاحب کا ملاحظہ سے گزرا۔ الحمد للہ والمنۃ۔ کل بروز دوشنبہ ۲۴ صفر واپس ہوں گے۔ بمجبوری سٹیشن پولو وال تک ہفتہ تک پہنچنا ہوگا۔ سون سکیسر اور پکھڑ والوں کا امسال لے جانے کا ارادہ تھا۔ ان کو جواب دیا گیا ہے۔ سب کو دُعا و سلام۔ جناب صاحبزادہ محمد سعد اللہ صاحب نے سلام لکھنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ ان کی جانب سے سلام۔ فقیر مع سب رفقاء بخیریت ہے۔ گھر میں اور مکان والوں کو سلام و دعوات۔ پیر ولایت شاہ صاحب اور ملک غلام حسین سلام پہنچاتے ہیں۔

العبد

الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ بقلم خود از سیال شریف

مکتوب نمبر ۴۸

برخوردار غلام محی الدین حفظک اللہ تعالےٰ

بعد سلام اینکہ خط تمہارا سیال شریف میں کاشف مافیہا ہوا۔ الحمد للہ والمنۃ کہ جانبین میں خیریت ہے۔ کل بروز چہارشنبہ کوٹ چوغطہ میں پہنچے۔ محمد خان کسی صورت تین شب گزرنے کے بغیر نہیں چھوڑتا۔ پرسوں بروز ہفتہ یہاں سے روانگی ہوگی۔ اور شب نبی بخش مسکین کے پاس بعد ازاں بروز یکشنبہ جلالپور میاں علی محمد کے پاس صبح کی روٹی کھا کر رات چک میاں فتح دین کے پاس۔ پھر بروز دوشنبہ سکیسر غالباً دو شب گزار کر سٹیشن بہلوال سے سوار ہو کر راستہ میں چکوڑی ہوتے راولپنڈی اُتریں گے۔ گوجر خان والوں کے اصرار پر وہاں بھی غالباً ایک وقت ٹھہرنا ہوگا۔ سب کو ما وجب۔ مخلصی حاجی کریم بخش صاحب کو برخوردار فضل الٰہی کے بارہ میں آج ہی لکھ دیا گیا ہے۔

داعی از کوٹ

مکتوب نمبر ۴۹

از کوٹ چوغطہ

برخوردار غلام محی الدین حفظک اللہ

بعد سلام اینکہ مخلص مولوی محمد علی مقیم مسجد دھوبیاں کی طبیعت کا حال تم نے نہیں لکھا۔ اس کی خبر گیری رکھنی اور مناسب معالجہ سے دریغ نہ کرنا اور اس کو میرا سلام و دُعا پہنچاویں۔ اللہ تعالیٰ اس کو شفاء کامل عطا فرمائے۔ سب کو ما وجب۔

بروز دوشنبہ — مکتوب نمبر ۵۰

برخوردار غلام محی الدین حفظک اللہ تعالیٰ ووفقک لما یحب ویرضیٰ

بعد دُعا وسلام مسنون الاسلام اینکہ غالباً آج بروز دوشنبہ ملک خُدا بخش صاحب یہاں پر سیال شریف پہنچیں گے۔ امر معلوم میں گفت گو ہونے پر آج ہی ہم لوگ واپس ہونگے ورنہ کل بروز سہ شنبہ انشاء اللہ تعالیٰ ضروری واپس ہوکر بلین سرگودھا سوار ہوں گے۔ سرگودھا میں چند ساعت یا ایک شب برخوردار محمد حیات کے اصرار پر قیام ہوگا۔ بعدازاں سیدھے مکان پر پہنچیں گے۔ بخدمت ہر دو مولوی صاحب سلام پہنچادیں اور سب کو سلام و دُعا ختم کا التزام رکھنا۔

الراقم داعی از سیال شریف

برخوردار غلام محی الدین وفقک اللہ لموجبات رضائہ ولقائہ — مکتوب نمبر ۵۱

دُعا وسلام اما بعد یہاں پر بفضلہ سبحانہ من کل الوجوہ خیریت ہے ؎

نے گویم کہ از عالم جُدا باش — بہر جائیکہ باشی با خُدا باش

الیوم نیز تاکیداً درباره شراب دوشینہ یعنے محافظت نسبت وسائر امور مسطوره قلمی نموده می آید ایاك وان تولیٰ عمّا یقول محبُوبك ومحبُوب العالم وعلیك ایصال السلام منی الیٰ رفقتك وسائر مخلصیّ معدن المکارم (حاجی کریم بخش) ومنبع المراحم (حاجی عبدالرحیم) الموالی ومن یلائم (الے ایصالہ آیہ) والحمد للہ اوّلاً وآخراً والصلوٰة علیٰ رسوله وآله وصحبه ظاهراً وباطناً۔

العبد الملتجی الی اللہ الغنی به عمن سواه المدعو بمہر شاه

چونکہ در عالم سخن گوئی یکے است — پارسی و ہندی و عربی یکے است
کیست دیّار اندریں دار الوجُود — نیس الامن ہو الحکم الودُود
وجہہ فی کل شیئٍ یجتلی — علمہ فی کل شیئٍ یحتوی
مے وزد بادے چو از الا اَنَا (ای لا الہ الا انا ۱۲) — کل شیئٍ ینعدم مع مہر شاه

لسان الوقت کو قافیہ و ردیف سے غرض نہیں لہذا مجنونانہ مضامین پر عقلاء کو مواخذه کا استحقاق نہیں ہوسکتا۔ واللہ یقول الحق وهو یهدی السبیل۔

بروز سہ شنبہ غرّه ربیع الاول — عزیزی غلام محی الدین حفظک اللہ تعالیٰ — مکتوب نمبر ۵۲

بعد سلام اینکہ الحمد للہ علی الصحة والعافیة۔ اراده ہے کہ کل بروز چہار شنبہ انشاء اللہ تعالیٰ سکیسر سے

؎ حذفت نون الجمع بالاضافہ ۱۲

روانہ ہوکر بمقام ڈِنگہ شب باش ہوکر دُوسری شب چکوڑی بعدازاں گوجرخاں راولپنڈی پہنچیں گے۔ سب کو ما وجب۔

دُعا گو بقلم خود از جھوک عبدالرحمٰن متصل سکیسر

---

۸ صفر المظفر ۱۳۴۳ھ — بجانب میاں محمد حیات صاحب قریشی صابووال ضلع شاہپور — مکتوب نمبر ۵۳
مورخہ ۹ ستمبر ۱۹۲۴ء — عزیز محمد حیات حفظک اللہ تعالیٰ

بعد از سلام و دُعا آنکہ بفضلہٖ تعالیٰ اب صحت ہے۔ شدت گرما کی وجہ سے کچھ بُخار اور ساتھ ہی ہچکی ہوگئی تھی۔ چالیس سال کی عادت چونکہ بحکم العادة طبعیة ثانیة طبیعت کا حکم رکھتی ہے لہذا جانبین (راقم واہالیان ضلع شاہ پور) پر پریشانی کا اثر پڑ رہا ہے۔ مگر

نہ دوری دلیلِ صبوری بود — کہ بسیار دوری ضروری بود

یعنے نامناسب معلوم ہوتا ہے کہ لوگ تماشا دیکھیں۔ جس ذات عالی کے ساتھ میرا سروکار ہے، اس کا مسکن و آرامگاہ وہ عالم ہے جس کا روزن میرے دماغ میں مشاہدہ کے لئے موجُود ہے۔ اہالیان ضلع شاہ پور کے مخلصین کے لئے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں مصائب سے محفوظ فرما کر صراطِ مستقیم پر قائم رکھے۔ آمین۔ بغیر قصد زیارت اہل اللہ دَورہ کرنا اور اپنی جھونپڑی سے قدم باہر رکھنا خلافِ عادت ہے ورنہ مخلصین کو خوش کر دیتا۔ ذالك تقدیر العزیز العلیم والحمد للہ اوّلاً وآخراً والصلوٰة والسّلام منه باطناً علیه ظاهراً وآله وصحبه۔ الحمد للہ کہ حاجی صاحب مامون ہیں۔ برخورداران حفظہم اللہ تعالیٰ کو دعوات۔ سب کو ما وجب۔

الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ بقلم خود از گولڑه

عزیزی محمد حیات وسائر زوّار حفظکم اللہ تعالے — مکتوب نمبر ۵۴

بعد اہدء سلام و دُعا آنکہ پہلے تار جدّه سے بعدازاں خط موصول ہوکر باعث خوشنودی مہجورین ہوا۔ حضرت زوّار! اس میں شک نہیں کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ سمیع بصیر علیم علی الاطلاق ہے۔ کوئی امر اس سے پوشیده نہیں مگر گنہگاروں کے معروض نجات طلبی کا ضروری طور پر محل اجابت تک پہنچنا اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وساطت و سفارش پر موقوف ہے۔ کما قال ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابًا رحیما ط روضہ مطہرہ علیٰ صاحبہا الصلوٰة والسلام کے سامنے حاضر ہوکر اس آیت کو پڑھ کر عرض کرنا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سراپا گنہگار حضور میں حاضر ہوئے ہیں۔ آپ بدرگاه مجیب الدعوات ہماری سفارش فرمادیں تاکہ غفار الذنوب اپنے سچے وعده کے مطابق ہمیں مغفرت عطا فرمادے اور یہ ؎

غریقِ بحرِ عصیاں مہر شاه کو — مدینے جلد بلوایا تو ہوتا

زالی جھلک دکھلا کر پیارے بتوں سے سجدہ کروایا تو ہوتا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ قَدْرَ حُسْنِہٖ وَجَمَالِہٖ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَکْحَلِ الْعَیْنَیْنِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اَزَجِّ الْحَاجِبَیْنِ

کیا کچھ کم کیا نوکِ مژہ نے بھواں کے بل کو سمجھایا تو ہوتا

بول مہاراجہ چال مہاراجہ کیڑے ویلے دیاں کھلیاں

کھلیاں کھلیاں عمر وہانڑیں ڈکھن پیراں دیاں تلیاں

پڑے ہیں دیر سے کوچے میں تیرے کبھی ٹھوکر سے جھنجلایا تو ہوتا

غریقِ بحرِ عصیاں مہرشاہ کو مدینے جلد بلوایا تو ہوتا مکرر

سب کو ما وجب والحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام منہ باطناً علیہ ظاہراً ط

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۵۵

حق

سند المخلصین محبی ومحبوبی محمد چراغ صاحب وفقکم اللہ لما یحب ویرضٰے

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ یادآوری کا شکریہ۔ تصوّر عبارت ہے حقیقۃ مطلقہ کے متعین خیال کرنے سے بہ تعین شیخ بعد مٹا دینے تعین اپنے کے خیال میں۔ نسبت عبارت ہے اس رابطہ مخصوصہ سے جو بین العبد والحق جل وعلا حاصل ہو القاء شیخ سے یا عکسی طور پر یا کسبی طریق سے۔ مگر وہ کسب جو شیخ سے عطا شدہ ہو۔

آپ کو بسیط نسبت میں غیر تلبس الصفات اوّل سے حاصل تھی۔ والحمد للہ علیٰ ذٰلک۔ لہٰذا شغل اسماء و وظائف اس نسبت کے لئے ہارج معلوم ہوتا ہوگا۔ آپ اسی نسبت میں بطور مراقبہ مع التصوّر اکثر اوقات خصوصاً صبح وشام مستغرق رہا کریں۔ بعد اس کے باقی اشغال بحسب الطاقت پُورے کر لیا کریں۔ جناب مولوی صاحب کی خدمت میں سلام و دُعا۔ برخورداران کو سلام و دعا۔ الراقم

آپ کا مہرشاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۵۶ عزیزی مُحمد چراغ صاحب حفظکم اللہ تعالیٰ مع المتعلقین

بعد سلام مسنون۔

الحمد للہ والمنۃ کہ محبت نامہ سے مژدہ صحت طبع عزیز حفظہ اللہ تعالےٰ معلوم ہوا۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ مصائب دَوران سے جانبین کو محفوظ فرما کر اپنی طرف متوجہ رکھے اور موجبات

رضاء ولقا عطا فرمائے۔ سب کو ما وجب۔ والسلام

داعی ومستدعی از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۵۷ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ حفظکم اللہ تعالیٰ

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ستاری غفاری کا معاملہ فرمائے اور عزیزان کو مکروہات زمانہ سے محفوظ رکھے۔ سب کو ما وجب۔

داعی از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۵۸ عزیزی محمد چراغ حفظکم اللہ تعالےٰ

بعد سلام آنکہ عرصہ مدیدہ سے برخوردار غلام دستگیر کی کیفیت مزاج سے مطلع نہیں کیا گیا ہوں۔ بملاحظہ دُعا نامہ ہذا مطلع فرمادیں۔ سب کو ما وجب۔

داعی از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۵۹ دُعا وسلام محبی ومخلصی محمد چراغ حفظک اللہ

میں اچانک ہی گیا ہوں لہٰذا اطلاع دینی ناممکن تھی۔ اور بلحاظ شدت گرما آپ کا ساتھ لے جانا بھی مجھے منظور نہ تھا۔ واپسی پر بھی عدم اطلاع دہی کی بھی یہی وجہ تھی کہ میں ٹھہر نہیں سکتا تھا اور آپ ٹھہراتے۔ سب کو دُعا وسلام۔

مہرشاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۶۰ مخلصی وعزیزی مُحمد چراغ صاحب حفظکم اللہ تعالےٰ

دُعا وسلام۔ محمّد نواز نام غالباً بجائے محمّد چراغ لکھا گیا ہو۔ یا کوئی اور صاحب ہوں۔ بہر کیف سورۃ تغابن پڑھنا پڑھانا شروع کرا دیں۔ والسلام

بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۶۱ عزیزی ومخلصی محمد چراغ حفظک اللہ تعالےٰ

بعد سلام و دُعا آنکہ دل سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا اضطراب رفع فرمائے۔ سب کو ما وجب۔

داعی از گولڑہ ۲۰ ربیع الثانی

مکتوب نمبر ۶۲ مخلصی وعزیزی محمد چراغ صاحب حفظک اللہ تعالیٰ

بعد سلام آنکہ متواترہ خطوط آپ کے سفر میں پہنچنے پر جواب بوجہ علالتِ خود در فقاء نہیں لکھا گیا۔ اب بیماری سے آرام ہے اور دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر رحم فرمائے۔

عالمگیر بخار ہے۔ سب کو ما وجب۔
داعی از گولڑہ

مکتوب نمبر ۶۳ حفظکم اللہ تعالےٰ

بعد سلام آنکہ اثنا شغل میں اگر ضرورت پڑے تو وضو کر لینا چاہیئے۔ تو جس قدر شغل ہو چکا ہو اس سے آگے تمام کرنا چاہیئے۔ پھر اوّل سے شروع کرنا ضروری ہی نہیں۔ تبدیل وقت جائز ہے۔ عزیزی غلام دستگیر کو اللہ تعالیٰ کاملہ صحت عطا فرماوے۔ والسلام

بخدمت مولوی صاحب اور سب کو سلام و دُعا و استدعا

مہر علیشاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۶۴ مخلصی و عزیزی محمد چراغ صاحب حفظک اللہ تعالیٰ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ! اللہ تعالیٰ برخوردار غلام دستگیر کو کامل شفا عطا فرمائے۔ علالتِ طبع مزید برآں کسی قدر کسلان و ماندگی سفر کی وجہ سے توقف در تحریر ہوا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ احباب کو مصائب و مکروہاتِ زمانہ سے محفوظ فرما کر اپنی طرف متوجہ رکھے۔ سب کو ما وجب۔

داعی و مستدعی مہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۶۵ محبی و مخلصی محمد چراغ سلامت

تسلیم و دُعا۔ الجواب ہو الجواب۔ محمد شریف شاہ صاحب والسلام۔

داعی مہر علی شاہ ۱۵ رجمادی الثانی

مکتوب نمبر ۶۶ محبی و مخلصی مُحمد چراغ صاحب سلامت

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ! ایسا استقلال ہاتھ سے نہ دیویں۔ ھـ ؔ و دونوں انسان پر طاری ہوتے ہیں۔ دونوں کا ذائقہ نیا رنگ لاتا ہے۔ میں تو حسب التحریر ہی تعمیل کروں گا۔ برخورداران کو دُعا۔ والسلام

مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۶۷ محبی و مخلصی مُحمد چراغ صاحب سلامت باشد

الحمد للہ الحمد للہ الحمد للہ میں بھی متفکر تھا۔ کہ اتنا کام عظیم الشان کیسے بسر ہو گا خصُوصاً ایسے آزاد منش جو بالکل تقیید کے نام سے بھاگتے ہیں آج شب جمعہ کو راقم ۱۱ بجے سوار ہو کر کل خوشاب

ے ہجر و وصال

جا اُترے گا۔ علی گوہر کو پہلے بھیجا گیا ہے۔ غالباً جوڑا کے بابو کو آپ کی اطلاع دہی کے لئے کہا ہو گا بشرط خیریت واپس ہو کر حکوڑی میں حاضر ہوں گا۔ سب کو نیاز۔

مہر علی شاہ از گولڑہ

سُبحان من ہو کل یوم ہو فی شان

یار نیرنگی۔ تسلیم! اب کے دفعہ اچھی کی۔ خیر کچھ مضائقہ نہیں۔ ارتباط قلبی فیما بین طرفین اخلاص صمیمی از جانبین۔ جابر سب تشتات ہے جو کہ ہم رنگ تشتتات ہیں اور کیوں نہ ہو۔

مرد آں باشد کہ باشد دل شناس گرچہ بنید گفت را در صد لباس

کل کی خلوت کا خیال نہ بھُولیں گے۔ آج کی نازک مزاجی و ستم ظریفی گو کہ طوفان ہی ہو۔ سب مخادیم و احباب کی خدمت میں تسلیم۔

محب الفقرا۔ مہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۶۸ حفظکم اللہ تعالےٰ

حسبنا اللہ و نعم الوکیل نعم المولیٰ و نعم النصیر فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین۔

داعی از گولڑہ

مکتوب نمبر ۶۹ عزیزی و مخلصی مُحمد چراغ صاحب حفظکم اللہ تعالےٰ

الحمد للہ کہ جانبین میں خیریت ہے۔ علاقہ میں طاعون اب نہایت کمی پر ہے۔ عزیزی غلام دستگیر کو میں نے بفضلہٖ تعالیٰ اچھا پایا۔ قدرے شکایت محسوس ہوتی تھی۔ شافی مطلق کی بارگاہ سے کامل شفا کی اُمید ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے خاندان اور متعلقین کو مکروہاتِ زمانہ سے محفوظ فرمائے۔ سب کو ما وجب۔

بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۷۰ عزیزانم حفظکم اللہ تعالےٰ

بعد سلام آنکہ کیفیت معلوم ہوئی۔ باوضو آیۃ الکرسی ۱۱ بار اور سُورہ اخلاص ۲۵ بار پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کر کے منہ پر پھیر کر پیش ہو جائیں۔ کھٰیٰعٓصٓ کفایتنا حمعسق حمایتنا سب کو ما وجب۔

داعی از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱،   مخلصی و عزیزی محمد چراغ صاحب حفظکم اللہ تعالےٰ

اللہ تعالےٰ عزیز غلام دستگیر کو صحت فرمائے۔ بیماری نے ضلع راولپنڈی میں بھی کم ہی کسی گاؤں کو چھوڑا ہوا ہے۔ یوماً فیوماً ترقی پر ہے۔ خُدا حافظ ہو۔ بہر حال جانا تو ہے ہی کہ او سُبحانہٗ و تعالیٰ اپنے فضل و توجہ مقبولانش کے طفیل رضا و لقاء سے محروم نہ فرمائے۔ والسلام برخورداران کو سلام و دُعا۔ بخدمت جناب مولوی صاحب تسلیم سب کو ما وجب۔

بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲،   وفقک و حفظک اللہ تعالےٰ

بعد سلام آنکہ اگر غلطی سے حرف لکھا جائے۔ بعد محو بجائے اس کے دُوسرا حرف لکھنا جائز ہے ایسا ہی اگر سہواً رہ جائے تو پھر لکھا جا سکتا ہے۔ سب کو ما وجب۔

داعی از گولڑہ

مکتوب نمبر ۳،   عزیزی محمد چراغ حفظکم اللہ تعالیٰ

دُعا و سلام۔ حسبُ التحریر دُعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مصائب دارین سے محفوظ رکھے۔ مکان پر ۲۴ محرم کو ۳۲ دن کے بعد پہنچ گیا ہوں۔ آخری عشرہ میں زکام و بخار لاحق ہو گیا تھا۔ اب آرام ہے۔ سب کو ما وجب۔

داعی مہر علی شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۴،   راسخ الاخلاص محمد چراغ صاحب زاد اخلاصہٗ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ انشاء اللہ تعالےٰ ۱۸ ماہ صفر ملاقات خواہد بود اکثر محبان بر جواب تُرکی بہ تُرکی مستعد شدہ بودند لیکن او شانرا منع نمودم و نیز علمائے محققین نوشتند کہ ایں دلیل مغلوبیت خصم است کہ تنگ آمد بجنگ آمد بالیقین معلوم شد کہ نزد خصم سند نیست بحیلہ سازی و مطاعن جان خود را خلاصی کردن مے خواہد از ہر طرف تقاضائے جواب نویسی او را تنگ نمود۔ آخر بگریبان اُفتاد۔ مگر الحمد للہ کہ تحریرات کذائیہ موجب تغیر و انقلاب ایں جانب نیست جواب خط نور الدین صاحب بعد سابقہ مطبوع شدہ شائع خواہد گردید۔ لیاقت علمی ہویدا خواہد شد۔ زیادہ سلام۔

مہر شاہ

مکتوب نمبر ۵،   مخلصی فی اللہ محمد چراغ صاحب حفظکم اللہ تعالےٰ

بعد سلام اینکہ آیت (ومالنا ان لا نتوکل علی اللہ وقد ھدانا سُبلنا ولنصبرن علیٰ ما اٰذیتمونا وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون) اور نیز (بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیٔ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم) ہر ایک تین تین دفعہ صبح و شام معمول رکھیں۔ والسلام۔ سب کو ما وجب۔

دُعا گو و دُعا جو مہر علیشاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۶،   محبی و مخلصی مُحمّد چراغ صاحب سلمکُ اللہ

بعد سلام اینکہ الحمد للہ والمنۃ۔ بخیریت بتوجہ احباب غریب خانہ بمعہ رفقاء پہنچ گئے ہیں۔ سب طرح سے خیریت ہے۔ قبل اس کے ایک خط بذریعہ بابو بہادر خان جوڑا والا آپ کی طرف پہنچایا گیا ہے۔ جس میں ذکر طلب کتاب سراج السالکین جناب صاحبزادہ صاحب کے لکھا گیا تھا۔ شائد پہنچا ہو گا۔ سب کو سلام۔

العاصی مہر علی شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۷،   عزیزی و مخلصی محمد چراغ صاحب حفظکم اللہ تعالےٰ

مضطربانہ تحریر پہنچی۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ذلیل نہ کرے۔ عزیزا! عالم اسباب ہے۔ تمسک بہ سبب ظاہری یا باطنی ضروری اور برخلاف اس کے محال عادی۔ یعنی عادت اللہ نہیں کہ بغیر اسباب کارروائی فرماوے۔ باطنی سبب عرصہ مدیدہ سے کہا گیا تھا۔ میری رائے میں ممکن نہیں کہ کما ینبغی شغل یا رابطہ خالی جائے۔ پھر بھی بہر کیف دُعا گو ہوں۔ تمہاری ذلت .... اللہ تعالےٰ نہ دکھلائے۔ اور اُمید ہے کہ نہ دکھائے گا۔ جناب مولوی صاحب و برخورداران و متعلقین سب کو ما وجب۔

داعی از گولڑہ

مکتوب نمبر ۸،   برخوردار مُحمّد چراغ سلامت باشد

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ۔ الحمد للہ والمنۃ کہ فقیر را بمضمون محبت نامہ مسرور فرمودند میخواہم کہ فائدہ برداشتن برخوردار از علمے کہ مخصوص باہلبیت و اہل اللہ است بہ بینم۔ والسلام

مہر علی شاہ بقلم خود ۵ شوال

مکتوب نمبر ۹،   محبی و مخلصی محمد چراغ سلامت

بعد سلام آنکہ کتاب مرسلہ بذریعہ ڈاک پہنچی۔ تصیح روانہ کی جاوے گی۔ اللہ تعالیٰ مصائب دارین سے اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ سب صاحبان کی خدمت میں تسلیم دیویں۔

داعی مہر علیشاہ از گولڑہ

مکتوب نمبر ۱۰،   محبی و مخلصی اعتقاد را جان و جان را بنیاد سلامت باشد

بعد از سلام آنکہ آپ کا آپ اور آپ کا آپ مطمئن رہیں ہاں شعر ذیل کا لحاظ چاہیئے۔ بیت

اصل خود جذب است لیک اے خواجہ تاش   کار کن موقوفِ آں جذبہ مباش

والسلام۔ الراقم آپ کا آپ

مکتوب نمبر ۸۱ مجی و مخلصی محمد چراغ صاحب سلامت

تسلیم ۔ حسب التحریر مشتمل بر قلق و اضطراب پھر اجازت ہے۔ وجہ التواء عند التلاقی بیان کی جاوے گی ۔ جوڑہ کے اسٹیشن پر منتظر رہیں۔

مہر علی شاہ بقلم خود

مکتوب ۸۲ مجی و مخلصی محمد چراغ حفظ اللہ

بعد سلام آنکہ بختا قوال کو جس جگہ ہو جلد یہاں پر گولڑہ میں ارسال فرماویں ۔ شائد کوئی سفر کرنا ہو ۔ والسلام۔

مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۸۳ مجی و مخلصی محمد چراغ صاحب سلامت باشد

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ بعد واپسی از سفر پنجکٹہ کہ بتقریب عرس جناب حافظ صاحب مرحوم رفتہ بودم ۔ محبت نامجات آں مخلص حفظہ اللہ بمطالعہ آمدہ اللّٰھم لك الحمد والیك المشتکیٰ وانت المستعان ولاحول ولاقوۃ الا بك بك اصول علی الاعداء وایاك ارجو ولایتۂ للاحباءِ والسلام ۔ اگر فرصت ہو سکے تو ملاقات کر جاویں ۔

داعی مہر شاہ

مکتوب نمبر ۸۴ عزیزی محمد چراغ حفظک اللہ

دُعا و سلام ۔ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب بتقریب روانگی عرس ملاقات ہو جائے گی ۔ تاریخ کے متعلق محبوب عالم سے دریافت کر لینا ۔ باقی خیریت طرفین مطلوب ۔ ولہ الحمد فی الاولیٰ والآخرۃ ۔ جناب مولوی صاحب و برخورداران و متعلقین کو ادعیہ و سلام ۔

داعی از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۸۵ عزیزی محمد چراغ حفظک اللہ

دُعا و سلام ۔ اینجا بہمہ وجوہ خیریت است و آنجانب کذٰلک مطلوب از دُعا طلبی برائے اصلاح ظاہری و باطنی آں مخلص غافل نیم واز احباب نیز ہمیں اُمید وارم کہ از دُعا محروم نخواہند داشت برخورداران را دُعا و سلام ۔ جناب مولوی صاحب را تسلیم۔

داعی از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۸۶ مخلصی و عزیزی محمد چراغ صاحب حفظک اللہ

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ ۔ جو کچھ آپ نے لکھا ہے ۔ اس سے بڑھ کر آپ کا استحقاق ہے اور اس جانب سے بھی کوئی دریغ نہیں ہوا اور نہ ہوگا ۔ اس کی تصدیق آپ ہی کے قلب سے ہو سکتی ہے ۔ باوجود

اتنے تعلق اور اخلاص کے پھر تصور کا عدم قیام حیرت انگیز ہے ۔ اللہ تعالےٰ اچھا کرے گا مشوش نہ ہوویں ۔ والسلام ۔

مہر شاہ

مکتوب نمبر ۸۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجی و محبُوبی مولوی محمد چراغ سلمہ ربہٗ و رزقہٗ حبہٗ حسب حبہٖ

از خاکبوس درویشاں مہر علی شاہ تسلیم مطالعہ فرماید ۔ اما بعد الحمد للہ علیٰ کُلِ حال تعین ارادہ مطلقہ وجوبیہ بعد تنزلات در ضمن داعیہ حادثہ شخصیہ بالفعل در قلب راقم الحروف چنیں میریزند کہ بتاریخ ہژدھم ماہِ حال علی الصبح سوار شدہ بوقت نصف النہار یا بوقتیکہ خواہد رسید پائیں شدہ از ملاقات محباں محظوظ باشم باز ہماں وقت سوار شدن یا بروز دیگر موقوف بر رائے عزیزاں است دیدہ خواہد شد بخدمت ہمہ اعاظم و محبین تسلیم ۔

العاصی مہر علی شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۸۸ مخلصم مولوی محمد چراغ صاحب سلامت باشد

السلام علیکم و رحمۃ اللہ علیہ اما بعد اجازت ختم کبیر است فقط والباقی عند التلاقی ۔ وجہ اشاعت کتاب خوب پیدا نمودہ اند ۔ از ہزار نسخہ قدرے باقی ماندہ اند ۔ از ہر ملک خطوط ذِلت مخالف اہلِ حق یومیہ میرسد ۔ علماء اسلام از اشاعت ایں کتاب نہایت خورسند شدہ و دُعا مے کنند ایں امر مخصوص بیک گروہِ نیست مقلدین و غیر مقلدین و صوفیہ کرام ہمہ خوشنود اند ۔ معظمی صاحبزادہ صاحب و احباب را سلام ۔ امروز میاں فیض رسُول صاحب رخصت خواہد شُد ۔ برخورداران را دُعا و سلام ۔

مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۸۹ شفیقی و عزیزی محمد چراغ صاحب زاد اخلاصکم

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ عنایت نامہ پہنچا ۔ اظہار اشتیاق ملاقات اور یاد آوری کا شکریہ ۔ مضمون مندرجہ کے لئے دُعا ۔ برخورداران کے امتحان میں کامیابی کے لئے فاتحہ خیر والباقی عند التلاقی ۔ جناب مولوی صاحب کی خدمت میں نیاز ۔ مخلصی فضل الدین نودارد کو سلام ۔ برخورداران کو دُعا ۔

از گولڑہ مہر شاہ بقلم خود

مکتوب ۹۰ مخلصی و مخلصی محمد چراغ صاحب سلامت

بعد سلام و دُعا آنکہ الحمد للہ کہ بارش دران قطعہ محبت آباد گردیدہ درآں ایام اطلاع بالضرور دادہ خواہد شُد ۔ شعر ہندی ؎

کتھوں دے لدے تے کتھے ونج لاسو　　　　دل دیاں دسو کدی دَت بھی آسو

ازعدم ملاقات جناب مولوی صاحب ہمیں امید داشتم کہ نوشتہ اند معاذ اللہ وجہ دیگر کجا متصور گردد۔ مکاتیب غلام محمدؐ زاد شوقہٗ میرسند۔ باباجی صاحب وجناب صاحبزادہ صاحب را تسلیم۔

۲ر جولائی ۱۸۹۹ء　　(مہر شاہ بقلم خود)

مکتوب نمبر ۹۱　　مجبی ومخلصی محمدؐ چراغ سلامت باشند

بعد از دُعا و سلام کہ از مراسلات آں محب کیفیت مشتتہ معلوم گشتہ او سبحانہ وتعالےٰ رفع تشتت خواہد فرمود۔ تسلی دارند۔ شاغلان را در ابتدا ہمیں حالت پیش مے آید۔ از تجربہ محقق است تبدل او بہ یسر وجمعیت نیز در چنیں حالت توجہ بحق سبحانہ موجب فلاح وطریان او نیز از کرشمہ الطاف خفیہ مے باشد دیداست نہ محض شنید۔ یامنزل السکینۃ فی قلوب المومنین ارحم وافعل بنا ماانت اہلہٗ ہمہ محبان را سلام۔ عبدالعزیز برادر غلام احمدؐ مرحوم امروز ازیں جا روانہ شدہ۔　　(مہر شاہ بقلم خود)

مکتوب نمبر ۹۲　　مجبی ومخلصی حافظ محمدؐ چراغ صاحب سلامت

الحمد للہ علیٰ کُلِّ حال بہمہ وجوہ خیریت است از مرض ہیضہ دریں نواحی ہم امن است بخدمت جناب صاحبزادہ صاحب ومولوی صاحب تسلیم۔

الراقم مہر علیشاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۹۳　　مجبیّ ومخلصی محمد چراغ سلامت

بعد سلام آنکہ خُداوند کریم آں محب وجمیع احباب را از شر بلا و وبا نگہدارد الحمد للہ علیٰ کُلِّ حالٍ بخدمت جمیع مخادیم واحباب تسلیم۔　　الراقم مہر علی شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۹۴　　مجبیّ ومخلصی محمد چراغ سلّمہ ربہٗ

تسلیم ودُعا۔ الحمد للہ علیٰ کُلِّ حالٍ۔ عزمت معلومہ کو ترک کرکے اسمائے سبعہ کا شغل وقتِ سحر یا عشاء معمول رکھیں اور تحریر معلوم بدستور قائم رکھیں۔ والباقی عند التلاقی۔

یا من ھواللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوًا اَحَدٌ

صل علی حبیبك المصطفٰے واحفظنا من خزی الدنیا وخزی الاٰخرۃ۔

۲۵ر ربیع الثانی۔ مہر علی شاہ

مکتوب نمبر ۹۵　　مجبیّ ومخلصی محمد چراغ صاحب (سلمک اللہ) سلامت باشد

بعد از سلام اینکہ شاہ صاحب کو حسب عادت پہلے پہنچنا چاہیئے۔ میرا ارادہ آخیر پر حاضری کا ہے اس وقت آپ کو اطلاع دی جائے گی۔ مریضہ کے لئے طالبِ خیریت ہوں مطمئن رہیں۔ زیادہ سلام ودُعا۔

داعی از گولڑہ

مکتوب نمبر ۹۶　　عزیزی محمد چراغ حفظک اللہ

دُعا وسلام۔ لالہ موسیٰ سے گزر کر متعلق جناب قاری صاحب کی تحریر ذیل کو ملاحظہ فرمادیں۔ اٹھارہ تاریخ صفر روز سہ شنبہ گزار کر شب چہار شنبہ کو سات بجے یہاں سے روانہ ہوں گے۔ پس شب چہار شنبہ کو لالہ موسیٰ سٹیشن پر ملو۔ والسلام　　از گولڑہ

مکتوب نمبر ۹۷　　مجبیّ ومخلصی محمد چراغ سلامت باشند

انشاء اللہ العزیز بتاریخ ۱۵ ماہ حال بروز چہار شنبہ علی الصبح بر اسٹیشن لالہ موسیٰ خواہم آمد۔ ہمہ محباں را سلام۔ بخدمت جناب صاحبزادہ صاحب مدظلہٗ وجناب مولوی صاحب تسلیم۔ احمد دین و غلام محمد وبختا وخدا بخش وکسانیکہ از سکان چکوڑی در خانہ احمد دین بوقت دعوت خوردن بجانب جنوبی چہار پائے از جوانان نشستہ بودند او شاں را نیز سلام۔ برخورداران را سلام۔

۲ر ربیع الثانی ۱۸۹۹ء　　الراقم مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۹۸　　مجبیّ ومخلصی محمد چراغ سلامت باشند

قلق واضطراب لازم طریق مطلوب آں محب است۔ دریں راہ درخود بہ رفتن واز خود گسستن وبرباد کسے سوختن رفتہ رفتہ کسے بخویش می نماید۔ طوبیٰ لمن داءہ دواءہ ورضاءہ شفاءہ حق۔ حق۔ حق ؎

بخلوتخانۂ سُلطان کسے دیگر نمے گنجد

غلام محمدؐ واکبر شاہ را سلام۔ اغلب آنکہ بعد یک ماہ ملاقات محبان بر اسٹیشن لالہ موسیٰ بکسے تقریب واقع خواہد شد۔ مطمئن مانند۔ بعد سلام ودُعا آنکہ مکتوب برخوردار غلام دستگیر اطال اللہ عمرہٗ رسید۔ جناب مولوی صاحب را بوقت وداع نیافتم۔ مانعش بخیر باد سلام رسانند۔

مہر شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر۹۹ مجتبیٰ و مخلصی محمد چراغ صاحب سلامت باشند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ غالباً میرا معذرت نامہ آج ۱۰ ربیع الاول آپ کو پہنچا ہوگا۔ بعید از اخلاق کریمانہ نہ ہوگا۔ اگر واقعی معذوری کو منظور فرما کر عفونامہ سے مسرور فرمادیں۔ آج کل رفع طاعون کے لئے اکثر سُورہ تغابن مساجد و بیوت میں پڑھوایا کریں۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے گا۔ جناب مولوی صاحب کو تسلیم برخورداران کو دُعا و سلام۔ والسلام

داعی مہر علی شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر۱۰۰ مجتبیٰ و مخلصی محمد چراغ و فیض رسُول سلامت باشند

دُعا و سلام۔ آنچہ از رسیدن تار صدمہ بر دل دُعا گوئی و احباب رسیدہ ہماں میداند کہ فرستادہ است اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ؕ از عارضِ بخار و سرفہ معذوری است۔ بعد حصول افاقہ معتد بہا خواہم رسید۔ اندرون دولت خانجات اطلاع رسانند۔ حیرانم کہ ہر دو مائی صاحبہ راچگونہ اوقات تغیر شدند و شوند دریں وقت فکرم صائب نیست۔ والسلام

مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر۱۰۱ مجتبیٰ و مخلصی محمد چراغ صاحب حفظہ اللہ تعالےٰ

بعد از سلام و دُعا اینکہ میں تونسہ شریف و پاکپتن شریف سے ہوتا ہوا غریب خانہ میں تھوڑے دنوں سے پہنچا ہوں۔ میرے پیچھے آپ کا خط آیا ہے۔ برخوردار غلام دستگیر کی صحت کے لئے فاتحہ خیر پڑھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ شفاء کاملہ عطا فرماوے۔ باقی حالات سفر مفصل بر وقت ملاقات عرض کئے جاویں گے۔ سب سے سب کو سلام۔

مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر۱۰۲ مجتبیٰ و مخلصی محمد چراغ صاحب سلامت باشند

تسلیم و دُعا۔ بر اشتغال خواندنی و قدرے تحریری بہ تعیین اوقات مداومت ضروری دانند امیدوار ظہور رنگ دیگر خلاف تحریر آں محب ہستم۔ آنچہ نوشتہ انداز امتحان است۔ و ہر کسے را فی اول الوہلہ پیش آمدنی است۔ اگر ایں بے ہیچ فقیر شما بیاں نماید۔ دفتر طویل باید مطمئن باشند۔ دُعا گو نیز حسب تحریر سجادہ نشین صاحب و نجم الدین صاحب بعد چند ایام بر اسٹیشن لالہ موسیٰ ملاقات نمودہ ہمراہ خواہد برد اغلب آنکہ جناب صاحبزادہ صاحب را نیز تحریر رسیدہ باشد گجری بخنۃ قوال بیاد مے آید۔

مہر علی شاہ بقلم خود

مکتوب ۱۰۳ مجتبیٰ و عزیزی محمد چراغ صاحب حفظک اللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ قبل ازیں ایک رقیمہ مشتمل بر حال واپسی لکھ چکا ہوں۔ غالباً پہنچا ہوگا۔ سب طرح سے خیریت ہے۔ سب سے سب کو سلام۔ برخورداران کو دُعا و سلام

ملازبی کو سلام۔

داعی مہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر۱۰۴ مجتبیٰ و مخلصی محمد چراغ سلامت

محبت نامہ رسید تعمیل ارشاد نمودہ شد۔ فالقبول منہ بل الکل الیہ۔ از برائے ہمیں تقلبات قلبیہ شغل لسانی فی الصبح والمساء۔ عرضی خدمت آں محب نمودہ بودم۔ مداومت برآں منتج صلاح کثیر است۔ بخدمت جناب سجادہ نشین صاحب و مولوی صاحب و جمیع محبان تسلیم۔

الراقم محب الفقراء مہر علیشاہ بقلم خود

مکتوب نمبر۱۰۵ مجتبیٰ و مخلصی و مکرمی محمد چراغ سلامت باشند

بعد سلام آنکہ برخوردار غلام محی الدین بالفعل بفضل او سبحانہٗ بتوجہ مخلصان صحتیاب است۔

یا من ھو اللہ احد صلِّ علیٰ حبیبک المصطفیٰ واحفظنا من خزی الدنیا وخزی الاٰخرۃ۔

ذیقعدہ ۱۳۲۶ھ (الراقم داعی مہر شاہ بقلم خود)

مکتوب نمبر۱۰۶ مجتبیٰ و مخلصی محمد چراغ حفظکم اللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ قدرے علالت طبع و اشتغال بدفعیہ اش مانع از تحریر جواب دہی بایں معانی کا خواستگار ہوں کہ فیما بین رشتہ نازک ہے۔ نہ بدیں معنی کہ ضعیف ہے۔ بلکہ اسی وجہ سے کہ لطیف ہے۔ مجھے بھی افسوس ہے کہ تھوڑے روز معیت جسمانی کا اتفاق رہا۔ میری معروضات پر قائم رہیں۔ برخورداران کو دُعا و سلام۔ جناب مولوی صاحب و جناب صاحبزادہ صاحب و سائر مخلصین کو تسلیم۔

الراقم مخلص مخلصین از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر۱۰۷ مجتبیٰ و حبی و مخلصی و اخلاصی سلامت

تسلیم! الحمد للہ علیٰ کلِّ حالٍ والمسئول عنہ موجباتہ فی الجانبین بل فی الواحد ای واحد ما ھو یحوی الاٰخرۃ و یفنیہ فی مرتبۃ الامکان لا فی الوجوب فان موصوفہ ھو المسئول عنہ لا لہ تعالیٰ عن ذالک علوًا کبیرا۔

اللّٰھم صل وسلم علی المشتق مما ھو المنسوب الیک واٰلہٖ وصحبہٖ وسلم۔

غلام محمود یعنی پٹھان کو سلام قبول ہو۔ کیوں ہم لوگوں کو چھوڑ گئے ہو۔

مہر علی شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۰۸ — محبی و عزیزی محمد چراغ صاحب حفظکم اللہ

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ۔ الحمد للہ کہ جانبین میں خیریت ہے۔ عزیز غلام سرور کے خط کا جواب بوجہ ازدحام خلق و موجودگی جناب دیوان صاحب نہیں لکھ سکا۔ میں دُعا کرتا ہوں اللہ تعالےٰ آپ کو مع متعلقین مصائب سے محفوظ فرما کر اپنی طرف متوجہ رکھے۔ سب کو ما وجب۔

(الداعی دُعا جوئی و دُعا گوئی۔ مہر شاہ بقلم خود از گولڑہ)

مکتوب نمبر ۱۰۹ — محبی و مخلصی محمد چراغ سلامت باشد

بعد از سلام و دُعا آنکہ۔ غالباً میرا گزر حسبِ عادت بتقریب عرس شریف اسی لائن سے ہوگا۔ اور بر تقدیر ارادہ لائن نرڑہ پہلے آپ کو اطلاع دی جائے گی۔ بعد وظائف لسانی شغل قلبی کی کثرت نہایت ضروری اور اطمینان بخش ہوگی۔ جناب مولوی صاحب کے بارہ میں تو پھر اُس شریر نے کیا کیا۔ اطلاع فرمادیں۔ جناب صاحبزادہ صاحب کو تسلیم۔ برخورداران کو سلام۔

مہر شاہ

مکتوب نمبر ۱۱۰ — محبی و مخلصی محمد چراغ سلامت باشند

بعد دُعا و سلام آنکہ۔ ہر کدام قلم باشد۔ ممنوع نیست اما شغل ۲۰۔ اگر روزمرہ دہ ہزار بودی ضروری بودے ہمہ مخلصاں را تسلیم۔ زیادہ دُعا۔

الراقم داعی مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۱۱ — محبی و مخلصی حافظ محمد چراغ سلامت باشند

بعد تسلیم آنکہ محبت نامہ رسید از کیفیت اطلاع بخشید۔ محبا ایں جانب بہمہ وجوہ خیریت است و آنجانب کذالک مطلوب۔ ازیں بے ہیچ بخدمت سجادہ نشین صاحب و مولوی صاحب و جمیع محباں را تسلیم۔

(الراقم محب الفقراء مہر علی شاہ بقلم خود)

مکتوب نمبر ۱۱۲ — محبی و مخلصی محمدؐ چراغ صاحب سلامت باشد

بعد سلام آنکہ۔ کل ایک خط آپ کی طرف لکھ چکا ہوں۔ آپ گھبراؤ نہیں۔ قضا والا معاملہ میں بھی اللہ تعالیٰ عزت رکھے۔ بہر کیف خیر خواہ اور دُعا گو ہوں۔ حامد کا ذکر جو لکھا ہے اس سے جاسوسی ہوگئی ہے۔ وہ مفصل لکھیں کہ کون ہے۔ زیادہ سلام

الراقم داعی مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۱۳ — محبی و مخلصی محمد چراغ سلامت باشند

بعد از سلام آنکہ از ملاحظہ محبت نامجات کیفیت بوضوح انجامید۔ اللہ تعالےٰ ارتباط فیمابین را یوماً فیوماً ترقی دہاد۔ و امید بارگاہِ لایزال و لم یزل ہمیں میدارم کہ لا تشمت بی عدوی ولا تسوء بی صدیقی بریں بے ہیچ و احباب صادق آرد۔ فی الدنیا والآخرۃ۔ دہ عدد نسخہ جناب مولوی صاحب محمد غازی برائے من از لاہور مُرسلہ بودند۔ تقسیم نمودہ شدند۔ از لاہور دکان حافظ محمد دین کتب فروش صاحب مطبع بطلبند۔ مولوی صاحب از خود خرچ نمودہ طبع کنانیدہ از معظمی و مکرمی جناب صاحبزادہ صاحب و جناب مولوی صاحب و جمیع احباب تسلیم۔

۵ شوال (مہر شاہ)

مکتوب نمبر ۱۱۴ — عزیزی محمدؐ چراغ صاحب سلامت

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ! اما بعد بالفعل بفضلہٖ سبحانہٗ و توجہ احباب بالکل خیریت ہے۔ صاحبزادہ حسن الدین صاحب کا دوبارہ وہاں پر جانا کس غرض سے ہوا۔ برخورداران و مولوی صاحب خدا بخش کو دعا و سلام۔ قادیانی پر ۵۰۰ اور اُس کے مرید فضل دین پر ۲۰۰ جرمانہ ہوا۔ ورنہ ۶ ماہ قید رہے۔

از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۱۵ — راسخ الاخلاص محمدؐ چراغ صاحب سلامت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ! اما بعد غالباً متوقع آں مخلص بظہور خواہد آمد۔ لیکن قبل از عرس خواجہ خواجگان قدس سرہٗ ناممکن۔ ضعف معدہ و قلب مانع اسفار متتالیہ است از کیفیت مزاج جناب مولوی صاحب اطلاع جدید بخشند۔ بخدمت اوشان و جناب صاحبزادہ صاحب تسلیم۔ برخورداران را دعا و سلام۔

العبد مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۱۶ — محبی و مخلصی محمد چراغ سلامت باشد

بعد از سلام و دُعا آنکہ۔ ان کا ادھر جانا اچھا ہوا، اور اچھا ہوگا۔ اللہ تعالےٰ مشغولی کماحقہٗ نصیب فرماوے۔ جناب مولوی صاحب کو بھی تکلیف سے رہائی ہو۔ چنانچہ اس نیازمند درویش کو بھی اس قدیم الاحسان نے گورداسپورہ کی شہادت سے باوجود نہایت اصرار و مساعی مخالفین بچالیا اور وہ اصلاً مایوس ہوئے۔ اللھم اغلبنا علی من غلبنا والسلام۔

(مہر شاہ بقلم خود)

مکتوب نمبر ۱۱۷ — محبی و مخلصی محمدؐ چراغ سلامت باشند

تسلیم۔ صاحبزادہ محمد عبدالعزیز از چہار پنج روز وارد اندر جا۔ کہ چند یوم خواہد ماند مولوی غلام احمد

نیز اینجا است۔ مائی بانو خوشاب والی امروز رخصت شدہ۔ واپس رفتہ است مولوی غازی صاحب برائے مطبوع کنانیدن رسالہ در لاہور فردا بتاریخ ۲۰ ربیع الثانی فرستادہ خواہند شد۔ قرب روحانی را بُعد جسمانی حائل نیست زیادہ دُعا۔ بخدمت جناب صاحبزادہ صاحب و مولوی صاحب وہمہ را تسلیم۔

مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۱۸ — محبّی و مخلصی مولوی محمد چراغ سلامت

بعد تسلیم آنکہ محبت نامہ پہنچا کیفیت معلوم ہوئی تسلی رکھیں۔ المرء مع من احب گستاخی توقف جواب کے بارے میں معذور رہوں بباعث کسی امر ضروری کے۔ بخدمت سردار صاحب مولوی صاحب ومیاں فیض رسُول وجمیع محبان سلام۔

الراقم محب الفقراء (مہر علیشاہ بقلم خود)

مکتوب نمبر ۱۱۹ — محبّی و مخلصی معظمی ومکرمی مولوی محمد چراغ صاحب سلمہ ربہٗ

تسلیم اسم معلوم یک ہزار صبح ویک ہزار شام بلاناغہ معمول دارند برائے ماخوذان فاتحہ خیر خواندہ شدہ حق سبحانہٗ وتعالےٰ رحم فرماید۔ زیادہ تسلیم۔

الراقم مہر علی شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۲۰ — محبّی و مخلصی محمد چراغ صاحب سلامت باشد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ اما بعد آپ بوقت صبح دوشنبہ اسٹیشن لالہ موسےٰ یا گجرات پر موجود رہیں۔ میں بباعث ورود نوازش نامہ تاکیدی حضرت صاحب سجادہ نشین سیالوی عم فیوضہم پختہ ارادہ پاکپتن شریف جانے کا کرچکا ہوں۔ یہاں سے شب دوشنبہ ۱۲ بجے سوار ہوں گا۔ والسلام جناب مولوی صاحب کو تسلیم۔

(مہر شاہ بقلم خود) ۲۳ ذوالحج

مکتوب نمبر ۱۲۱ — محبّی و مخلصی محمد چراغ صاحب سلامت

بعد سلام ودُعا آنکہ برخوردار را ہر کسے آشنا آتش فروزان است۔ مہربان وقت مصیبت۔ بجز لطیفیکہ لطیف قبل کل لطیف کسے نیست آں برخوردار تاہنوز نشیب وفراز زمانہ را ندیدہ۔ آئندہ ہوشدار ند بالکل مطمئن باشند انشاء اللہ العزیز از فقدان ایں شرط آں مخلص را نقصانے نخواہد رسید۔ واصلا ترک نمایند بہماں سیظہر۔ بعد التلاقی طریق معمول دارند۔ در اجازت آں محب وآں صاحب بودن بعید است۔ زیادہ سلام۔

(مہر شاہ بقلم خود)

مکتوب نمبر ۱۲۲ — برخوردار محمد چراغ سلمہ ربہٗ

تسلیم۔ الحمد للہ۔ امر معلوم پر دلیل میں اور ذکر قلبی پر بعد صبح قائم رہیں۔ بعد سیر ہونے کے اس شغل

سے اشغال لسانی جو جو معلوم ہیں، پڑھ لیا کریں۔ اللّٰھم اجعلہ من عبادك المحبوبین المرضیین۔

(الراقم مہر علی شاہ بقلم خود)

مکتوب نمبر ۱۲۳ — محبّی و مخلصی محمد چراغ صاحب سلامت باشد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ اما بعد بھُولنے بھلانے کا ذکر ہی بے محل ہے۔ ملنے ملانے کی بات کا فکر فرماویں۔ اگر ممکن ہو۔ ورنہ دُعا گوئی تو خود ہی بتقریب حاضری عرس شریف ملاقات کرے گا۔ جواب کتاب امروہی سارا تیار ہے۔ عنقریب چھپ کر شائع ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ والسلام

(الراقم مہر شاہ بقلم خود)

مکتوب نمبر ۱۲۴ — محبّی و مخلصی محمد چراغ صاحب سلامت

تسلیم ودُعا۔ کام میں شاغل رہو۔ بالضرور۔ بالضرور۔ بالضرور۔ زیادہ دُعا۔

الراقم مہر علی شاہ

مکتوب نمبر ۱۲۵ — محبی و مخلصی مولوی محمد چراغ صاحب زاد اخلاصکم وظہرت ثمراتہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ فراہمی چندہ کی تکلیف سے جو سراسر تکلیف ہے اطلاع ہوئی اللّٰھم افعل بنا ما انت لہ اھل ولا تفعل بنا ما نحن لہ اھل برخورداران کو دُعا اور سب کی خدمت میں سلام۔

الراقم داعی مہر شاہ بقلم خود از گولڑہ ۲۳ ربیع الاوّل

مکتوب نمبر ۱۲۶ — محبّی و مخلصی وعزیزی محمد چراغ صاحب سلامت باشد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ میں لکھنے کو تیار تھا کہ کارڈ پہنچا۔ غالباً بتاریخ ۲۹ یا ۳۰ میں بارادہ پاکپتن شریف جناب دیوان صاحب کے اصرار پر سوار ہوں گا۔ آپ اگر شامل ہوسکیں تو عین خوشی ہے۔ جناب مولوی صاحب کی خدمت میں تسلیم۔ برخورداران کو دُعا وسلام۔

مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۲۷ — مخلصی ومولوی محمد چراغ سلامت باشد

بعد سلام آنکہ از اضطراب باضطراب آں محب بے خبر نیم۔ اللہ تعالےٰ سببے را پیدا آرد کہ موجب دفع او باشد۔ ایام سفر عنقریب آمدہ اند مضطرب نباشد۔ بذریعہ خطوط روزمرہ ہمیں فقرہا در حق کتاب مے رسند از ناتمامی تحصیل علوم وشوق ہر دو مخلصان واقف اند وناواقفاں بزعم خود ایں بے ہیچ را نیز در زمرۂ علماء تصور نمودہ القاب می نویسند کہ موجب ندامت مے باشد۔ خیر مرزا صاحب علےٰ وقت وراقم عالم وقت شد۔ سبحان اللہ بڑے میاں چھوٹے میاں واہ۔ واہ۔

مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۲۸ محبّی و مخلصی محمّد چراغ سلمہ ربہٗ

تسلیم ۔ سفر سیال شریف میں وقفہ شغل معلوم میں ضرور پڑے گا۔ لہٰذا الامر آخر ملتوی رکھنا لکھا گیا تھا۔ اب بعد ملاحظہ مکتوبات اجازت لکھتا ہوں ۔ مطمئن رہیں ۔ ہر کس الخ کو ملحوظ ضرور رکھنا ہوگا۔ ہاں لکڑی کا ذکر لکھیں ۔ اس نواحی کی لکڑی سیال شریف سے بھی پیدا کردہ کی طرح اکثر بیکار ۔ جناب صاحبزادہ صاحب کو نہایت ہی تکلیف ہوئی ہے ۔ جزاہ اللہ جزاء الخیر ۔ ۱۸ ربماہِ حال سوار ہونے کا دن کی گاڑی پر ارادہ ہے ۔

راقم مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۲۹ مخلصی و عزیزی محمد چراغ صاحب سلامت باشد

بعد سلام و دُعا آنکہ ۔ بالفعل بفضلہ سبحانہٗ و توجہ احباب خیریت است بعد از تودیع عزیزان یک روز ہماں عارضہ بفراق عائد گردیدہ بود باز صحت گر دید ۔ بوقت وداع تحریری کہ بدست کسے دادہ بودند ۔ از ملاحظہ اور فت آنچہ رفت نہ آنچناں بود کہ بفہم آں عزیز آمد ۔ من از گفتہ خود و گفتہ من از من جُدا نیست برخورداران را دُعا و سلام ۔ جناب مولوی صاحب را تسلیم ۔

مکتوب نمبر ۱۳۰ راسخ الاخلاص والایقان محمد چراغ صاحب سلامت باشند

بعد سلام و دُعا اینکہ ۔ از ملاحظہ کارڈ کیفیت اشتغال بوضوح انجامیدہ الحمد للہ والمنۃ ہمیں است موجب خوشی داعی اللہ تعالیٰ ترقی بخشد ۔ رسالہ شمس الہدایت اردو را محبوب عالم بلاہور برائے طبع کنانیدن بردہ است دیگر بہمہ وجوہ خیریت است زیادہ دُعا ۔ (الراقم مہر علیشاہ بقلم خود) ۳۰ ر شعبان

مکتوب نمبر ۱۳۱ محبی و مخلصی محمد چراغ صاحب سلامت باشند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ ! شاید بملاحظہ ڈاک شاہ حسین منشی سنگھ کہ عنقریب متکفل ایں امر شدہ است ۔ جواب واپسی اوشان نوشتہ باشد ۔ راقم ازیں بے خبر است ۔ وطالب معافی باوجود عدم گستاخی تدارکالمافات فِی ایام التراخی ۔ غالباً شب بیستم از صفر از گولڑہ سوار شدہ علی الصبح بلالہ موسیٰ خواہم رسید ۔ فالباقی عند التلاقی ۔ احمد دین و مولوی فیض رسُول را سلام ۔ بخدمت صاحبزادہ صاحب و مولوی صاحب تسلیم ۔ برخورداران را دُعا و سلام ۔

مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۳۲ معظمی و مکرمی صاحبزادہ محمد چراغ صاحب سلمہ ربہٗ

تسلیم و نیاز ۔ بخدمت جناب صاحبزادہ صاحب ماحضر در جواب واقعہ بوعلی قلندر و محبُوبِ الٰہی قدس سرہما فرستادہ شد ۔ آنجناب بعد ملاحظہ حضرت صاحبزادہ صاحب داخل لفافہ نمودہ بخدمت

حضرت صاحب سیالی ارسال خواہند فرمود کہ در مکتوب شریف ارشاد ہر دو مخدومان مسطور بود ۔ آں محب چونکہ واقف کاہلی راقم الحروف در ایں چنیں امور ہستند جواب مسطور را اگر چیزے از سہو خطی یا مضمون قاصر باشد اصلاح خواہند فرمود مجاز اند ۔ بخدمت حضرت صاحب و جناب مولوی صاحب و جمیع احباب تسلیم و نیاز رساند ۔

مہر شاہ از گولڑہ

مکتوب نمبر ۱۳۳ محبّی و مخلصی مولوی محمد چراغ سلامت

بعد تسلیم آنکہ راقم الحروف باصرار تمام از محبان مخلصی یافتہ بارادۂ ایفاء عہد موعود ۔ باسٹیشن خوشاب رسیدہ ٹکٹ جوڑہ بمعہ رفقاء گرفتہ باسٹیشن جوڑہ رسیدیم ۔ اگرچہ در طبع قدرے آثار بخار نیز طاری شدہ بود اما بحسب العہد ارادہ مصمم بنزول بود ۔ ناگاہ مسمی راجہ و دو آدم دیگر خبر اقامت آں محب بمعہ صاحبزادہ صاحب در ہمو کہ بیان نمود ۔ لہٰذا لاچار شدہ باز ٹکٹ لالہ موسیٰ گرفتہ سوار شدیم ۔ قریب یک بجہ بخار شروع شد تا دہ بجہ شب الحال سہ نوبت تمام شدہ اند ۔ الحمد للہ علیٰ کلِّ حال ۔ بخدمت مولوی صاحب و شاہ صاحب و صاحبزادہ صاحب و دیگر محبان تسلیم ۔

از گولڑہ مہر شاہ

مکتوب نمبر ۱۳۴ محبّی و مخلصی محمد چراغ صاحب سلامت

از وقتیکہ ازاں مخلص علیحدہ شدہ بکوٹ و غریب خانہ آمدہ ام تا ہنوز علالت دامن گیر طبع ماندہ بالفعل از منضجات و مسہلات و علالت فراغت حاصل شدہ آنچہ دربارۂ بیماری نوشتہ بودند ۔ انشاء اللہ تعالیٰ بفضلِ او سبحانہٗ خیریت خواہد بود ۔ مطمئن باشند ۔ والسلام

مہر شاہ

مکتوب نمبر ۱۳۵ محبّی و مخلصی جناب محمد چراغ صاحب سلامت باشند

بعد سلام و دُعا اینکہ یہاں پر سب طرح سے خیریت اور آپ کی خیریت مطلوب ۔ آپ معتاد معلوم میں نہایت احتیاط رکھیں ۔ کثرتِ آمد و رفت نہ ہونی چاہیئے ۔ خدائے علیم و بصیر کو حاضر سمجھنا کام میں مشغول رہنا ۔ سچ کو آنچ نہیں ۔ الغرض اس مطاعن و ملامت کے بارش میں کام کو ہاتھ سے نہ دینا ۔ اوقات کی پابندی ضروری ہے ۔

مہر شاہ از گولڑہ

مکتوب نمبر ۱۳۶

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ ۔ محبّت نامہ کاشفِ ما فیہا ہوا ۔ الحمد للہ علیٰ کُلِّ حال والباقی عند التلاقی ۔ بخدمت جناب مولوی صاحب تسلیم ۔ برخورداران کو دُعا و سلام ۔ گھروں میں ادعیہ ۔

الراقم : دعاگوئی دُعا جوئی از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۳۷ — عزیزی محمد چراغ صاحب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ کارڈ مرسلہ کاشفِ مافیہا ہوا۔ ان ایام میں مسبعات عشرہ صبح وعصر ایک جلسہ میں بحضور پڑھ لیا کریں۔ فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین۔ سب کو ماوجب اور نیز حزب البحر طس طسمٓ سے آخر تک تین دفعہ صبح وعصر معمول رکھیں۔

داعی از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۳۸ — محبی ومخلصی محمد چراغ صاحب حفظکم اللہ مع اللحقۃ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ متواترہ محبت نامجات کا شکریہ! اور اس موذی مرض سے چکوڑی میں آرام ہونے کا لاکھ لاکھ شکر۔ یہاں خیریت ہے۔ اطراف میں قدرے شکایت ہے۔ اگر جناب موصوف تشریف فرما ہوں تو آپ بھی بشمولیت مسرور فرمادیں۔ جناب مولوی صاحب اور جناب صاحبزادہ صاحب برخورداران کو سلام ودُعا۔

مہر شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۱۳۹ — محبی ومخلصی محمد چراغ صاحب حفظکم اللہ وفقکم لما یحب ویرضیٰ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ میں دُعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ مائی صاحبہ مرحومہ مغفورہ کو مغفرت فرماوے۔ مائی جوڑہ والی سے اس مرحومہ کا اخلاص مجھے معلوم ہے۔ جوڑہ والی مائی کو میں نے ان کے انتقال کی خبر نہیں سنائی۔ کسی سے اس نے سرسری سُنی تھی۔ تو جس پر سخت پریشان ہوئی۔ لہٰذا میں نے اس کو پتہ نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ پسماندگان کو سلامت رکھے۔ سب کو سلام ودُعا۔

مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۴۰ — محبی ومخلصی محمد چراغ صاحب حفظکم اللہ وفقکم اللہ لما یحب ویرضیٰ

بعد دُعا وسلام آنکہ ہر دو کارڈ مرسلہ پہنچے۔ توجہ الی المبدء کا وہی طریق یعنی قلبی شغل اقرب الطرق اور مناسب مزاج آپ کے ہے۔ الحمدللہ کہ جہاں تک خیال کیا جاتا ہے۔ بہت ہی مناسب اسی طریق کو بمزاج ونفس ناطقہ آں مخلص پاتا ہوں۔ عدم جمعیت ظاہری سدِ راہ ہے بس۔

مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۴۱ — محبی ومخلصی محمد چراغ سلمہ ربہ،

دوا معہود مقدار اعتدال سے نہ بڑھاویں۔ خوف نقصان زیادت میں ہے۔ بالکل ترک بھی مضر معلوم ہوا۔ شاید رفتہ رفتہ بالکل متروک ہوجاوے۔ بیکار نہ رہنا چاہیئے۔ میں بھی دل سے خیرخواہ اور دُعاگو ہوں۔ ڈیرہ والہ کا کام کھڈے سے نہیں ہوا۔ پھر سفارش تونسہ شریف سے انہوں نے بھجوائی۔ مگر اتنا ہی ثمرہ نکلا کہ کھڈیوں نے سنجاراوالیوں کی طرف معمولی لکھا۔ آئندہ دیکھا جاوے۔ زیادہ دُعا۔

مہر شاہ

مکتوب نمبر ۱۴۲ — مخلص راسخ الاخلاص محمد چراغ صاحب سلامت

بعد از سلام آنکہ آپ چونکہ ان لوگوں کی یہ خیرخواہی اپنے بارہ سمجھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ وجہ اس کی بغیر از تعلق ممتاز بایں جانب اور کچھ نہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ آپ باصرار انہیں کے (دروازہ پر بلاتے ہیں) ان کو یوماً فیوماً رنج بر رنج دینا کیا فائدہ ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ نیاز مند اہل اللہ کا مشرب بیساختہ ایسا ہے کہ من اتانی قدر شبراً تیتہ قدر ذراع۔ میرے بار بار حاضر ہونے کی یہی وجہ تھی مگر چونکہ میرے ہی باعث سے آپ مورد تکدر وعتاب ہیں تو پھر حجت کے کیا معنے۔ ہاں یہ بے ہیچ دلی اخلاص کو ہرگز متروک نہیں کرسکتا۔

داعی از گولڑہ

مکتوب نمبر ۱۴۳ — محبی ومخلصی محمد چراغ سلامت باشند

کتاب تیار ہوگئی ہے۔ جناب مولوی غازی صاحب چھپوانے کے لئے پشاور کو گئے ہیں۔ کل ایک کارڈ آپ کا پہنچا۔ کیفیت معلوم ہوئی۔ لڑکا جو لے آیا تھا اُس نے غلام محمد سے کہا کہ یہ بیرنگ ہے اس نے نہ مانا۔ آخر استفسار کے لئے اس نے ڈاک خانہ کو بھیجا۔ کہ یہ فقط القاب ہیں مضمون نہیں۔ منشی نے بخیال اس کے کہ غلام محمدؐ نے واپس دے دیا ہے۔ واپس کر دیا۔ آج منشی سے معلوم ہوا۔ زیادہ دُعا۔

مکتوب نمبر ۱۴۴ — محبی ومخلصی محمد چراغ صاحب حفظکم اللہ

بعد سلام ودُعا اینکہ اللہ تعالیٰ مائی صاحبہ مرحومہ مغفورہ کو مغفرت عطا فرماوے! اور برخورداران کو صبر واجر وشفا وامان کامل۔ کل ایک خط اسی مضمون کا لکھ چکا ہوں۔ آئندہ بھی اطلاع بخشتے رہیں۔ اللہ تعالےٰ اس بلا سے محفوظ رکھے۔ سب کو سلام۔ برخورداران کو دُعا وسلام۔

مہر شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۱۴۵ — محبی ومخلصی محمد چراغ صاحب سلامت

بعد سلام آنکہ اب بالکل صحت ہے۔ فلاں میں مشغول رہنا چاہیئے۔ میری رضا اور خوشی اسمیں ہے۔ ہمارے لئے کرو۔ ناغہ نہ ہو۔ دوا معہود تدریجاً کم ہونی چاہیئے۔ ویسے نہ ہو تو بالمعاوضہ ہی سہی۔ حصول کمالات بدنی طاقت سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ کیا آپ روح مجرد تو نہیں جسم کا خیال ضروری ہونا چاہیئے۔ اگر ممکن ہو تو جناب دسوندی شاہ صاحب سے وہی مضمون متعلق بحال مرزا تحریری لکھوا کر میری طرف بھیج دیں۔ خاص دستخط ان کا ہو۔ برخورداران کو سلام۔ جناب مولوی صاحب کو تسلیم۔

الراقم داعی مہر شاہ بقلم خود ۲۱ رمضان

مکتوب نمبر ۱۴۶ مجی و مخلصی محمد چراغ سلامت باشد

تسلیم و دُعا۔ امابعد تحریر ہفت یانہ سطور۔ اگر تمام میّسر آید زہے سعادت۔ باخواندن سہ کرت بتدریج و تمکین نقوش و حروف در خیال و ذکر اللہ الصمد سہ ہزار بخیال و حبس نفس و تصوّرِ شیخ اگر ممکن باشد۔ والّا بغیر حبس نیز تمام کنند۔ بعد نماز صبح و یک ہزار یا وَدُوْدُ بلسان و پنج صد دُرود شریف ہر کدام وقت کہ میّسر آید معمول دارند۔ باقی ہمہ اوقات مطالعہ حقیقت واحدہ متعینہ بہر تعین ملحوظ دارند و یک صد لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہ و دو صد اِلَّا اللہ نیز گویند۔ (مہر شاہ)

مکتوب نمبر ۱۴۷ مجی و مخلصی محمد چراغ سلامت باشند

بعد سلام اینکہ بتاریخ ہفتم رجب جو وقت تحریر تک یوم سہ شنبہ سمجھا ہوا ہے علی الصبح لالہ موسےٰ موجود رہنا ساتھ ہی جانا ہوگا۔ خرچ وغیرہ کا فکر نہ فرماویں۔ یحتمل کہ کسی شہادت سے تاریخ ہفتم دو شنبہ ہو جاوے۔ تو دو شنبہ اور سہ شنبہ دو دن آپ کو لالہ موسےٰ رہنا ہوگا۔ اب لکھنے کے بعد محقق ہوا کہ دو شنبہ کو لالہ موسیٰ سے گذریں گے۔ غرہ سہ شنبہ کا ہے۔ بختہ کو بھی مطلع کر دینا۔ (مہر شاہ)

مکتوب نمبر ۱۴۸ مجی و مخلص صمیم الاخلاص رزقہ اللہ تعالیٰ جذبۃ من جذباتہٖ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ امابعد بر معمول مشغول بالخصوص اسم ۲۰ کہ قبل ازیں وقتے اشارہ بخواندن دہ ہزار او نمودہ بودم بعد تحریر سطور ہر روز دو ہزار دو سو معنی با توجہ بود ہر پنجصد معمول دارند۔ اگر زائد ازیں ممکن دہ ہزار بسیار بہتر خواہد بود وقت ظہور نتائج عنقریب است اطمینان ازیں وقت تا آخر رمضان بریں مداومت نمایند زیادہ دُعا۔ ملتزمانِ صحبت را سلام۔ (مہر علی شاہ)

مکتوب نمبر ۱۴۹ عزیزی محمد چراغ صاحب سلامت باشند

بعد دُعا و سلام مسنون آنکہ برخوردار غلام سرور بھی اسی سلک میں منسلک ہے۔ وہی وظائف ماموره برخوردار غلام دستگیر اس کو بھی ہدایت فرماویں۔ اللہ تعالےٰ آفات و بلیّات دارین سے محفوظ رکھے۔ والسلام۔ جناب مولوی صاحب و جناب صاحبزادہ صاحب و برخورداران و دیگر احباب سب کو تسلیم و دُعا۔

مہر شاہ

مکتوب نمبر ۱۵۰ صمیم الاخلاص مخلصی محمد چراغ صاحب سلامت باشد

بعد از سلام اینکہ فقرات اخیرہ از حزب البحر طٰسٓ طٰسٓمٓ حٰمٓعٓسٓقٓ تا آخر ہفت بار صبح و سہ بار بعد عصر دریں ایام معمول دارند و ہفت حفاظ را امر فرمایند کہ ہر روز بہر یک ہفت

ہفت ختم سورۂ تغابن بخوانند و اصل دریں کار ہم معموریٔ قلب است بذکر بائد کہ حسبِ معروض دُعا گو اشغال را معمول دارند بخدمت ہمہ تسلیم۔ مہر شاہ

مکتوب نمبر ۱۵۱ مجتی و مخلصی محمد چراغ سلامت باشند

بعد از سلام و دُعا آنکہ الحمد للہ بہمہ وجوہ خیریت است قدرے علالت طبع آں مہربان و صحت مائیصاحبہ از زبان حامل رقعہ غلام احمد معلوم گشت۔ اللہ تعالےٰ ایں خاکبوس مقیمان کوئے بے نشانی را دائماً از اخبار مسرت آثار آں خاندان مسرور داراد۔ اگر نسخہ حرزیمانی برائے مقابلہ نسخہ موجودہ عندی بزودی ارسال فرمایند زہے عنایت ہمہ را تسلیم و نیاز۔ ۱۲ ربیع الثانی

الراقم داعی و مستدعی مہر شاہ

مکتوب نمبر ۱۵۲ مجی و مخلصی محمد چراغ سلامت باشد

بعد از سلام آنکہ گو عبد الغفور خاں کے ساتھ میرا تعلق وہ نہیں جو آپ نے سُنا ہے مگر تاہم تعمیل ارشاد کی مقدم سمجھ کر متوکلاً علیہ سُبحانہٗ سفارشنامہ لکھدیا گیا ہے۔ میں آپ کو جو کچھ کہہ چکا ہوں اور جان چکا ہوں اس کے برخلاف انشاء اللہ تعالےٰ دارین میں متصور نہ ہوگا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ کا اخلاص اس بے ہیچ کے ساتھ بمدارج بلند تر ہے۔ مقاصد دارین سے ذَالِكَ فَضْلُ اللہِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ اور اسی محبت کے بارہ میں ہے۔ المرء مع من احب والسلام۔ مہر شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۱۵۳ راسخ الایقان محمد چراغ صاحب عادہ اللہ تعالیٰ علیٰ طبق اخلاصہٖ

بعد از تسلیم اینکہ ! دُعا گوئی انشاء اللہ تعالیٰ ۱۸ ماہ حال بروز شنبہ بوقت ۸ بجے قریب طلوع آفتاب از اسٹیشن گولڑہ سوار خواہد شد وقت زوال بلالہ موسیٰ خواہیم رسید۔ اشتہار مشتمل بر جواب خط مولوی نور الدین بشما از لاہور رسیدہ است یا نے مطلع فرمایند۔ زیادہ سلام جناب صاحبزادہ صاحب و مولوی صاحب و ہمہ محباں والسلام۔ الراقم داعی مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۵۴ مجی و مخلصی محمد چراغ صاحب سلامت

تسلیم و دُعا۔ امّا بعد اسماء الٰہی یعنی يَا اَللہُ يَا حَیُّ يَا وَاحِدُ يَا عَزِيْزُ يَا وَهَّابُ يَا وَدُوْدُ وقت شغل معلوم بالضرور معمول دارند۔ بہ نہجے کہ در تصویرات حروف قوۃ متخیلہ و در معانے اسماء قوت دراکہ مصروف باشد بالضرور اللہ تعالےٰ از تکالیف دارین نجات عطا فرماید۔ از چند روز منضجات و مسہل شروع است از ہمہ معرکہ تسلیم۔ زیادہ دُعا۔ الراقم مہر علی شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۵۵ محبی و مخلصی محمد چراغ صاحب سلامت

تسلیم۔ آپ کے ساتھ وہی وعدہ ہے۔ ہرگز تخلف ممکن نہیں والباقی عند التلاقی۔ زیادہ دُعا۔
از طرف میاں عبداللہ و محبُوب عالم و محبت شاہ السلام علیکم۔ ۲ صفر ۱۳۱۶ھ الراقم مہر علیشاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۵۶ مخلصی و مخلصی محمد چراغ صاحب احیاک اللہ حیٰوۃ طیبہ مع اللحقہ۔

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ۔ آپ کی بے چینی سے بیچینی ہے۔ اللہ تعالیٰ صحت کاملہ و عافیت مع الاستقامۃ عطا فرماوے۔ برخورداران کو دُعا و سلام۔ جناب مولوی صاحب کی خدمت میں تسلیم۔ گھر میں دُعا وہی پُرانا داعی۔
الراقم از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۵۷ میرے مخلص یار مولوی محمد چراغ سلمہ ربہٗ

تسلیم۔ میں نے تو بھی کہا تھا۔ اب بھی کہتا ہوں۔ جیسا ہوں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ کیا بلکہ چونکہ آپ نہیں میں ہوں۔ میں نہیں کون ہے۔ ھوالاوّل۔ ھوالاٰخر۔ ھوالظاھر۔ ھوالباطن۔ حق حق۔ حق زیادہ سلام۔ سب مخادیم کو تسلیم و نیاز۔
مہر علی شاہ بقلم خود
اِس وقت لفافہ ٹکٹ دار موجود نہیں تھا۔ بباعث جلدی امتثالا للارشاد بیرنگ بھیجا جاتا ہے۔

مکتوب نمبر ۱۵۸ محبی و مخلصی محمد چراغ سلامت باشد

بعد سلام و دُعا آنکہ الخیر فیما وقع کے مطابق اگر ایسا بھی ہوگیا۔ تو کچھ ضرر نہیں۔ بحکم الحرکت دوریۃٌ پھر بھی عود ضروری ہوگا۔ اور کچھ فائدہ بہ نسبت پہلے کے ہوگا۔ آپ استقلال رکھیں۔ اور ہرگز انتقال مکانی نہ فرماویں۔ احمد دین یہاں ایک شخص کے ساتھ آیا تھا۔ پشاور بغرض خرید یک دو اسپ مادہ گیا ہے! ور سب طرح خیریت ہے۔ قادیانی کی طرف دوبارہ وارنٹ جاری ہو گئے ہیں۔ والسلام۔
مہر شاہ از گولڑہ

مکتوب نمبر ۱۵۹ محبی و مخلصی محمد چراغ سلامت باشد

تسلیم و دُعا انشاء اللہ العزیز بتاریخ ۱۷ اسوج مطابق ۱۲ جمادی الاوّل بروز شنبہ بتقریب شادی صاحبزادہ محی الدین علی الصبح از اسٹیشن لالہ موسیٰ گذر خواہم نمود۔ اطلاعاً معلوم باشد زیادہ دُعا۔
مہر علی شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۶۰ سندی فی الاخلاص چراغ ایقان حفظکم اللہ

بعد دُعا و سلام آنکہ برخوردار غلام محی الدین کو بفضلہٖ و سُبحانہٗ و دُعا مخلصان بخار سے آرام ہے۔

ضعف باقی ہے۔ برخورداران کو دُعا و سلام۔ جناب مولوی صاحب کی خدمت میں تسلیم۔
العبد الراجی الی اللہ المدعو بمہر شاہ عفی عنہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۱۶۱ عزیزی محمد چراغ حفظک اللہ

دُعا و سلام۔ اللہ تعالیٰ جانبین میں ہر طرح آرام رکھے اور موجبات رضاء و لقاء نصیب فرماوے میں آج کل آپ سے بوجہ اشتغال حسب تحریر سابق بہت خوش ہوں۔ اللہ تعالیٰ توفیق اعمال صالحہ عطا فرماوے۔ سب کو ماناسب حاضر الوقت جناب صاحبزادہ محمد امین صاحب سلام فرماتے ہیں۔
الراقم مستدعی و داعی از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۶۲ مخلصی و عزیزی محمد چراغ صاحب سلامت باشد

بعد دُعا و سلام اینکہ۔ میں عنقریب سیال شریف جانے والا ہوں۔ تاریخ معینہ سے پہلے ایک دو روز آپ کو اطلاع دی جاوے گی۔ جناب صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں بھی مضمون واحد جناب مولوی صاحب کا تہِ دل سے مخلص فضل الدین کے معالجہ میں سعی فرمانے کا شکریہ۔ سب کو سلام و نیاز۔ بعد تحریر سطور ہذا مکرر خیال ہوا کہ غالباً بروز دوشنبہ بتاریخ ۲۵ شوال لالہ موسیٰ سے دن کو گزر ہوگا اسی کو آخری اطلاع سمجھیں۔ ہاں امتناعی واقع کے ظہور پر بھی اطلاع دی جاوے گی۔
مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۶۳ محبی و عزیزی محمد چراغ حفظک اللہ

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ۔ پسوال سے جناب کا خط مرسلہ کل ۲۲ تاریخ ماہِ حال بروز ہفتہ پھرتا پھرتا پہنچا۔ آپ کو لفافہ پر گولڑہ اور راولپنڈی کا نام لکھنا بھُول گیا۔ یہ اُسی بلا کا اثر ہے جس سے میں رُکتا ہوں۔ خیر الحمد للہ بخیریت پہنچ گئے ہیں۔ مَیں تو نہیں چاہتا تھا۔ کہ آپ اتنی جلدی واپس ہوویں۔ ناچاری سے اجازت دے دی۔ زیادہ سلام و دُعا۔
الراقم مہر علی شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۶۴ محبی و مخلصی محمد چراغ صاحب حفظکم اللہ و سلکم

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ۔ یہاں پر بفضلہٖ تعالیٰ بہمہ وجوہ خیریت ہے۔ اللہ تعالیٰ جانبین کو موجبات شکر و رضا نصیب فرماوے۔ سب کو دُعا و سلام۔
الراقم داعی از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۶۵ مجبی و مخلصی محمد چراغ صاحب حفظکم اللہ تعالٰے

بعد سلام و دُعا آنکہ متواترہ عنایت نامجات پہنچے۔ کیفیت معلوم ہوئی۔ بخار سے اب مجھے آرام ہے مگر کھانسی و زکام وغیرہ عوارض بدستور ہیں۔ الغرض ابھی قابلِ سفر نہیں ہوں۔ ماجری میں حسبِ ہدایت جناب مولوی صاحب کاربند رہیں۔ اس میں بہتری ہوگی۔ اس علاقہ میں دو تین دن کے بعد اکثر لوگ مرجاتے ہیں۔ قریبی رشتہ داروں میں بھی بیماری ہے۔ خدائے عزّ وجل حافظ ہو۔ پوری صحت حاصل ہونے پر انشاء اللہ تعالٰے آوَں گا۔ برخورداران کو دُعا و سلام۔ اندرون دولت خانہ جات دُعا۔ جناب صاحبزادہ صاحب مرحُوم و مغفور کے انتقال کے سخت صدمہ کے علاوہ پسماندگان کے صدمہ کا مجھے سخت فکر ہے۔ مگر بغیر از صبر چارہ اور کوئی تدبیر نہیں۔ والسلام

غالباً ان صاحبان نے ایک رسالہ شائع شدہ منجانب ایک وہابی کا ذکر کیا ہوگا۔ مگر واقعی حال بذریعہ اشتہار مرسلہ ہذا کے معلوم ہونے پر وہ وہابی اور سب حسّاد بفضلہ تعالٰے سب ذلیل ہو گئے ہیں۔ وہ اشتہار بھیجا جاتا ہے۔

مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۶۶ میرے وہ جو کچھ کہوں حفظک اللہ

بعد سلام و دُعا آنکہ۔ بخوبی سرانجامی عرس شریف کا شکریہ! اور ایک ہی بات کا افسوس کیسی کی عدم موجودگی کا۔ عسٰے ان تکرھوا شیئاً وھُو خَیر لکُم۔ والسلام۔ برخورداران کو دُعا و سلام۔ جناب مولوی صاحب کی خدمت میں تسلیم۔

الراقم داعی و مستدعی کسی کا سچا خیر خواہ و دُعا گوئی از گولڑہ

مکتوب نمبر ۱۶۷ مخلصی فی اللہ مولوی محمد چراغ صاحب شفاکم اللہ شفاء کاملاً عاجلاً

بعد سلام آنکہ دُعا ہے کہ اللہ تعالٰے آپ کو کامل شفاء عطا فرما دے۔ میں سفر پاک پٹن شریف میں بوجہ سخت بیمار ہو جانے برخوردار غلام محی الدین کے تحریر جوابات اور وہاں کے آپ کے پاس پہنچنے سے ہی معذور رہا۔ اللہ تعالٰی جانبین میں خیریت کرے۔ غلام محی الدین کی موجودہ حالت سفر سیال شریف سے مانع نظر آرہی ہے۔ درصورتِ صحت شمولیت عرس شریف کی اُمید ہو سکتی ہے۔ بخدمت جناب مولوی صاحب تسلیم۔ برخورداران کو دعوات۔ سب کو ما وجب۔

داعی از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۶۸ مخلص فی اللہ حفظکم اللہ تعالٰے

بعد سلام آنکہ اضطراب آمودہ محبت نامہ کاشفِ ما فیہا ہوا۔ ہر حالت خصُوصاً ایسی مضطربانہ

حالت میں وہی ماوائے ملجائے ہے۔ جو کچھ مَیں نے عرصہ سے کہہ دیا تھا۔ اگر اس پر کاربند ہوتے تو آج کئی مضطربین کی عقدہ کشائی آپ کے ہاتھ پر ہوتی۔ صرف ہوس اور چیز ہے اور کرنا اور۔ چند روز کرنا وہ بھی برائے نام ایسے کرنے سے کیا ہوتا ہے۔ پھر بھی انہیں اشغال کا التزام ضروری چاہیئے۔ والسلام۔ سب کو ما وجب۔

داعی از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۶۹ عزیزی محمد چراغ حفظکم اللہ تعالٰے

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ۔ داعی شما برخوردار غلام محی الدین از چند روز بوجہ کمزوری سینہ بعارضہ سُرفہ مبتلا است۔ دُعا فرمایند کہ شافی مطلق شفا بخشد۔ برخورداران را دُعا و سلام ہمہ را دُعا۔

(الراقم داعی و مستدعی از گولڑہ بقلم خود)

مکتوب نمبر ۱۷۰ عزیزی محمد چراغ صاحب حفظکم اللہ تعالٰے

دُعا و سلام۔ بباعث ازدحام خلق و عدم تعیّن روانگی اطلاع عبور سے قاصر رہا ہوں۔ آج ۹ ربیع الاوّل کو آخری عنایت نامہ ملاحظہ سے گذرا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالٰے جناب مولوی صاحب و الا معاملہ وغیرہ حوادث میں اپنی رحیمی و کریمی سے کام لیوے۔ سب کو ما وجب۔ زیادہ دُعا۔

داعی بقلم خود حال وارد راولپنڈی

مکتوب نمبر ۱۷۱ مجبی و مخلصی محمد چراغ صاحب حفظکم اللہ تعالٰے

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ۔ یہاں بفضلہ سبحانہٗ خیریت ہے۔ اللہ تعالٰے اس طرف خیریتِ کاملہ عطا فرما دے۔ کل لوگ آمدگان بتقریب عرس شریف بخیریت واپس ہو گئے ہیں۔ والسلام۔ جناب صاحبزادہ صاحب و مولوی صاحب و برخورداران کو دُعا و سلام۔

الراقم داعی از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۷۲ مجتی و مخلصی محمد چراغ صاحب حفظکم اللہ

بعد دُعا و سلام آنکہ بظاہر میرے ناقص خیال میں عقد نذر سب اہل و عیال کے سلامت اور بچ جانے پر تھی۔ اب چونکہ مجموع من حیث مجموع سلامت نہ رہا۔ لہٰذا اداء نذر لازم نہ ہوا۔ با ایں بہتر ہوگا، اگر کل نہ سہی کچھ دے دیویں۔ میں ان دنوں میں بعارضہ دورہ حضرا مبتلا تھا۔ لہٰذا تحریر جواب عنایت نامجات میں قاصر رہا۔ سب کو دعوات اور برخورداران و جناب مولوی صاحب کو خصوصاً دُعا و سلام۔

الراقم داعی مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۷۳ مجتی و مخلصی محمد چراغ صاحب سلامت

بعد سلام آنکہ آپ گھبراویں نہیں۔ چند روز معا اقامت کرنے سے انشاء اللہ تعالٰے طبیعت مطمئن ہو جاوے گی۔ تشکار معلوم کے میسر ہو جانے پر غالباً ترکیب، تدبیر دوا آپ کو یاد ہوگی۔ والسلام

الراقم مہر علی شاہ بقلم خود ۱۲ ذیقعدہ

مکتوب نمبر ۱۷۴ — مجبی ومخلصی محمد چراغ سلامت باشد — ۸ ذی الحج بروز پنجشنبہ

بعد سلام و دُعا آنکہ۔ کیفیت معلوم ہوئی۔ جزاکم اللہ تعالےٰ خیر الجزاء۔ دوا بدست کسی معتبر یا بسبیل ڈاک جلد روانہ فرماویں۔ برخورداران کو دُعا و سلام۔ اللّٰھم انت الشافی لاشافی الّا انت۔ جناب مولوی صاحب کی خدمت میں تسلیم۔

الراقم مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۷۵ — معظمی ومخلصی محمد چراغ صاحب سلامت باشد

تسلیم۔ الحمدللہ علیٰ کل حالٍ از عرصہ دو ماہ بخار لاحق گشتہ بالفعل خیریت است بوجہ کسلانِ طبع از تحریرِ جواب معذور بودم معافی خواہد فرمود۔ بخدمت جناب صاحبزادہ صاحب و مولوی صاحب تسلیم۔

الراقم مہر علیشاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۷۶ — مجبی ومخلصی محمد چراغ صاحب حفظکم اللہ

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ۔ یاد آوری کا شکریہ۔ چند روز سفر بعض مزارات متبرکہ کی زیارت کیلئے کرنے کا قصد ہوا تھا۔ اگر ظاہر کیا جاتا ازدحام احباب میرے مقصود کو مخل ہوتے۔ لہٰذا بارہ[12] دن تک طے کر کے واپس بخیریت آگیا ہوں۔ آپ کو اس لئے مطلع نہیں کیا کہ سفر دراز کا نام سُن کر آپ گھبرائیں گے والباقی عند التلاقی۔ والسلام برخورداران کو دُعا سلام جناب مولوی صاحب کو تسلیم۔ برخوردار غلام دستگیر کا خط بلا بعد سلام و دُعا مضمون واحد۔

الراقم مہر شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۱۷۷ — عزیزی محمد چراغ سلامت باشد

تسلیم۔ امابعد کار معلوم را تا وقت ملاقات ملتوی دارند۔ لامر سیکشف عدم ظہور ثمرہ از فتور جمعیت قلبیہ است۔ ع

ہر کس کہ سرفاش کند ایں سزائے اوست

راملحوظ باید داشت۔ ملاقات را بر اسٹیشن لالہ موسیٰ یا جوڑہ منتظر باشند۔ زیادہ دُعا و استدعا۔

الراقم مہر علیشاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۷۸ — مجبی ومخلصی محمد چراغ سلامت باشد

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ امابعد زمین نہری بہماں نرخ کہ بہم رسیدہ و نوشتہ اند۔ برائے زمین خیال دارند و ایں امر را بکسے ذکر نہ فرمایند۔ اِلّا وقتیکہ صورت انعقاد پذیرد حق سبحانہ تعالےٰ والدہ و برخورداران را شفا عاجل عطا فرماید۔ زیادہ دُعا و سلام و نیز اطلاع دہند کہ چہ قدر زمین جناب

صاحبزادہ صاحب خریدہ اند و بر مجموع چند روپیہ خرچ نمودہ۔

(الراقم داعی مہر شاہ بقلم خود۔ ۴ ذوالحج)

مکتوب نمبر ۱۷۹ — مجبی ومخلصی محمد چراغ صاحب سلامت باشد

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ۔ آپ اس وہم کو بالکل اپنے اخلاص آمودہ قلب میں جگہ نہ دیویں۔ مَیں آپ سے بہت خوش ہوں معلومات معلومہ میری رضا اور تعمیل حکم کے لئے کیا کریں۔ مَنْ لَہُ الْمَوْلٰی فَلَہُ الْکُلُّ جن سے بھروسا ہو اُن سے قطع رجا سنت اللہ کے موافق ہے۔ تحلیہ بعد التخلیہ ہوا کرتا ہے۔ اپنی طرف سے مراعات حقوق کو لازم رکھیں۔ تقویت رابطہ و نسبت کے لئے تصور و شغل قلبی بس ہیں۔ باقی معمولات مبحث سے خارج ہیں مگر تاہم ان کا استعمال ضروری ہے۔ جناب قبلہ گاہ صاحب اسی حالت پر ہیں۔ اللہ تعالےٰ رحم فرماوے۔ والسلام۔ جناب مولوی صاحب کی خدمت میں تسلیم۔

الراقم داعی مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۸۰ — مجبی ومخلصی محمدؐ چراغ صاحب حفظہ اللہ عن مصائب الدارین

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ۔ امابعد اسی لئے عرصہ سے آپ کو چند امور کے التزام کی تکلیف دی تھی۔ مجھے کامل یقین ہے کہ اگر حسبِ ہدایت تعمیل ہوتی تو اب تک یہ شکایتیں نہ ہوتیں۔ کچھ اور ہی رنگ ہو جاتا۔ خیر اب بھی مایوسی نہیں۔ التزام امور ماموره متلفظہ و مکتوبہ بہ تعین زمان و مکان و حضور معنی رکھنا چاہیئے۔ کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مگر تعمیل پر رہنا چاہیئے۔ قادیانی دو دعوے میں مع حواری جہلم میں مدعو ہوا ہے۔ مدعی مولوی کرم دین ساکن بھین ضلع جہلم ہے۔ اِن دعاوی میں میری کوئی شہادت نہیں۔ میری شہادت اس دعوے میں ہے جو قبل از ہر دو دعوے مذکورہ بالا حکیم فضل الدین بھیروی ثم القادیانی مولوی کرم الدین صاحب پر ضلع گورداسپور میں کیا تھا۔ جس کی ایک تاریخ پر میں نہیں گیا اور نہ آئندہ جانے کا ارادہ ہے۔ اِلّا ان یشاء اللہ قادیانی نے دوسرے ماہ کی ۱۷ تاریخ جہلم میں حاضر ہونا ہے۔ اس کے سارے الہامات و مبشرات و مویدات پر پانی پڑ گیا۔ والسلام

داعی از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۸۱ — مجبی ومخلصی محمد چراغ صاحب حفظکم اللہ

بعد سلام و دُعا آنکہ۔ مائی صاحبہ کے انتقال پر سخت افسوس ہے۔ موت حق ہے مگر بلحاظ دردِ مفارقت برخورداران اس خورد سالگی میں نہایت رنج ہوا۔ بغیر از صبر چارہ نہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو مغفرت اور پسماندگان کو اجر و صبر و امان عطا فرما دے۔ آج جناب شاہ صاحب جلالپوری کا ذکر انتقال بعارضہ طاعون بوساطت ایک مرید اُن کے سنا گیا ہے۔ معلوم نہیں واقعی ہے یا نہ اللہ تعالےٰ

رحم فرمادے اور اس موذی مرض سے سب کو امان بخشے۔ جناب مولوی صاحب کو سلام ودُعا۔ ہر برخوردار کو دُعا و سلام۔ جناب صاحبزادہ صاحب ومخلص فیض رسُول کو دُعا و سلام۔

العبد الملتجی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۸۲ مجبی ومخلصی راسخ الاخلاص محمدؐ چراغ سلامت باشد

بعد سلام آنکہ۔ اجزاء مسطورہ در کسے صندوق نہادہ مدفون بجائے نمایند کہ زیر اقدام کسے نیاید معمول محمدؐ امین است کہ در حجرہ عبادت مدفون مے نمایند۔ آئندہ نہ سطر تا بہ نہ حرف یعنی ط روزمرہ برلوح کسے کاغذ بنویسند باز شُستہ کسے بیمار را یا کسے را بنوشانند۔ والباقی عند التلاقی۔ زیادہ سلام ہمہ را تسلیم۔

الراقم داعی مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۸۳ مجبی ومخلصی محمدؐ چراغ صاحب سلامت باشد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ اما بعد کیفیت معلوم ہوئی۔ میرا فرض منصبی وہی ہے جو عاقل شاہ میں ظاہر کیا گیا تھا۔ یعنی بدل وجان یہ بے ہیچ اس امر کا خواہاں ہے کہ اللہ تعالےٰ جناب صاحبزادہ صاحب کو اولاد نرینہ عطا فرمادے۔ رہا یہ کونسی مائی صاحبہ سے ہو، سو یہ امر میرے فرض حق کی خدمت سے خارج ہے۔ ان امور میں راقم تابع ہے نہ متبوع۔ میاں احمد صاحب کے لئے حسب مانی علم اللہ بھیجا جائے گا۔ میرا کپڑا مستعمل کا عرصہ سے ایک صاحب نے وعدہ کرالیا۔ جس کو تبرکاً رکھنا منظور ہے۔ سب کو سلام ونیاز۔ مائی بانو کو سلام۔

الراقم مہر علی شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۸۴ مجبی ومخلصی محمد چراغ سلامت باشد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ از کیفیت خرید زمین مطلع نہ فرمودند۔ بجواب محبت نامہ نوشتہ مے آید کہ فقط شغل قلبی وذکر اسمار لسانی یا بطریق نختتیں۔ چنانچہ اوشاں را معلوم است معمول دارند باقی از تصحیح کلام معلوم کہ استفسار فرمودہ اند۔ اورا ترک نمایند عند الملاقات گفتہ شود۔ یک فہرست تصحیح اغلاط شمس الہدایت فرستادہ میشود۔ وہمہ نسخہا را تصحیح ازیں بفرمایند۔ بخدمت صاحبزادہ صاحب ومولوی صاحب تسلیم ودُعا۔ برخورداران را دُعا۔

الراقم مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۸۵ مجبی ومخلصی محمدؐ چراغ حفظک اللہ مع المتعلقین والاحبہ

سلام ودُعا۔ داعی بروز ہفتہ مورخہ ۱۸ ماہِ حال صفر ایک بجے دن کی گاڑی پر سوار ہو کر لالہ مُوسےٰ سے گذرے گا۔ اطلاعاً تحریر ہے۔ برخورداران کو دُعا وسلام۔ جناب مولوی صاحب کو

دُعا وسلام۔ گھر میں سب مائیاں صاحبہ کو دُعا واستدعا۔ مخلصی میاں فیض رسُول صاحب کو بعد سلام مضمون واحد۔ والسلام۔

الراقم مہر شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۱۸۶ عزیزی ومخلصی محمدؐ چراغ صاحب سلامت باشد

تسلیم۔ بشب پنجشنبہ بوقت ۱۲ یا دو سہ بجے اسٹیشن لالہ موسیٰ پر اُتروں گا۔ ملاقات کو جی چاہتا ہے۔ سب کو نیاز۔

(الراقم مہر شاہ بقلم خود از گولڑہ)

مکتوب نمبر ۱۸۷ مجبی ومخلصی محمدؐ چراغ حفظک اللہ عن الآفات والبلیات

بعد از سلام ودُعا آنکہ۔ وقت کے جانے پر اطلاع ہوئی۔ لہٰذا کچھ نہیں ہوسکتا۔ بغیر اس کے کہ آپ حسبِ تحریر اس گرفتار شُدہ کی سعی فرماویں۔ اگر سعی خطرناک نہ ہو۔ وہ شخص ضلع ہزارہ سے گرفتار ہو کر ایبٹ آباد حوالات میں کیا گیا ہے۔ افسوس کہ پہلے اُس نے خبر نہیں دی۔ چالان کنندگان بھی اب افسوس کر رہے ہیں۔ اور لاعلمی سے معذور ہیں۔ اس کی تحریر جواب میرے پاس پہنچی ہے داخل لفافہ ہذا بھیجی جاتی ہے۔ لحاظِ وقت فرما کر سعی کرنی کہ وقت نازک ہے۔ زیادہ دُعا وسلام۔

الراقم داعی مہر شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۱۸۸ مجبی ومخلصی محمدؐ چراغ صاحب سلامت باشند

تسلیم۔ ایفاء وعدہ سے رفقا نے مجبور کیا۔ معاف فرمانا اور سب طرح سے خیریت ہے۔ امر معلوم کسی طرح کا وسوسہ نہ فرماویں۔ بخدمت جمیع مخادیم تسلیم۔

الراقم مہر علی شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۸۹ مجبی ومخلصی محمدؐ چراغ سلامت باشد

بعد دُعا وسلام آنکہ۔ سارق بغیر بعض اقارب کالعقارب دیگرے نیست۔ وبفضلہ نشدہ نتواند۔ اوشان حسب عادت از یک خانہ کہ در وا مانتہائے مردمان جمع بودند۔ یک طوق یعنی ہسیری ودو کڑہ امانتی بردہ اند وحکام از خود او را بسیار بے عزت نمودہ۔ وراقم خود نمے خواہد کہ محبوس باشد۔ انشاء اللہ بروز ہفتہ ۱۹ ماہ حال صفر ایک بجے دن کے سوار ہو کر قریب شام پہنچیں گے۔ آپ تیار ہو کر آنا یعنی ارادہ پختہ کر کے آنا۔ باقی خرچ اخراج کا فکر نہ کریں۔ سب کو دُعا وسلام۔ ۱۶ صفر بروز چہارشنبہ

الراقم داعی مہر شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۱۹۰ مجبی ومخلصی محمدؐ چراغ صاحب سلمہ ربہٗ

تسلیم۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اما بعد۔ رجا از روحانیت نفلش کہ با قالب توجہ احباب متعین

دارد ۔ خارج بودن دعوئے ہنود است از رپورٹ تحصیلدار کہ دریں جا آمدہ بود ہمیں طور معلوم میشود ۔
زوال ہیئتہ اجتماعیتہ عزیزان کہ چند ایام در سفر میسر شدہ بود تا دم تحریر اثرے دارد ۔ یالیتہا تعود ۔ بخدمت جناب
مولوی صاحب و مولوی فیض رسول و جمیع محبان تسلیم و نیاز ۔ الراقم مہر علیشاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۱۹۱ مجبی و مخلصی محمدؐ چراغ سلامت باشد

بعد سلام و دُعا آنکہ ۔ بہ نسبت امر مستفسر جناب مولوی صاحب کا کیا خیال ہے ۔ میری رائے میں اُن کے خیال کے مطابق کاروائی کرنی چاہیئے ۔ تمساح کے گوشت والا کام ضروری تھا ۔ اور دن اس کے یہی ہیں ۔ ورنہ پھر سال کا وقفہ ہو جاوے گا ۔ گورداسپور میں مرزا کے روبرو ہماری شہادت کا حکم جاری شدہ منسوخ ۔ جس میں چوتھی دفعہ ان کو سخت روسیاہی حاصل ہوئی ۔ والسلام ۔ برخورداران کو دُعا و سلام جناب مولوی صاحب کو تسلیم ۔ الراقم داعی مہر علیشاہ از گولڑہ

مکتوب نمبر ۱۹۲ مجبی و مخلصی محمدؐ چراغ سلامت باشد

بعد سلام و دُعا آنکہ انشاء اللہ العزیز بتاریخ ہژدہم قمری بروز سہ شنبہ علی الصبح یا بوقت دوازدہ بجہ ازالہ موئے گذرے خواہد افتاد ۔ احتمال مرور بوقت صبح راجح معلوم میشود ۔ توقف تحریرات را عنوان تعطل سررشتہ نباید فہمید ۔ حاشا و کلا بخدمت جناب مولوی صاحب و جناب صاحبزادہ صاحب و ہمہ محبان تسلیم ۔ غلام محمدؐ را سلام ۔ (الراقم داعی مہر شاہ بقلم خود) ۱۱ر صفر

مکتوب نمبر ۱۹۳ معظمی و مکرمی جناب صاحبزادہ محمد امین صاحب و محمدؐ چراغ صاحب لا زالا محفوظین و مسرورین

السلام علیکم و رحمۃ اللہ ۔ اما بعد حسب تحریر مخلصی مسمی مولوی محمدؐ اکرم حال مقیم ریاست بہاول پور مکلف ام کہ بعد ملاحظہ رقیمہ او کہ داخل لفافہ ہذا مرسولہ خدمت است سفارش نامہ بجانب عبد المالک بحق نامبردہ ترقیم فرمایند ۔ والسلام ۔ راقم الحروف آج بشب شنبہ تونسہ شریف کو بعد ازاں پاکپتن شریف کو روانہ ہو جائے گا ۔ الراقم داعی و مستدعی مہر شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۱۹۴ مجبی و مخلصی محمد چراغ صاحب سلامت باشد

بعد سلام آنکہ ۔ وہاں جانے پر تسلی و دلاسا سے چند روزہ طوفان جانبین کو اٹھانا چاہیئے ۔ غالباً اس دلاسا سے جزع و فزع تک نوبت نہ پہنچے گی اور میں بہر کیف حسب التحریر تعمیل کروں گا ۔ بباعث ازدحام مہمانانِ عرس زیادہ لکھنے سے معذور ہوں ۔ میں اپنے وعدہ کو ہرگز نہیں بھولتا ۔ والسلام ۔
داعی مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۹۵ مجبی و مخلصی محمد چراغ لا زال محفوظاً و محموداً

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ ۔ اُن لوگوں کے جواب میں صرف اتنا ہی کافی ہے ؎

بجائے طعنہ اگر تیغ بر زند دشمن ز دوست دست نداریم ہر چہ بادا باد

اے انوار و تجلیات ۔ سو الحمد للہ ہمارا ہی فخر ہے ۔ جو ایک شخص ہمارے گروہ میں سے کسی نعمت کا مالک ہو ۔ نہ فقیر ہوں نہ ملا ۔ ہاں شہسواران میادین فقر کا محب اور نیازمند ہوں ۔ با ایں ہمہ مخلصوں کے لئے بہتری کا اُمیدوار رہوں ۔ (اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ) کا لحاظ ضروری ہونا چاہیئے ۔ جناب مولوی صاحب کو تسلیم ۔ اور برخورداران کو دُعا ۔

الراقم العبد الملتجی الی اللہ المدعو بمہر شاہ عفی عنہ
۵ جمادی الاوّل بروز یکشنبہ

مکتوب نمبر ۱۹۶ مجبی و مخلصی محمدؐ چراغ صاحب سلامت

تسلیم و دُعا ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ ۔ اما بعد انشاء اللہ العزیز بتاریخ ہژدہم بروز جمعہ گاڑی صبح از اسٹیشن گولڑہ سوار خواہم شد ۔ شب بر اسٹیشن پنڈ دادنخان ارادہ قیام است ۔ مائی بیان حالت برخوردار غلام سرور اطال اللہ عمرہٗ و جعلہٗ من محبیہ نمو د حضارِ مجلس را خیلے ابتہاج حالت روئے داد مضمون غلام محمدؐ ہم رسید ۔ اللہ تعالیٰ محظوظ و محفوظ دارا د بخدمت جناب صاحبزادہ صاحب و جناب مولوی صاحب و ہمہ معرکہ تسلیم و نیاز از ہمہ ایضاً ۔ الراقم مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۹۷ مجبی و مخلصی محمد چراغ حفظک اللہ و جذب الیہ

بعد از سلام و دُعا آنکہ جناب دیوان صاحب پاکپتن بعد اقامت دو روزہ یہاں پر آج شب چہار شنبہ کو واپس تشریف فرما ہو گئے ہیں ۔ میں آپ کی سردی کے خیال سے سفر بشمولیت شادی جناب محمود صاحب حفظہ اللہ میں تکلیف دینی مناسب نہیں سمجھتا ۔ آپ ضرور بالضرور بجتا کو جس جگہ ہو ۱۴ ر ماہِ حال تک گولڑہ میں بھیج دیویں ۔ شرعی تحقیق کی رو سے یہاں پر غرہ ہفتہ کا ثابت ہوا ہے ۔ جناب مولوی صاحب کو سلام ۔ برخورداران کو دُعا و سلام ۔ داعی مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۱۹۸ میرے سچے مہربان محمدؐ چراغ صاحب سلامت باشد

بعد سلام و دُعا آنکہ ۔ حلفی بیان نہ تو سوی رسم اور نہ انتقام کشی اصل واقعہ چونکہ ہم نے آپ کی تار کا جواب بہ تعین وقت در روز دے دیا تھا اور اسی بھروسہ پر ٹکٹ جوڑا کے لئے ۔ وہاں پہنچنے پر جب میں اُترنے کو اُٹھا تو محبوب عالم وغیرہ احباب نے کہا کہ یہاں پر تو دُور تک کوئی صاحب نظر نہیں آتا ۔ اتنے ہی میں اہلِ اسٹیشن سے سُنا کہ وہ لوگ کل آئے تھے ۔ آج نہیں آئے ۔ شاید مایوس ہو

گئے ہوں گے۔ تعجب ہوا کہ جواب تار اور پھر مایوسی۔ معلوم ہوا کہ جواب ان کو نہیں ملا۔ نامعلوم کیا وجہ تھی۔ سب کا خیال یہی پڑا کہ اب اگر کوئی چکوڑی جاوے اور وہاں سے پھر اتنی سواری کا انتظام نہیں۔ سارا دن یہاں خرچ ہوگا۔ ٹکٹ لے کر چلنا چاہیئے۔ ادھر پیچھے کا اضطراب اقارب کی مہربانی جو آپ کو معلوم ہے لہٰذا وہاں سے ٹکٹ لے کر چلے آئے۔ اگر کوئی شخص اتنا کہہ دیتا کہ تھوڑی دیر کے بعد سواری لے کر پہنچ جاویں گے۔ یا تھوڑی دیر نہ سہی بلکہ ضرور ضرور آویں گے۔ مایوسی نہیں تو ہم وہاں بیٹھے رہتے۔ بایں معافی کا خواستگار ہوں۔ برخورداروں کو دُعا و سلام۔ جناب مولوی صاحب کو سلام و مضمون واحد۔

الراقم داعی مہر شاہ بقلم خود از گولڑہ
۷ ربیع الاول

مکتوب نمبر ۱۹۹ مجبی و مخلصی محمد چراغ صاحب سلامت باشد

بعد تسلیم و دُعا آنکہ باعث توقف در تحریر جواب دریں ایام آنست کہ ماجرا اکثر احباب چیزے متعلق اعتراضات ابناء زماں کہ بر نزولِ مسیحؑ بن مریم نمود و خلق را اغزانید مے نویسم عنقریب انشاء اللہ تعالےٰ زیر طبع خواہد شد دریں مکتوب از کیفیت قضا چیزے مندرج نبود۔ والسلام

الراقم داعی مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۲۰۰ مجبی و مخلصی محمدؐ چراغ سلمہ ربہ

تسلیم و دُعا۔ الحمد للہ کہ آں محب حسب اقتضاء دُعا گوئی مشغول است اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ عَلٰی حُبِّكَ وَحُبِّ حَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ عِبَادِكَ الْمَقْبُوْلِیْنَ۔ آمین زیادہ دُعا۔

الراقم مہر علی شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۲۰۱ مکرمی مولوی محمد چراغ صاحب

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ جوڑہ پہنچ گیا ہے۔ خاطر جمع فرمائیں اور اس کی باقی قیمت سے اطلاع دیجئے کہ روانہ کر دی جائے۔ حضرت قبلہ عالم صاحب مدظلہ العالی سیال شریف اس عرس پر تشریف نہیں لے جائیں گے۔ والسلام

مرسلہ داعی از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۰۲ مجبی و مخلصی محمدؐ چراغ سلامت

بعد سلام و دُعا آنکہ یہاں پر سب طرح سے خیریت ہے۔ الآجناب والد صاحب بیمار ہیں کیفیت پیشی مقدمہ سے جلد مطلع فرماویں۔ جناب مولوی صاحب کو سلام۔ برخورداران کو دُعا۔

الراقم داعی مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۲۰۳ مجبی و مخلصی محمد چراغ صاحب سلامت باشد

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ۔ اما بعد بفضل او سبحانہٗ انتفاء ندامت مطلقہ خواہد بود مطلع فرمایند کہ جناب مولوی صاحب کتاب را بمطالعہ بالاستیعاب مشرف فرمودہ اند یا نہ و بخدمت اوشان

و جناب صاحبزادہ صاحب تسلیم رساند۔ برخورداران را دُعا و سلام۔ دریں وقت لفافہ ٹکٹ والہ موجود نبود

مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۲۰۴ مجبی و مخلصی صمیمی محمدؐ چراغ صاحب سلمہ ربہ

تسلیم و دُعا۔ در رمضان شریف زائد از عدد معلوم۔ اگر بجمعیت قلب ممکن باشد بہتر و الّا ہماں عدد اقل .....ا دہ ہزار دارند۔ چہ اصل جمعیت است رابطہ خود بخود در چنگ آں محب خواہد آمد حقیقت رابطہ باآں محب معیت اغلب اوقات مے دارد۔ مگر شعور معیت نے وصورت رابطہ چونکہ روی باطلاق است۔ لہٰذا تشبث بذیلش متعسر باک نے۔ چہ آثار دلوازم و عوارض سر رشتہ مستحکم است۔ المرءُ مع من احب مبنی بر ہمیں است زائد ازیں معیت عینیت است آں ہم بعد استغراق در بے رنگی حاصل خواہد شد اعجب العجائب آنکہ در آں وقت حاصل لاحاصل بنظر مے آید۔

آں شد کہ بار منت ملاح بردمے

نقد وقت میگر دد مردانہ در حفظِ اوقات باید بود دُر دانہ روزی بکف خواہد آمد۔ اللہ تعالےٰ آں محب را جذب غیبی عطا فرماید۔ ہمہ محباں را سلام۔

مہر علی شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۲۰۵ مجبی و مخلصی محمد چراغ سلامت باشد

بعد از سلام مسنون و دُعا آنکہ بباعث علالت طبع دریں ایام در تحریر جواب توقف روئے نمود۔ اللہ تعالیٰ اضطراب شما را دفع نماید۔ در حالت از عدم حصول مراد متاسف بودن۔ خونِ جگر خوردن۔ فی المعنیٰ شکایت است برقسام حقیقی الّا در صورت یکمراد کہ قبلہ اہلِ دل است چہ قلق و اضطراب بریں تقدیر اشہی و احلیٰ است معلوم میشود کہ از عدم نیل بہ منصب قضا یک گونہ ملالتی روئے دادہ۔ الخیر فیما وقع را ملحوظ دارند۔ بہ بیند کہ فردا چہ بظہور مے آید۔ استعمال اشغال کہ مے فرمایند بسیار مبارک است! اللہ تعالےٰ منفعت مامولہ بظہور آرد۔ ہرگز ہرگز از شغل ایں گنج عظیم یعنی شغل معلوم تہی دست نہ خواہند گردید۔ آرے ایں قدر است در ظہور تاجیل یا بہ تعجیل اسباب خفیہ و مصالح خبیہ ہستند بہرحال از اشغال دست نہ دارند نیستی و تہیدستی اولا ہر قدر کہ روئے دہد ہماں قدر مشعر است از تملیہ کہ الخلاء محال کارگاہ استے اندر نیستی است بہ تعین اوقات و مکان حضور سرگرم مانند۔ زیادہ سلام و دُعا۔

الراقم داعی مہر علی شاہ بقلم خود ۲۱ رجب

مکتوب نمبر ۲۰۶ برخوردار محمدؐ چراغ سلمہ ربہ

تسلیم و دُعا۔ بخیریت بروز یکشنبہ علی الصبح تقریب خانہ رسیدم اگر جناب صاحبزادہ صاحب برائے

مطالعہ چند روز کتاب سراج السالکین عنایت فرمایند بزودی ببیل ڈاک یا ہمدست کسی معتبر روانہ فرمایند بعد ایام قلیلہ واپس نمودہ خواہد شد۔ بخدمت جناب صاحبزادہ صاحب و مولوی صاحب و ہمہ محبان تسلیم۔

مہر علی شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۲۰۷ عزیزی محمد چراغ دائماً محفوظ و مامون و محسود باشند

بعد دُعا و سلام آنکہ انشاء اللہ تعالےٰ بشب بِستم یہاں سے سوار ہو کر لالہ موسیٰ تخمیناً دو بجے پہنچیں گے۔ وہاں پر موجود رہنا۔ جمعہ کا دن گزار کر شنبہ کی رات ہوگی۔ جناب مولوی صاحب کی خدمت میں تسلیم۔ جناب صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں تسلیم۔ برخورداران کو دُعا و سلام۔

(الراقم مہر شاہ بقلم خود از گولڑہ)

مکتوب نمبر ۲۰۸ مخلصی مولوی محمدؐ چراغ صاحب حفظکم اللہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ پہلے دن خط میں تحریر کیا گیا تھا کہ برخوردار غلام دستگیر کو لالہ مُوسےٰ بغرض مُلاقات لایا جائے۔ مگر اب لالہ موسیٰ میں بُلانا مناسب نہیں معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ہم لالہ مُوسےٰ تین بجے شب کو پہنچیں گے! اور وہ وقت سردی کا ہوتا ہے اور برخوردار ناساز ہے۔ لہٰذا جب ہم سیال شریف سے واپس ہو کر وزیر آباد آئیں۔ اس موقعہ پر برخوردار وزیر آباد لایا جائے۔ پندرھویں صفر روز شنبہ گزار کر شام کے آٹھ بجے ہم روانہ سیال شریف ہوں گے اور شب یکشنبہ کو تین بجے کے قریب لالہ موسیٰ سے گزریں گے۔ والسلام۔

مکتوب نمبر ۲۰۹ مجتبی و عزیزی محمدؐ چراغ صاحب سلامت باشد

بعد دُعا و سلام آنکہ۔ غزل آپ کی شعراء متقدمین اہلِ لسان کے اشعار سے کم نہیں مولوی محمد یوسف یہاں پر نہیں تھے۔ میں نے خود ہی حاضرین کو سُنائی۔ لَا تَجَسَّسُوْا کیا وَاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ سے بھی کچھ ڈر نہیں کہ رخصت عُمدہ ہے۔ ع

اے وقت تو خوش باد کہ وقت ما خوش کردی

بیماری سے اب بفضلہٖ سبحانہٗ افاقہ ہے۔ جناب مولوی صاحب سے سفوف اسنان تیار کرا کر ارسال فرماویں۔ جناب صاحبزادہ محمُود صاحب تونسوی کی تحریر مرسلہ کے ملاحظہ سے معلوم ہوا کہ جناب کو فرقت نے بہت ستایا ہے۔ یہ ان کی شرافت اور رقت قلبی و لطافت مادہ سے مشعر ہے۔ اللہ تعالیٰ حوادثِ زمان سے محفوظ رکھے۔ جناب صاحبزادہ صاحب و جناب مولوی صاحب و برخورداران کو تسلیم و دُعا۔

الراقم مہر شاہ بقلم خود از گولڑہ

---

۸ ذیقعدہ بروز یکشنبہ مخلصی و عزیزی محمدؐ چراغ سلامت باشد مکتوب نمبر ۲۱۰

بعد سلام و دُعا آنکہ میں بخیریت مکان پر پہنچ گیا ہوں۔ شب یکشنبہ کو لالہ مُوسےٰ سے گُذر ہوا۔ جناب سجادہ نشین صاحب سیالوی عم فیضہم کا ارادہ ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ جناب مولوی صاحب کی خدمت میں تسلیم۔ برخورداران کو دُعا۔ مخلصی فضل دین کو سلام۔ کیفیت معالجہ سے بحسب کم و کیف فائدہ مطلع کریں۔ جناب صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں تسلیم و نیاز۔

الراقم داعی مہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۱۱ بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجتبی و مخلصی محمد چراغ سلمہ ربہٗ

تسلیم و دُعا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ اما بعد

رفتنت بر گفتنم پس گفت از رفقا خویش — شرحِ آں مسئول سوئے دوستاں خواہم نوشت

یعنی شرح کیفیت ثمرہ مجاہدہ نویسان باشند

خویش را بیروں فگندن از حریم وصل دوست — شرط کل اشغال سوئے ہمرہاں خواہم نوشت

تا کہ ہجر و وصل را ذکرے نماند درمیاں — دید بحرِ وحدتش را بالعیاں خواہم نوشت

بخدمت جناب صاحبزادہ صاحب و مولوی صاحب و مخلصی غلام محی الدین صاحب و ہمہ احباب تسلیم و نیاز۔

الراقم مہر علی شاہ

مکتوب نمبر ۲۱۲ مجتبی و مخلصی عزیزی محمد چراغ صاحب سلامت باشند

بعد از سلام و دُعا اینکہ خُدا بخش کی ہمشیرہ بذریعہ دُعا نامہ حاضر خدمت ہوگی۔ مہربانی فرما کر خدا بخش کو شادی پر مستعد فرماویں۔ اور اس کے ہمراہ روانہ کر دیویں۔ خُدا بخش کی فکر نہ کریں پھر بھی آزاد ہی رہے گا۔ والدین اس کے بغیر اس کام کے سخت بے چین ہیں۔ آج مقدمہ والا بھی بذریعہ نوازش نامہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ رحم فرماوے۔

مہر شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۱۳ مجتبی و مخلصی محمد چراغ صاحب سلامت باشد

بعد سلام اینکہ خبر انتقال مخلص صمیم متفق الظاہر والباطن غلام احمد مرحوم بذریعہ تحریر برادرِ او عبدالعزیز در ایام ماضیہ رسیدہ بود۔ اوشاں را بدیں خیال کہ بذریعہ راقم خبر وحشت اثر نہ شنوند۔ نہ نوشتہ ام عبدالعزیز برادر او ہمانجا باخلاص مرداں از ہر جہت خرم است۔ سوائے ایں حادثہ جانکاہ کہ از دے مغموم است اللہ تعالےٰ اورا مغفرت و رحم فرماید۔ احیاناً بتقریب سفرے بغیر از دیدن مزارش

می شود شخصے در ایام سابقہ بود کہ در سیال شریف از چکوڑی رفتہ بوقت شب شکایت آں محب نمودہ کہ غریب نواز فلاں مقابلہ با مولوی صاحب پیدا نمودہ است و از حد لاچار شدہ مرا اینجا فرستادہ اند و یک عریضہ بجانب تونسہ شریف نوشتہ اند۔ و نیز گفت کہ متوسلان شاہ صاحب جلالپوری گاہے کسے کلمہ نگفتہ اند۔ و مخلصان فلاں ایں چنیں کلمات کہ فلاں را فیض از غوث پاک قدس سرہٗ است نہ از سیال شریف مے گویند۔ ایں شخص تعلق بگمان راقم عبداللہ سبز پوش خواہد بود مقصود ازیں اخبار اینکہ بہمراہ جناب صاحبزادہ صاحب طریق ادب و تعظیم را نہ گزارند کہ سعادت دارین دریں است و کلمات مسطورہ بالا را در حق ایں بے ہیچ ہم نہ گفتہ باشند۔ عبداللہ سبز پوش را کسے خبر دادہ باشد اگرچہ جناب سجادہ نشین صاحب سیالوی ادام اللہ برکاتہ بایں چنیں سخناں حاسدانہ در حق ایں نیازمند التفات نمے دارند لیکن تاہم مارا بر وضعے و نہجے باید بود۔ کہ ہتک کسے از مشائخ عظام در آں نہ باشد۔ ہمہ محباں را سلام۔

۱۹ر رمضان العبد داعی مہر علیشاہ نیازمند درویشاں

مکتوب نمبر ۲۱۴ معظمی و مکرمی جناب صاحبزادہ صاحب حفظکم اللہ

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ کا شکریہ۔ الحمد للہ و المنۃ کہ متعلقین کو شافی مطلق نے شفا بخشی۔ ان ایام میں متواتر خبر دیتے رہا کریں کہ از حد فکر رہتا ہے۔ محمد چراغ صاحب کو جہاں پر رہے ہیں۔ جواب لکھا گیا ہے۔ مگر آج ان کی تحریر سے معلوم ہوا کہ ان کو جواب نہیں پہنچا۔ لہٰذا آپ اُن کو جہاں ہوں میری جانب سے پہنچا دیویں کہ میں دُعاگوئی سے غافل نہیں ہوں اور جناب مولوی صاحب کی صحتیابی کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہاں مکان پر بالکل خیریت ہے۔ شہر میں گاہے گاہے ایک دو آدمی نقصان ہو جاتے ہیں۔ کچھ بدبو موجود نہیں۔ زیادہ دُعا و سلام۔

مکتوب نمبر ۲۱۵ معظمی و مکرمی مجمع الفضائل و الفواضل جناب صاحبزادہ محمد امین صاحب لبسط ظلہم

بعد تسلیم آنکہ۔ میاں عبداللہ درویش کہ دریں ایام جناب سجادہ نشین صاحب سیالوی او را باپائے رکابی خود بجانب تونسہ شریف بُردہ اند۔ از مٹھ ٹوانہ مکتوبے فرستادہ بود ہماں مکتوب بخدمت فرستادہ مے شود۔ زیادہ استدعاء فاتحہ خیر۔ بعد تحریر ہذا خط مرسلہ میاں عبداللہ از محبوب عالم طلبیدہ شد۔ گفت کہ بالفعل دستیاب نمے شود۔ مضمونش آنکہ۔ شما محمد چراغ را بنویسید کہ مبالغ لنگر قبل از عرس برساند۔ زیرا کہ حضرت صاحب فرمودہ اند کہ بر تقدیر عدم ارسال ما روپیہ لنگر از فلاں یعنی پیر صاحب خواہیم گرفت۔ بعد دستیابی مکتوب نیز فرستادہ خواہد شد۔ زیادہ نیاز۔

الراقم مہر علیشاہ بقلم خود ۲۹ر محرم

مکتوب ۲۱۶ معظمی و مکرمی جناب صاحبزادہ محمد امین صاحب جیو بر سر مستفیدان ظل افاضہ گستردہ باشد از ملتجی اِلیٰ طالب دُعا محب الفقراء مہر علی شاہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ مطالعہ فرمایند۔ اما بعد حامل عریضہ ہذا جناب مولوی امام الدین صاحب بمعہ سرفراز نامہ مشرف نمودہ انداز ما فیہ اطلاع بخشید اگرچہ لحاظ مایۂ علمی و عملی بریں نمے گذاشت کہ بدرج نمودن نام گمنام در سلک اسامی سامیہ گستاخی ورزد اما للارشاد السامی و نظر بر رنج کشیدن مولوی صاحب داشتہ ایفاء ماموں او شان نمودہ شد زیادہ طلب دُعا بخدمت جناب مولوی صاحب و ہمہ محباں تسلیم۔ الٰہی دیدۂ چراغ مارا از کحل ما زاغ خطی وافر نصیب گرداند۔ آمین و نیز الحال مولوی صاحب را بہ روپیہ کہ ہمیں دم رسیدہ بود وجہ معذرت طلبی از التجاء بدر اہل دول مرخص نمودہ شد۔

الراقم محب الفقراء مہر علی شاہ

مکتوب نمبر ۲۱۷ مکرمی و معظمی سیدی و سندی جناب صاحبزادہ محمد امین صاحب مد اللہ ظلہ،

از طالبِ دُعا مہر علیشاہ۔ تسلیم با تعظیم مطالعہ فرمایند اما بعد مکتوب بہجت اسلوب کہ در تفقد حال ایں بے ہیچ اصدار شدہ بود رسید الحمد للہ کہ عزیزان متوجہ حال ایں شکستہ بال انداز ضمن توجہ اوشاں بود کہ بے تکلف حضور کچہری دعوے ہنود خارج گردید۔ آیندہ نیز اُمیدوار توجہ سامی ظاہراً و باطناً ہستم۔ جواب سوال سلب نعمت حسب ارشاد حضرت صاحب و آنجناب از بادی النظر بر کاغذ دیگر نوشتہ شد۔ بخدمت منیفہ فرستادہ مے شود۔ از مکرر نوشتن چونکہ معذورم مجتی و محبوبی محمد چراغ تفقدی خواہند فرمود کہ نقل جواب نمودہ بخدمت سامیہ خواہند داشت۔ و ہماں خط منقول عنہ کہ بنام حضرت صاحب سیالی نوشتہ شدہ است بذریعہ ڈاک بسیال شریف بزودی روانہ خواہند فرمود۔ بخدمت جناب مولوی صاحب و محمد چراغ و فیض رسُول و ہمہ متعلقان حضور تسلیم و تکریم۔

مہر علی شاہ

مکتوب نمبر ۲۱۸ حضرتی و مکرمی

تسلیم۔ مجھے چونکہ جناب حضرت صاحب کا نوازشنامہ مشتملبر طلب ضروری پہنچا ہوا ہے۔ لہٰذا میں جانے کا ارادہ ملتوی نہیں کر سکتا۔ عزیزی محمد چراغ صاحب کو بھی برخلاف تحریر سابق (جس میں لالہ موسیٰ کی حاضری کا مضمون تھا) سفر ہذا کے التواء کی اجازت دیتا ہوں۔ یہاں پر مکان میں بفضلہٖ بالکل خیریت ہے۔ شہر میں طاعون بیس۲۰ پچیس۲۵ روز سے قدرے نمودار ہے۔ عزیزی محمد چراغ صاحب و جناب مولوی صاحب و مخلصی فیض رسُول وغیرہ احباب کو تسلیم۔

مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۲۱۹ مخلصی فی اللہ و مکرمی جناب مولوی صاحب حفظکم اللہ تعالیٰ مع المتعلقین

بعد سلام و دُعا آنکہ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہ جانبین میں خیریت ہے۔ عزیزی غلام سرور کو واضح

ہوکر (الاستقامتہ خیر من الکرامتہ) قضیۂ مسلمہ ہے پابندی اوقات و ترک مالایعنی اخلاص و مراقبہ اللّٰہُ حَاضِرِی اللّٰہُ نَاظِرِی اللّٰہُ مَعِی فی کل حین) پر قائم رہیں۔ عزیزی غلام دستگیر کو دُعا و سلام اسوقت میرے سچے مخلص مولوی محمد چراغ صاحب کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ جس سے میں متاثر ہو رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو موجبات رضاء ولقاء عطا فرماوے۔ اندرون دولت خانجات دعوات۔ وفقکم اللہ تعالیٰ لما یحب و یرضی والحمد للہ اولاً و اٰخراً والصلوٰۃ والسلام منہ باطناً علیہ ظاہراً۔ العبد الملتجی والمشتکے الی اللہ المدعو بمہر علیشاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۲۰ عزیزانم حفظکم اللہ تعالےٰ

بعد سلام آنکہ دُعا ہے کہ ستر العرش مسبول علینا وعین اللہ ناظرۃ الینا بحول اللہ و قوتہ لا یقدر احد علینا سبحان اللہ المقدر لما یشاء بقدرتہ فعال لما یرید بعزتہ۔ والسلام والدعا سب کو ما وجب۔ بقلم خود از گولڑہ

عزیزی غلام سرور و غلام دستگیر حفظکم اللہ تعالےٰ

خط ملا۔ حاکم حقیقی رحم فرمائے۔ نعم المولےٰ ونعم النصیر۔ سب کو ما وجب۔

داعی از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۲۲۱ عزیزی غلام سرور حفظکم اللہ تعالےٰ

بعد سلام آنکہ۔ کارڈ کاشف مافیہا ہوا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزی غلام دستگیر کو صحت عطا فرمائے اور سب کو مکروہات زمانہ سے محفوظ رکھے۔ بخدمت باباجی صاحب سلام۔ سب کو ما وجب۔

دُعا گو از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۲۲۲ برخورداران غلام دستگیر و غلام سرور حفظکم اللہ تعالےٰ

بعد سلام آنکہ وہاں ہی رہو۔ حافظ حقیقی اچھا کرے گا۔ گھبراؤ مت۔ حسبنا اللہ و نعم الوکیل۔ سب کو ما وجب۔ والسلام دُعا گوئی از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۲۲۳ عزیزانم غلام سرور و غلام دستگیر در حفظ و امان الٰہی باشند

بعد سلام اینکہ بخور صرف عطریات نہیں بلکہ وہ اشیاء جو جلائے جاتے ہیں۔ مثلاً لُبان وغیرہ۔ ان کا دُخان یعنی (دود) شرائط میں سے ہے۔ برخوردار غلام دستگیر کی صحت کے لئے دُعا۔ باباجیو صاحب

کی خدمت میں سلام و دُعا و استدعا۔ مہر علیشاہ بقلم خود از گولڑہ

۲۴ / شوال

مکتوب نمبر ۲۲۴ برخوردار غلام دستگیر دائماً در حفظ و امان الٰہی بودہ باشند

بعد دُعا و سلام آنکہ میں نے ایک لفافہ بدستخط خاص بھیجا ہے۔ غالباً پہنچا ہوگا۔ جس میں مفصل طور پر میرانہ اُترنا موجب ہے۔ میں دُعا کرتا ہوں اللہ تعالےٰ مصائب دارین سے محفوظ رکھے۔ محبی و مخلصی محمد چراغ صاحب بعد از مطالعہ سلام و دُعا از رسید خط اطلاع بخشند۔ والسلام

مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۲۲۵ برخوردار غلام دستگیر و غلام سرور احیا کما اللہ حیوٰۃً طیبۃً

بعد دُعا و سلام آنکہ۔ بہر کیف میں تمہارے لئے کیا بلکہ کل خاندان کے لئے دُعا کرتا ہوں۔ وفقکم اللہ تعالےٰ " لما یحب و یرضیٰ " جناب والد صاحب کو سمجھائیں کہ جسمانی ملاقات سے محظوظ فرما دیں زیادہ دُعا و سلام۔ الراقم داعی مہر شاہ از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۲۲۶ برخوردار غلام سرور سلامت

بعد از سلام و دُعا اینکہ۔ اللہ تعالےٰ برخورداران کو مع والدین موجبات رضاء ولقاء و حفظ از مصائب دارین عطا فرماوے۔ دعا گو بتاریخ ۲۰ ر ماہ حال یعنی صفر بروز شنبہ بوقت صبح لالہ موسیٰ سے انشاء اللہ تعالےٰ گزرے گا۔ اپنے والد صاحب کو اطلاع دیویں۔ اپنے بھائی اور والد اور باباجی صاحب کو میرا سلام پہنچانا۔ سلام و دُعا۔ اس وقت لفافہ ٹکٹ دار موجود نہ تھا اور نسیان کے خوف سے توقف نہیں کیا گیا۔

الراقم داعی مہر شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۲۷ عزیزی غلام سرور حفظک اللہ

دُعا و سلام۔ تعویذ داخل لفافہ ہذا بھیجا جاتا ہے دائیں بازو پر باندھیں۔ سب کو ما وجب۔

الراقم داعی مہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۲۸ عزیز القدر برخوردار غلام دستگیر و غلام سرور حفظکم اللہ تعالےٰ

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ میرے سچے مخلص مرحوم محمد چراغ غفر اللہ لہٗ کی اولاد میں ہر طرح سے خیر و برکت عطا فرماوے اور موجبات رضاء ولقاء نصیب کرے معمولات مجازہ پر مستقیم رہیں۔ بخدمت بابا صاحب کان اللہ لہٗ سلام و دُعا پہنچاویں۔ والسلام۔

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۲۹ عزیزی غلام دستگیر حفظک اللہ تعالےٰ وشفاک

بعدُ دعا وسلام آنکہ۔ حاملہ دُعا نامہ سے مضطربانہ حالت آں عزیز سن کر اضطراب ہوا۔ یاغیاثنا عند کل کربة یامعاذنا عند کل شدة یامجیبنا عند کل دعوة یامونسنا عند کل وحشة ویارجائنا حین تنقطع حیلتنا صل وسلم وبارك دائمًا علی سیدنا محمدن المصطفیٰ وآله وصحبه والحمدلله اوّلا وآخرا۔ سب کو ماوجب۔

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علیشاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۳۰ برخوردار غلام سرور حفظک اللہ

دُعا وسلام۔ میں تمہارے اور تمہاریوں کے لئے دل سے دُعا گو ہوں۔ بھائی صاحب ذرا جلد گھبرا جاتے ہیں۔ بعد سلام و دُعا ان کو پہنچا دینا کہ بغیر اطلاع میرے غلام محمدؐ نے لکھا جو کچھ کہ لکھا۔ مطلع ہونے پر اس کو سمجھا دیا گیا ہے۔ اس وقت مجھے نہیں معلوم کہ اس نے تعمیل کر دی ہے۔ اگر نہیں تو عنقریب کرنے والا ہے۔ حافظ راجہ کی خبر بھی کوئی نہیں پہنچی۔ اس سے مطلع کریں۔ سب کو ماوجب۔

داعی ومستدعی مہرشاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۳۱ برخوردار غلام دستگیر حفظکم اللہ

بعد دُعا وسلام آنکہ اشعار مرقومہ تمہارے ملے۔ اللہ تعالےٰ برخورداران کو درازیٔ عُمر و ترقی مدارج عطا فرماوے۔ جناب بھائی صاحب وجناب مولوی صاحب کو سلام۔ برخوردار غلام سرور کو دُعا وسلام۔

الراقم داعی بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۳۲ محبّی ومخلصی محمدؐ چراغ صاحب سلامت

بعد سلام آنکہ۔ مایوسی را اصلا راہ نہ دہند شاغل مانند۔ عدم مایوسی والحاح وتشبث بجناب باری ہم از اوکد شرائط است۔ محبی شنیدہ نہ گفتہ ام دیدہ معروض نمودہ ام واز جناب او اطمینان دارم۔ ہاں از تفنن طبع وزود ملالی برخوردار قدرے اندیشہ روئے نماید شغل شغل شغل۔ (مہر علیشاہ)

مکتوب نمبر ۲۳۳ محبّی ومخلصی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

دو خط جواباً لکھ چکا ہوں۔ عنقریب گذرتے وقت ملاقات ہونے پر زبانی بھی عرض کیا جائیگا سب کو دُعا وسلام۔

داعی از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۳۴ مخلصی فی اللہ جناب مولوی محمد عالم صاحب حفظکم اللہ تعالیٰ

بعد سلام آنکہ مرحوم ومغفور محمدؐ چراغ صاحب کے انتقال کا سخت صدمہ جانبین کو پہنچا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط بغیر صبر کوئی چارہ نہیں۔ اللہ تعالےٰ اُس مغفور کو بطفیل مقبولانش اپنے جوارِ عطوفت میں جگہ دیوے اور آمدن بالخیر کرے۔ برخوردار غلام محی الدین کی سخت بیماری کی وجہ سے میرا جانا سیال شریف کا بھی ملتوی ہو گیا ہے۔ عزیز غلام سرور وغلام دستگیر اور سب اہل خانہ پسماندگان کو دعوات۔

دُعا گو مہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۳۵ مکرمی ومعظمی جناب مولوی صاحب حفظکم اللہ

بعد سلام مسنون الاسلام آنکہ۔ برخوردار غلام سرور کے متعلق اتنا لکھنا ضروری ہے کہ ہر دو برخورداران کو پڑھاویں۔ تضییع اوقات نہ کریں۔ بالفعل برخوردار غلام سرور کا یہاں پر قطبی میں شریک ہونا مفید نہیں کہ بباعث عدم انضباط وحفظ مسائل صرف ونحو ورسائل منطق قطبی پڑھنے کی لیاقت نہیں رکھتا۔ مجھ کو بغیر سبق قطبی کے وقت نہیں ملتا۔ کہ میں اس کو چھوٹی کتابیں پڑھاؤں۔ آپ ان دونوں کو صرف ونحو رسائل منطق کی باقاعدہ تعلیم دیویں یا دلا دیں۔ سب کو دُعا۔

داعی از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۲۳۶ مہربانِ من جناب فخر الدین صاحب سلامت باشد

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ مہربانِ من سورۂ اخلاص نہ صرف دفع ہم وغم کے لئے ہے بلکہ جو کچھ آپ نے لکھا ہے سب کی دَوا ہے۔ دفع ہَم وغم، مغفرتِ گناہاں، رضائے الٰہی، عشقِ الٰہی، اخلاص توکل وغیر وغیرہ جن کو مفصل لکھنا محال ہے۔ یہ وہ نعمتِ عظمیٰ ہے جس سے اعراض کر کر کشف واستخارہ کی طرف متوجہ ہونا عاشق کے لئے موت کا سامنا ہے۔ ع

معذور دارمت کہ تو او را ندیدۂ

ستر دفعہ استغفار کی بھی اجازت ہے۔ دوا وہی آپ استعمال فرماویں جس سے آپ کو پہلے کچھ فائدہ معلوم ہوا ہے۔ کسی مخلص نے ہمارے سامنے سنگرف کی تعریف کی تھی۔ لہٰذا میں نے آپ کو لکھا تھا مگر مجرب غیر مجرب سے اولیٰ ہے۔ سورۂ اخلاص اگر ہزار دفعہ نوافل رات میں تو اپنی قسمت ورنہ سو ہی سہی۔ اس کا نتیجہ وہ مقام ہے جس کے پہنچنے کے لئے قُلْ بَلْ مِلَّةَ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا ط فرمایا گیا ہے۔ اس کا ثمرہ وہ سیری اور غنا ہے جس سے مازاغ البصر وماطغیٰ پتہ دے رہا ہے۔ کہاں وہ استخارہ واستکشاف اور کہاں یہ دولتِ شہود۔ بیت

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیثِ خواب گویم — چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

حق حق کجا رفتم و چہ می نویسم برادر خیر الکلام مَاقَلَّ وَدَلَّ مطلبِ خود را ازیں چند سطور دریاب ورنہ تو معذوری کہ مہجوری و ما راست گوئیم کہ بر دیدۂ خود پوئیم ۔ از خود نہ گوئیم کہ ہمہ اوئیم ۔ من بعد معذور دارند کہ بدیں ماموریم ۔ والسلام

الراقم نیاز مند اہل اللہ المدعو بمہر شاہ عفی عنہ

بنام ملک غلام حسین مخلص برخوردار غلام حسین حفظک اللہ تعالیٰ مکتوب نمبر ۲۳۷

بعد سلام و دُعا آنکہ ۔ محبت نامہ کاشفِ مافیہا ہوا ۔ الحمد للہ کہ جانبین میں خیریت ہے ۔ مکرمی پیر ولایت شاہ صاحب ساکن نوشہرہ کے علاقہ سون سے وجہِ التوا رو ترک ارادہ سفر سون وغیرہ آپ معلوم کر سکتے ہیں ۔ قصہ طویل ہے ۔

دُعا گو مہر علی شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۲۳۸ ۷۸۶ الہ آباد مورخہ ۲۸ اپریل

بندہ نے کی صدا تو بس خاموش ہو گئے اہلِ کرم کہاں ہیں جو سائل کو ڈھونڈتے ہیں

قبلہ السلام علیکم ۔ بس غریب نواز ۔ سائل کی صدا کا جواب تک نہ ملا ۔ خدا خیر کرے ۔ نرگسِ بیمار لیل و نہار بانتظار تحریر حضور اشکبار ہے ۔ دلِ غمناک بے قرار ہے واللہ اعلم ۔ کیا اسرار ہے بندہ کے عریضہ میں کوئی فرق آ گیا ہو تو غلام معافی کا خواستگار ہے ۔ زیادہ حد آداب ۔ سگِ دربار غلامِ غلامان غلام حسین جو مدت سے جلوۂ تحریر کا منتظر ہے ۔

از طرف ملک غلام حسین

دل میں مقامِ اُلفت ہم دل کو ڈھونڈتے ہیں

جواباً

از طرف حضرت صاحب

دل ہاتھ میں لئے ہُوئے ہم[1] دل کو ڈھونڈتے ہیں

بجواب مضمون

پانی کھوئی اُتوں پی ماہیا میری ہکا ہیٔ دُعا شالا چڑان تائیں (باکامیابی) جی ماہیا

ترقی کی انتظار کرو ۔ والسلام از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۲۳۹ حفظک اللہ تعالیٰ دُعا و سلام

سابقہ مضمون مرسلہ ہمارا شاید آپ کو بھُول گیا ۔ کہ (اہل غرورِ حُسن سے یکدلی ناممکن ہے) خود

---

[1] ہمدل یعنے دو بدن اور ایک دل اتحاد و اتفاق کی وجہ سے گویا ایک ہی دل ہے ۔ یعنی موافق دل ۱۲ ۔

آپ نے لکھا تھا کہ اب قافیہ ہے تنگ ؎

پھر نرگسِ بیمار کے گھائل کو ڈھونڈتے ہیں

پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ اہلِ کرم جہاں میں موجود ہیں مگر وہ یکدل کو ڈھونڈتے ہیں ۔ آخری خط میں آپ نے اپنی آنکھ کو نرگسِ بیمار لکھا ہے ۔ جو حسب عرف عام محبوبوں کی آنکھ کے بغیر کسی آنکھ پر نہیں بولا جاتا ۔ اَب فرمایئے صدا کرنا کس کا حق ہے اور کرم کرنا کس کا منصب ۔ پھنسے پر سخت پھنسے ؎

مرا خواندی و خود بدام آمدی نظر پختہ ترکن کہ خام آمدی

دوسرا صفحہ ملاحظہ ہو ۔

(ح) حیران ہوئی پریشان بہوں اس نرگسِ بیمار نوں ویکھ کے جی
بن پیتے شراب خراب پھرن اس مست سرشار نوں ویکھ کے جی
بن قید زنجیر ہن پھس گئے اس زلف دی تار نوں ویکھ کے جی
شالا نرگس مست نوں مہر پوے کرے مہر بیمار نوں ویکھ کے جی

سب کو ما وجب ۔ الراقم دُعا گوئے نرگسِ بیمار از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۲۴۰ حفظک اللہ تعالیٰ دُعا و سلام

کسیکا ۔ دل ہے مقام الفت ہم دل کو ڈھونڈتے ہیں
راقم ۔ دل ہاتھ میں لئے ہُوئے ہمدل کو ڈھونڈتے ہیں

(بجواب)

اہل غرور حُسن — جس جا ہوئے تھے ایک اس منزل کو ڈھونڈتے ہیں
اس سے ملائے کوئی ایسے کامل کو ڈھونڈتے ہیں
راقم — کامل نہ ہوں جہاں میں تو یک دم نظام بگڑے
اہلِ جہاں سے وہ بھی تو یکدل کو ڈھونڈتے ہیں
یکدل نہ ہوں گے ہرگز اہلِ غرور حُسن
بے جُرم قتل کے لئے بیدل کو ڈھونڈتے ہیں
باہم ازل سے حُسن و محبّت کا ہے پیار
ہر ایک دُوسرے ہی کی محل کو ڈھونڈتے ہیں

دُعا گو بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۴۱ عزیزی غلام حسین حفظک اللہ تعالےٰ

بعد سلام آنکہ۔ آج تک جواب سے جواب ہے۔ الٰہی مانعش بجز تنگی قافیہ اور نہ ہو۔

کیوں آج تک ہم کو جواب سے رہا جواب — اہلِ کرم طبعاً تو سائل کو ڈھونڈتے ہیں

والسلام از گولڑہ ۲۴ جمادی الاولیٰ

---

۲۲ اکتوبر ۱۹۲۴ء مخلصی فی اللہ مولوی فضل احمد صاحب مکتوب نمبر ۲۴۲

بعد سلام و دُعا آنکہ۔ بوجہ علالت طبع بجواب مکتوب توقف ہوا بکرما مسئلہ افضلیت میں حق بجانب آپ ہیں۔ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر مساجد کی افضلیت کا معتقد ہے وہ سراسر لسانِ شریعت و لسانِ حقیقت سے بے بہرہ ہے۔ فقہا و محدثین و سائر علماء اسلام کا معتقد بہ و مجمع علیہ یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم افضل المخلوقات ہیں۔ حتیٰ کہ مساجد و سائر امکنہ متبرکہ و عرش و کرسی سب سے اور بحسب لسان حقیقت اعیان و اسماء سب ظہورات ہیں حقیقت محمدیہ کا بناء علیہ افضلیت اس کی سائر صفات پر ٹھہری صفت بکون ہو یا غیر اس کا۔ لہٰذا واعظ صاحب کو بوجہ عدم رسائی مبنی علیہ دوسری جملہ افضلیت علی القرآن میں جاہل کہنا نامناسب نہیں۔ ھذا ما عندی والعلم عند اللہ والحمد للہ اولًا و اٰخرًا والصلوٰۃ والسلام منہ باطنا علیہ ظاھرًا و اٰلہ وصحبہٖ۔

(دستخط خاص حضرت قبلہ عالم)

---

۱۴ اگست ۱۹۲۵ء مخلصی فی اللہ الطاف حسین صاحب حفظک اللہ تعالےٰ مکتوب نمبر ۲۴۳

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ۔ محبت نامہ کاشفِ مافیہا ہوا۔

سوال (ا) : مُردہ کی رُوح وفات کے بعد کہاں جاتی ہے۔ آیا جوابدہی میں ماخوذ ہوجاتی ہے یا دُنیا میں اپنے جسم عنصری کے اُوپر پرواز کرتی رہتی ہے جیساکہ بعض اہل ہنود کا خیال ہے۔

جواب : مومنین کی رُوح افلاک سبعہ سے اُوپر مقام علیین میں اور کفار کی اسفل السافلین میں قیام پذیر ہوتی ہے۔ صرف جوابدہی کے لئے بدن عنصری کے ساتھ تعلق دیا جاتا ہے۔ جس کا اثر دگرگونہ حیات ہے نہ یہ حیات دنیوی جو منشا تغذی اور چلنے پھرنے کا۔ جواب دینے کے بعد یہ تعلق بھی نہیں رہتا۔

نوٹ : دُنیا میں رُوح حقیقی جو (قل الروح من امر ربی) سے مُراد ہے رُوح ہوائی کیساتھ راکب اور مرکب کا تعلق رکھتا ہے۔ بعد الموت رُوح ہوائی بعنوان دیگر بخا رلطیف مع جسم عنصری کے فنا ہوجاتے ہیں۔ اور رُوح حقیقی کو بجائے رُوح ہوائی کے ایک اور رُوح برزخی سواری کے لئے ملتا ہے جو عالمِ مثال میں سے ہے۔ دُنیا میں بھی اور بعد الممات عالمِ مثال میں بھی یہ مرکب جسے نَسَمہ سے تعبیر کرتے ہیں، روزن ہے۔ قبول فیضان کے لئے رُوح حقیقی سے جو عالم قدس میں ہے۔ تفصیل

اس اجمال کی ان اوراق میں گنجائش نہیں رکھتی۔

سوال (ب) بارہ سال سے کمسن بچے کے ساتھ بھی وہی سلوک ہوتا ہے جو بڑوں سے ہوتا ہے یا کچھ رعایت ملتی ہے۔

جواب : مومنوں کے نابالغ بچے جنت میں اور ایسا ہی کفار کے بھی بقول بعض قیام پذیر ہوتے ہیں۔

سوال (ج) کیا یہ درست ہے کہ جہاں آدمی مرتا ہے وہاں چالیس دن تک رُوح آتی ہے۔

جواب :۔ رُوح کا آنا تو نہیں البتہ ایک گونہ تعلق اور لگاؤ خاص طور پر رہتا ہے۔ اِسی جواب سے سوال چہارم کا جواب بھی سمجھ لیویں۔ الحمدللہ کہ جانبین میں خیریت ہے۔ والسلام

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

---

۲۳ محرم الحرام ۱۳۴۴ھ مکتوب نمبر ۲۴۴

مخلصی فی اللہ مولوی تاج الدین صاحب حفظکم اللہ تعالےٰ

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ۔ محبت نامہ کاشفِ مافیہا ہوا۔ مخلصا اِتنا تو علماء ظواہر میں سے ہر کوئی جانتا ہے کہ علم غیب بالذات علام الغیوب کا خاصہ ہے اور انبیاء و اولیاء علیہم السلام کو بالواسطہ ہوتا ہے۔ (لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا اللہ جملہ اولیٰ پر اور فلا یظھر علی غیبہٖ احداً الا من ارتضیٰ من رسول) قضیہ ثانیہ پر ناطق ہے۔ اس باب میں لسان حقیقت کا بیان جو بمدارج برتر ہے عقل و قیاس سے بغیر تعلم کتب مدوّنہ مالک مقام احدیۃ الجمع ناممکن ہے۔ جس کے حصول کے لئے کم ازکم ایک ہفتہ آپ کو سفر کرنا پڑے گا۔ والسلام۔ والحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام منہ باطناً علیہ ظاہرًا و آلہ وصحبہٖ اجمعین۔ دستخط قدس نسط حضرت قبلہ عالم صاحب بقلم خود

مکتوب ۲۴۵ مہربان من حکیم شمس الدین صاحب حفظک اللہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ کاشفِ مافیہا ہوا۔ آپ تحریر فرماتے ہیں کہ اس وقت آپ خُدا سے دُعا کریں کہ فیصلہ ترکوں کے حق میں ہو۔ پہلے عنایت ناموں میں دُعا کو بے معنی اور لاشے قرار دیا گیا تھا اور آخری عنایت نامہ میں دُعا سے آویزش موجب تعجب ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ جو کچھ آپ کو کرنا چاہیئے تھا اور نہایت آسان تھا۔ اس کا وقت گزر چکا ہے۔ الخ

ایسے فقرات کے متعلق گفت گو ملاقات پر رہنے دیجئے۔ آپ خواہ کچھ سمجھیں اور خواہ ہم اِس قابل نہیں مگر ہم بلحاظِ اخوت اسلامی و حق صحبت سالہا گزشتہ آپ کے بہی خواہی میں قاصر نہ ہونگے۔ اور ہمیں کب یہ دعوےٰ تھا کہ ہم ایسے ہیں اور ایسے! اور ہم نے کب آپ کو پنجاب میں بلانے کی تکلیف دی تھی۔ وہی لایا جس کے ہاتھ میں ملکوت کل شئ ہے۔ وہی صراط مستقیم پر چلنے کی

توفیق عطا فرمائے۔

گو میں ایک ایسا ہوں مگر سب بزرگانِ دین کے حق میں آپ کا ایسا زعم بالکل غلط ہے۔ آپ کے سچ کے بالمقابل سچ کہنا ضروری سمجھا جاتا ہے کہ آپ میں مادہ سوءظنی کا غالب ہے۔ ہماری نسبت آپ کے خیالات (خیر خواہی برطانیہ وغیرہ وغیرہ) بالکل غلط اور خلاف واقع ہیں۔ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ط ہر شخص کو اپنے قلبی عقائد اور ادراکات پر علم ہوتا ہے۔ پھر کیونکر نہ کہوں کہ مادہ سوءظنی اور کج فہمی غالب ہے۔ آپ کے ہدایت ناموں میں کتاب اللہ و کتاب الرسول سے اصلاً کام نہیں لیا گیا۔ آج کل کے لوگوں کی طرح صرف خیالی امور مبنی علیہا قرار دی گئی ہیں۔ آپ جیسے تحصیل یافتہ انسان سے ایسے معلومات کا ظہور مقامِ حیرت ہے۔ آپ ناراض تو ضرور ہوں گے مگر ہماری اس پیشنگوئی کو یاد رکھنا کہ آپ کے حق میں ہم ویسے ہیں اور ہوں گے جو پہلے تھے۔ ہم کو آپ سے مدح یا ذم یا لوگوں کے مطاعن سے بچنا جیسا کہ آپ لکھتے ہیں ملحوظ نہیں۔ اس علیم اور لطیف قبل کل لطیف نے محض اپنے فضل و کرم سے امور مذکورہ کو ملتفت الیہا نہیں چھوڑا۔ (واما بنعمة ربك فحدث) آپ کا ویسا ہی دُعا گو جیسا کہ تھا۔

از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۲۴۶ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مخلصی فی اللہ حکیم شمس الدین صاحب حفظک اللہ تعالےٰ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ اما بعد عنایت نامہ کاشفِ ما فیہا ہو کر موجب تعجب ہوا۔ آپ جیسا فہیم جو عرصہ دراز سے ہماری روش و عقائد سے پُورا واقف ہو پھر ہماری نسبت یہ خیال کرے۔

(الف) مدت مدیدہ سے ہمارا خیال دربارہ عدم جواز فوجی ملازمتیں مجسٹریٹیں خاص و عام پر روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے اور بفضلہ تعالےٰ بحسبِ ہدایات ہمارے بہت لوگوں نے ترک بھی کر دیں۔

(ب) ہمارا تفرد جمعیت آرار سے اصول شرعیہ پر مبنی ہے۔ وہ بھی بعض امور میں مطلقاً اور نہ اس بنا پر کہ معاذ اللہ ہمیں کفار کی طرفداری منظور ہے۔ چنانچہ آپ نے ہمارے قول سے (کافر کا طرفدار من جہۃ الکفر کافر ہوتا ہے) استنباط کیا ہے اور شکوک اربعہ میں سے اوّل ہی تحریر فرمایا (اوّل میرے خیال میں آپ گورنمنٹ کے طرفدار تو ہیں مگر من جہۃ الکفر نہیں الخ) حضرت صاحب! آپ کی بڑی مہربانی ہوگی جو آپ گورنمنٹ کے اُن احسانات کو تحریر فرمائیں گے جن کے باعث آپ طرفدار ہیں۔

جواباً گذارش ہے کہ آپ نے پہلے عنایت نامہ میں تحریر فرمایا تھا کہ آپ (راقم) کو لوگ گورنمنٹ کا طرفدار کہتے ہیں۔ ان کے تردید میں جُملہ ذیل میں نے لکھا تھا۔ کافر کا طرفدار من جہۃ الکفر کافر ہوتا ہے۔ جس سے مطلب یہ تھا کہ ایسے وقت میں جبکہ اسلام و کفر کا مقابلہ ہو، کافر کا طرفدار مسلمان نہیں ہو سکتا۔

بلکہ وہی ہوگا جس کو کفر مرغوب و محبُوب ہو اور من جہۃ الکفر اس کی طرفداری کرے اور بحمد اللہ و احسانہ میں مُسلمان ہوں گویا اثبات المدعی بابطال نقیضہ در رنگ قیاس استثنائی ٹھیرا۔

قید (من جہۃ الکفر) بوجہ اس کے کہ اس کو صحت قضیہ میں دخل ہے ضروری الذکر ٹھیری۔ اور قضیہ مذکورہ بالا میں بعد ملاحظہ مقابلہ اسلام و کفر اس احتمال کی گنجائش ہی نہیں جس کو آپ نے لے کر استفسار فرمایا ہے کہ حضرت صاحب الخ

تعجب اس پر ہے کہ باوجود مانعین ؎ ایک ملاحظہ مقابلہ دُوسرا ہمارا معاملہ و روش مذکور الصدر جس سے آپ بخوبی واقف ہیں۔ و عموم ؎ نقیض قید یعنے لا من جہۃ الکفر اسی احتمال کو لیا اور اس میں انحصار سمجھا اور استفسار فرمایا۔ الزام و دفع الزام میں جانبین کو ملاحظہ وقت و مقابلہ منظور ہے نہ اطلاق تاکہ منوطیت حکم بالقید المذکور نفیاً و اثباتاً مقصود ہو۔ کما فی العقائد (ہاں اس پہلو کو بھی ہم عند الملاقات بیان کریں گے) جس پر الزام عائد نہ ہوگا۔ میرے خیال میں باقی شکوک ثلاثہ کے متعلق لکھنے کی حاجت نہیں۔ اسی قدر لکھنا کافی سمجھا جاتا ہے۔ والتفصیل عند التلاقی۔ والسلام

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علیشاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۴۷ مجبی و مخلصی جناب حکیم شمسُ الدین صاحب حفظک اللہ تعالیٰ

دُعا و سلام۔ جوابی عنایت نامہ کا شکریہ۔ معافی سبقت رنجش کے مقتضی ہے واذلیس فلیس رہے ڈھکوسلے سو یاد رکھنا کہ بحول اللہ و قوتہ ہماری جانب سے بے غرض اور سچا تعلق ایک دن بطرز ع موئے کشانم آریم (بقول جناب) ایسے ڈھکوسلے (عقیدہ توحید و رسالت) کی طرف لا کر سچے خیر خواہوں کو مسرور و ممنون باری عز اسمہٗ کرے گا۔ حکیم صاحب آپ دانا ہیں سمجھ سکتے ہیں کہ میری وضع اس امر کے مصدق ہے کہ میں بفضلہ تعالےٰ احباب سے القاب و آداب کا خواہاں نہیں ہوں۔ اس سے بڑھ کر میری وسعت نظر پر کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ ہمارے ایمان کو ڈھکوسلا و احمقانہ وساوس قرار دینا ہمارے تکدر کا موجب اس لئے نہیں ہو سکتا کہ مِسطر اعیان ثابتہ بتوجہ روحی حضرات علیہم الرضوان ہمارے پیشِ نظر ہے۔ جو بالاتفاق احاطہ ارادہ و اختیار سے خارج کیا گیا ہے۔ آپ کا اس عنایت نامہ میں لکھنا کہ (آپ یہ خیال نہ کریں) عجیب بے بنیاد خیال ہے۔ کیا آپ اس امر کا ثبوت دے سکتے ہیں کہ در اثنائے تعارف فیمابین میری جانب سے اس تعلق کے لئے تقاضا یا اس پر اِترانا یا اظہار قطع محررہ جناب پر رنجش واقع ہوا ہے۔ ہرگز نہیں آپ یقین کر لیویں کہ آپ فلسفیانہ یا طِفلانہ یا قیاساً علیٰ ابنا الزمان من المتشیخین مزعومانہ خیالات پر آشنائی اور خیر خواہی کو ہرگز ترک نہ کیا جائے گا۔ اور بھی آزمالیویں۔ والباقی عند التلاقی۔ خدا کرے کہ جلد ملاقات ہو۔ والسلام۔

آپ کا خیر خواہ مہر علیشاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۲۴۸ مہربانِ من جناب چشتی صاحب حفظک اللہ

دُعا و سلام۔ میں اور آپ جو کچھ کر رہے ہیں۔ لڑکے کی بہتری کے واسطے کر رہے ہیں۔ مگر اثناء الطریق میں ایک نہایت خطرناک امر مشہود ہو رہا ہے۔

آپ چاہیں گے کہ یہ لڑکا فلاں بزرگ کا خلوص دل سے معتقد ہو۔ اور یہ گو نارسیدہ ناتمام غیرمہذب سب کچھ ہے مگر علمی بصارت و بصیرت اندھا دھند تقلید و اتباع کی اجازت اُسے ہرگز نہ دے گی۔ قاعدہ کی بات ہے کہ جب انسان ایک شخص کو اپنے آپ سے مایۂ علمی میں بمدارج کمتر پائے تو ہرگز اس کو خضرِ وقت نہیں مان سکتا۔ تاوقتیکہ اس میں کمال خضری و شمس تبریزی شعلہ زن نہ ہو۔ اس لڑکے میں اب بھی یہ عیب ہے جو آئندہ بوجہ ترقی بصارت و بصیرت ترقی پر ہوگا۔ کل اگر آپ کو اس کا تخالف فی الاعتقاد والرسوم ناگوار گزرے تو ابھی وقت ہے آپ اس کو وہاں پر رکھیئے اور موجودہ لیاقت کو نتیجہ دُعائے مشائخ اور مشہودہ بدتہذیبی و عیوب کو ہمارے پاس رہنے والوں کے بدصحبت کا اثر سمجھیں۔ عندالجانبین گو یہ نالائق علماً و عملاً قرار دیا ہوا ہے۔ مگر اتنی بصیرت سے معرا بھی نہیں کہ سچی اور بناوٹی اور واقعی و تصنعی درویشی کو سمجھ نہ سکے۔ اگر یہ عیب منظور ہے تو آپ اس کو بھیجیں ورنہ وہاں پر رکھیں۔ والباقی عندالتلاقی۔ راقم وہی دُعاگو بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۴۹ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمد للہ والسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰے

بخدمت فیضدرجت جناب صاحب کمالات صوری و معنوی کاشفِ اسرار خفی و جلی رہنمائے سالکین پیشوائے محققین جناب حضرت پیر صاحب ادام اللہ تعالےٰ فیوضاتہم

بعد از تبلیغ مراتب تسلیمات بغایات و آداب وافیات معروض ضمیر منیر باد احوال ایں حدود بفضل رب المعبود قرین حمد و عافیت است۔ صحت و تنومندی مزاج وہاج آنصاحب مدام مطلوب القلوب المرام من الارقام اینکہ دریں اوال مولویان ملتان اختلافی و نزاعی در دو مسئلہ پدید آوردند یکے از اں این است کہ بٹن نقرہ یا ذہب برائے رجل جائز است یا حرام۔ بعض اثبات جواز مے نمائند بعض اثبات منع می نمائند۔ مانعین احادیث عمومہ واردہ در حرمت ذہب و فضہ در حق رجال بمعرض استدلال پیش میکنند۔ مجوزین استدلال خود کتاب درالمختار پیش مے کنند۔ چنانچہ در کتاب الحظر والاباحۃ جلد خامس شامی در متن وے درالمختار اثبات جواز اں کردہ و نیز مے گویند کہ برائے مقلدانِ کتب مذہب باید فکر در احادیث شریفہ و در نکاتِ لطیفہ و در ناسخ و منسوخ نے تواند رسید۔ چنانچہ در توضیح شرح تنقیح آوردہ الادلۃ الاربعۃ انما یتوصل بھا المجتھد لا المقلد واما المقلد فدلیلہ قول مجتھدہ انتھٰی۔ علاوہ ازیں در حدیث بخاری شریف کہ صحابی ضعیف البصر را کہ قبا کہ تکمہ او طلائی بود عطا فرمود ظاہراً مفہوم

مے شود کہ لباس ہم فرمودہ واللہ اعلم۔

مسئلہ دوم اینست کہ کفش طلائی جائز است یا نہ۔ اگر طلا صادق باشد کہ اصلش ذہب می باشد چہ قدر جائز باشد۔ اگر طلاء کاذب باشد کہ اصلش مس باشد مطلقاً قلیل و کثیر حرام مے باشد یا مقداری است کہ آں جائز باشد مہربانی فرمودہ ہر دو مسئلہ با ادلہ معتبرہ مفصلہ ارقام فرمانند کہ ہیچ فریق را کلام نباشد۔ عنداللہ ماجور و عندالناس مشکور خواہند شد۔ نیز براہِ مہربانی ہر چند کہ توانند از جواب ایں ہر دو مسائل جلدی سرفراز فرمایند بعید از مہربانی نخواہد بود۔ فقط

مکتوب نمبر ۲۵۰ **الجواب ھو الصواب**

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

مہربانِ من جناب نواب احمد یار خانصاحب حفظکم مع اللحقہ

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ کاشفِ مدعا ما فیہا ہوا۔ صرف تعمیل کرنی ضروری سمجھ کر قلم اُٹھاتا ہوں۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔

بٹن سونا و چاندی

میری ناقص رائے ان کی حرمت نہ صرف احادیث صحیحہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے ثابت ہے بلکہ کتب فقہ سے بھی استعمال ان کا ناجائز معلوم ہوتا ہے۔ علماء کرام میں سے جنہوں نے عبارت ذیل درمختار سے جواز پر سند لی ہے۔ یا مخرمہ والی حدیث بخاری کو حجت بنایا ہے، ٹھیک نہیں۔ والعلم عنداللہ درمختار کی عبارت منقولہ از تتارخانیہ (لا باس بازرار الدیباج والذھب) کا یہ مطلب نہیں کہ گھنڈی سونے کی جو بٹن کے طور پر علیحدہ اور مستقل ہو، اس کا استعمال جائز ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ گھنڈی سونے کی جو اشیاء طلائی میں بطور تافت و پیچیدگی ہو اور جس کو تابع کپڑے کا لنگی وغیرہ کے اطراف یعنے پلے کی طرح سمجھا جائے۔ ایسی گھنڈی کا استعمال جائز ہے۔ درمختار کے قول کے متعلق علامہ طحطاوی لکھتے ہیں۔ قال فی المنتقی عن محمدٍ لا باس ان تکون عروۃ القمیص وزرہ حریرًا وھو کالعلم یکون فی الثوب ومعہ غیرہ فلا باس بہ وان کان وحدہ کرھتہ الخ طحطاوی۔ جملہ آخیرہ سے ثابت ہوتا ہے کہ بٹن کے طرز پر درست نہیں۔

مکتوب نمبر ۲۵۱ مخلصی و مکرمی جناب مولوی صاحب حفظکم اللہ تعالےٰ

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ مشتمل بر وصولی تحریر ایں بے ہیچ درباره تشریح رباعی معلوم و استکشاف و استیضاح۔ لفظ بیم مندرج مصرعہ اخیر رباعی و وجہ مناسبت فیما بین رباعی و صحت موصول گردید۔

مکرما! لفظ ہیم نیز مندرج تحریر سابق است بغور مطالعہ فرمائید یعنے ابدال و رہروانِ طریقت را در اثنا مسافت نوردی بوجہ استغراق و غلبۂ وحدت ہیم و خوفِ تعطل از تعمیل شرائع لاحق گردیدہ ناچار مخلصی بغیر از تمسک و تشبت بداماں مصحف کہ جامع جمع و فرق ہر دو است ندیدند۔ چہ تمسک بکتاب اللہ و سنت غریق بحر جمع را بساحل فرق رسانیدہ در ظلِ انبیاء کرام علیہم السلام رنگین بزنگ اوشان مے سازد و وجہ مناسبت فیما بین رباعی و حصول صحت آں خواہد بود و العلم عند اللہ کہ مضمون رباعی مفید ابتلاء و نجات است۔ ابتلاء غوطہ خوردن است در بحر جمع و تعطل از اتباع شرائع گویا حالت ایں چنیں صوفی بحالتِ مریض مے ماند و نجات عبارت است از مقام صحو کہ بوجہ تمسک بکتاب و سنت حاصل گشتہ گویا مریض سکر را صحت صحو عطا فرمودند پس ہر مریض کان استعمال و تشغل رباعی بدیں مناسبت مفید مے باشد والسلام۔ ۱۶ر شوال ۱۳۳۲ھ

خود را بنظارہ نگارم صف زد	یک خال سیاہ برآں رخ مطوف زد
رضواں ز تعجب کف خود بر کف زد	ابدال ز بیم چنگ در مصحف زد

قال خود را الخ اقول یعنے برائے نظارہ و دیدنِ خود نگار و محبوب من آمادہ و جلوہ گر شد گو او سبحانہ و تعالےٰ قبل از ایجاد موجودات حُسن و جمال ذاتی خود را در خود مے دید در بطون کنت کنزاً مخفیاً لیکن بمقتضائے حُسن و جمال و تعین حبی کما یدل علیہ فاحببتُ ان اعرف خواست کہ جمال و کمال خود را در مرایا و آئینہ ہائے کثرت و مجالی و مظاہر تماشا کند فان رویۃ الشیٔ نفسہٖ فی نفسہٖ لیس کرویۃ الشی نفسہٖ فی المرٔۃ۔

قال یک خال اقول مطوف صیغہ اسم مفعول از باب تفعیل یعنی چہرہ ایں چہرہ کہ گردانیدہ شدہ است ہمہ عالم طائف و طواف کنندہ بگرد او۔ خال سیاہ را دو لحاظ است در بادی نظر داغ و عیب گفتنش بیجا نہ باشد و در نظر ثانی موجب زینت و ظہور جمال و کمال فہمیدہ مے شود۔ خال سیاہ کنایہ ست از داغِ کثرت بر چہرۂ وحدت و داغ و عیب شمردہ شدن عروض کثرت بر وحدت بہ نسبت محجُوب است نہ بلحاظ عارف چہ عارف کامل محمدی المشرب را دو شہود مے باشد یکے شہود وحدت در کثرت دوم شہود کثرت در وحدت و کل من الشہودین لدنیا فی الاخر بخلاف محجوب کہ از ہر دو شہود محروم است و مجذوب کہ بسبب استہلاک در شہود اول ناقص ماندہ قال رضوان اہ اقول رضوان یعنی محافظ و ناظر باغ کثرت کہ عبارت است از عارف محمدی المشرب از تماشا حسن و جمال لم یزلی حظ وافر و نصیب کامل برداشت کہ حیرت مے باشد قال علیہ السلام رب زدنی فیك تحیراً قال الصدیق رضی اللہ عنہ کمال الادرك العجز عن الادراك عارفے گفتہ

عشق بازی نہ ہمیں زاری و گریاں شدن است	حسن معشوق عیاں دیدن و حیراں شدن است

و وجہ محافظ بودن عارف کامل مر باغِ کثرت را از حدیث صحیح لاتقوم الساعۃ الحدیث واز فص

آدمی فصوص الحکم باید جست۔

قال ابدال آہ اقول مراد از ابدال رہروان طریقت کہ از لغزشِ پا در راہ بسلامت ماندہ اند و بوجہ استغراق و استہلاک در مشاہدہ وحدت مثل مجاذیب یا بوجہ نارسائی بمغز سخن و راز وحدت وجود رشتہ سخن را بسرحد الحاق و زندقہ رسانیدہ مثل متصوفہ از نقص و لغزش محفوظ بباعث چنگ زدن بمصحف و اتباع شرعی شدہ اند نہ مشاہدہ تجلی تنزیہی "لیس کمثلہ شیٔ" در حق اوشان مانِع از شہود تجلی تشبیہی (ہو الظاہر) گشتہ و نہ بالعکس و ذٰلك فضل اللہ یوتیہ من یشاء قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ والحمد للہ اولاً و اٰخراً والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ سیدنا مُحمّد و اٰلہٖ وصحبہ ظاہراً و باطناً ایں است اجمال آنچہ مامور شدم باظہار آں والعلم عند اللہ۔ والسلام۔

مکتوب نمبر ۲۵۲ — از راولپنڈی مورخہ ۱۲ر جولائی ۱۹۰۹ء

جناب مولینا سید مہر علی شاہ صاحب زاد لطفہٗ

سلام وعلیک۔ مزاج مبارک۔ آپ نے جو حسن سلوک بے تعصبانہ اپنے دولت خانہ پر مجھ پر فرمایا۔ یہ تو محمدیت کی واقعی ایک عجیب مثال دی۔ جہاں تک میری معلومات ہے۔ دریں بارہ علمائے ہند میں فرد واحد ہیں۔ جزاک اللہ خیراً۔

اُمید ہے آپ حُسنِ عقیدت ہی سے بائیبل اقدس کا مطالعہ فرمادیں گے۔ کیونکہ یہ وہ کتاب ہے جو انسان کو دار الفناء میں راہِ مستقیم پر چلا کر دار البقاء میں داخل کر دیتی ہے۔ انبیاء کا نورُ، شہداء کا انگبین گمراہیوں کی ہدایت ہے۔ چنانچہ قرآن شریف فرماتا ہے۔ نور و ھدی للناس

پس جناب اس رُوحانی خوراک سے اپنے رُوح کو بے بہرہ نہ رکھیں گے۔ زیادہ آداب

(الراقم نیاز مند پادری یعقوب مسیح از صدر بازار راولپنڈی)

مکتوب نمبر ۲۵۳ مہربان من جناب پادری یعقوب صاحب رزقک اللہ موجبات رضائہٖ

وعلیک السلام۔ باجابۃ الدعاء المذکور ارشاد جناب کی تعمیل میں حسب ذیل شعر معذور ہوں ؎ (الباء للتعقیب)

ہمہ شہر پُر ز خُوباں من و در خیال ماہے	چہ کنم کہ چشم خوشخو نکند بکس نگاہے

والمعذور غیر مجبور سیما الممتثل لامر الحکیم الغفور والرحمۃ للعالمین الحلیم الشکور۔

الراقم جناب کا خیر خواہ مہر علیشاہ المحمدی الغنی عمن سواہ

مکتوب نمبر۲۵۴ سیدی وسندی و مولائی دام ظلکم

بعد سلام مسنون معروض خدمت سراپا برکت اینکہ پارۂ چہارم سورۃ النساء تحت آیۃ کریمہ واتقوااللہ الذی تساءلون بہٖ والارحام علی المھائمی رحمہ اللہ تعالےٰ در تفسیر تبصیر الرحمٰن می فرمایند ھذا علیٰ قرأۃ الجر بحذف المعطوف من الاصل والمعطوف علیہ من الفرع فما مطلب عبارۃ الشیخ المرحوم وتفسیرہ المذکور عندکم موجود۔

فقط والسلام علیکم غلام محمد عفی عنہ از پشاور

قولہ بحذف المعطوف من الاصل ای واتقوااللہ والارحام والمعطوف علیہ من الفرع ای باللہ

تقدیر الکلام واتقوااللہ الذی تسالون بہ والارحام یہ جملہ اصل ہے۔

والتی تسالون باللہ والارحام ———— یہ جملہ فرع ہے۔

پہلے جملہ میں معطوف علیہ یعنی اللہ مذکور اور معطوف یعنی والارحام مقدر دُوسرے جملہ میں معطوف علیہ یعنی (باللہ) مقدر اور معطوف یعنی والاحارم بالجبر مذکور۔

داعی و مستدعی مہر علی شاہ بقلم خود والسلام

سوال (شعر)

ولو انما اسعی لادنیٰ معیشۃ کفانی ولم اطلب قلیل من المال

کفانی ولم اطلب کے متنازع ہونے کی صُورت میں کونسا فساد لازم آتا ہے۔ اور شعر ہذا بصریین کوفیین میں سے کِس کے لئے موید ہے؟

جواب

قبلہ شعروں کا معنی کرنے سے فساد معلوم ہوجاتا ہے۔ (معنی) اگر کوشش کرتا میں واسطے ادنےٰ معیشت کے کافی تھا مجھ کو تھوڑا سا مال اور طلب کرتا میں تھوڑے مال کی مطلب تو اس کا یہ ہے کہ جب ادنیٰ معیشت کی کوشش میں نے نہیں کی تو اس واسطے مجھے تھوڑا مال کافی نہیں ہے۔ اب اس کے مطلب اور شعر کا معنی اس طرح کرنے میں فساد لازم آگیا۔

نوح منصرف ہے اس واسطے کہ متحرک الاوسط نہیں! اور عجمہ میں شرط ہے ہونے متحرک الاوسط کی۔

راقم ایک کسیکا

المجیب مصیب والجواب عجیب لکنہٗ فی کل خمیس غریب

العبد المفتقر الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ بقلم خود

لایا مہندی خون اجل دِی اے ایہ اج دی نہیں نہ ایہ کل دِی اے
اے مہندی روز ازل دِی اے
اے مہندی فاطمہ سین دِی اے خُون پاک شہید حسین دِی اے
اے ہوراندے نال نہ رلدی اے لایا مہندی خون اجل دِی اے
نبی علی دا دُرّ یگانہ مائی فاطمہ دا مال خزانہ
نانے پاک دا پہن کے بانہ طرف مقتل دے تھیا روانہ
جنبش ہوئی زمین آسمانہ نالے عرش عظیم پئی ہلدی اے
لایا مہندی خون اجل دی اے
آکھے نبی علی تے فاطمہ زہرا فرزند حُسین توں وہلا آ
سانوں سِک تیری پلپل دِی اے لایا مہندی خُون اجل دِی اے
شاہ تیری مہندی دا پتر ساوا کوفیاں کیتا رَل مِل دھاوا
اینویں لکھی ہوئی روز ازل دِی اے لایا مہندی خُون اجل دِی اے
شاہ تینڈی مہندی دا رنگ سُوہا اُمّت نوں ہے تیرا بُوہا
ساری اُمّت جلدی بلدی اے لایا مہندی خُون اجل دِی اے
شاہ تینڈی مہندی دا پتر پیلا سونپیوئی رب نوں خویش قبیلہ
تینوں پئی مصیبت کربل دی اے لایا مہندی خُون اجل دی اے
شاہ تینڈی مہندی دا رنگ نرالا روندا تینوں عالم سارا
ساری خلقت تلیاں ملدی اے لایا مہندی خُون اجل دِی اے
ایہہ مہندی سوہنڑیں باغ دِی اے ویطھر کو والی لاگ دِی اے
ساری آل مہندی رَل ملدِی اے تائیں ہوراں نال نہ رَل دِی اے
لایا مہندی خُون اجل دی اے
اِدھر پاک معصُوم پیاسے ترسن پانی منگن مینہ تیراں دے برسن
اِدھر تیغ حُسین تے چلدِی اے لایا مہندی خون اجل دِی اے
رب نوں آہا ایہو بھا وندڑاں رُتبہ شہیدی تینوں دوانڑاں
نہیں تاں تھوڑا اوتھے کیہڑی گلدِی اے لایا مہندی خُون اجل دی اے
سُبحان اللہ ترے رنگ الٰہی دم مارن دی جا نہ کائی
اوہ سوہنی صُورت فاطمہ جائی اَج خاک وِچ پئی رُلدِی اے
زینب فاطمہ جائی سڑدی بلدِی اے لایا مہندی خُون اجل دِی اے

مہر علی شاہ ایہ جھوک فنا دِی　　　دائم قائم ذات خدا دی

تیرِی وسدی بھی پل جھلدی اے ۔

لایا مہندی خون اجل دِی اے

مکتوب امیر قوام الدّین

ہر کہ ازیں نیست شین بود　　　غین اگر نیست نُور عین بود

جواب شیخ زین الدّین

غین در پیش عین شین بود　　　زیں اگر ہست ۔ بیم این بود

شربت وحدت علی الاطلاق　　　کہ بود با قوام زین بود

مشربِ موسوی اگرچہ علی است　　　در مشہود حبیب غین بود

راندنِ معرفت حجاب آرد　　　کشف اندر سکوت حین بود

وادی ایمنی قدم خواہی　　　در عدم شیر فرض عین بود

مکتوب نمبر ۲۵۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یا اوّل یا آخر یا باطن یا من ہو بکل شیٍٔ علیم ۔ صل وسلّم وبارک علی المظہر الاتم لاسمک الاعظم بالمومنین رؤف رحیم وعلیٰ آلہٖ وصحبہ الذین لہم من العلم حظٌ عظیم ۔ بعد حمد وصلوٰۃ از بے ہیچ نیاز مند اہل اللہ بمہر علی شاہ دُعا و سلام مطالعہ نمایند ۔ وآنکہ محبت نامہ مشتمل بر اظہار فرط اشتیاق اراکین انجمن نعمانیہ صانہ اللہ عن المحن والفتن ۔ دربارۂ حصُول شرف جلسہ متبرکہ رسید لیکن قطع نظر از موانع دیگر کہ ہر یکے را بانفرادہ علی سبیل التعاقب مدخلیت تامہ است در تعویق صرف داعیہ ذیل نصب العین در پیش نظر آمدہ وھو ھذا :-

غالباً دریں چنیں مجامع اشخاص مختلفۃ المشارب والاذواق بہم مے آیند کہ توافق او شان بر تصویب و تعظیم اہل اللہ خصوصاً قائلین بوحدۃ الوجود رضی اللہ تعالےٰ عنہم از ممتنعات عادیہ است و در اثنائے استماع تکلم مخالفانہ بباعث دیوانگیہائے عشقی کہ دُعا گوئی را با حضرات شہبازان عالمِ قدس است سکوت متعذر دم زدن ہم نامناسب کہ حرف از عالم عقلی بالا میرود ؎

ہرگز در بیش و کم نے باید زد　　　از حدِ بیروں قدم نے باید زد

عالم ہمہ مرآت جمال ازلی است　　　میباید دید و دم نے باید زد

چشم دید احباب است کہ امسال در پیران کلیر شریف بوجہ ہمیں دیوانگی وتفتیکہ یکے از فضلائے عصر بر حجۃ اللہ الی الخلق شیخ اکبر بتحویل جناب مولانا فضل حق مرحوم و تقلیدش معترض گشت تا بحدیکہ رشتہ سخن معاذ اللہ بہ تکفیر رسانید۔

حاصل اعتراض

ایں بود کہ صاحب فصوص چونکہ در فص حقی خواب سیدنا ابراہیمؑ را تغلیط کردہ و از قبیل وہم شمردہ پس فصوص چگونہ قابل اعتبار ماند کہ او ہم حسب بیان شیخ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم در عالم رؤیا بحضرت شیخ رسیدہ انتہیٰ ۔ ۱۲

منشائے ایں چنیں شکوک و اعتراضات بر کلام ایں چنیں حضرات بغیر از پے نہ بُردن بسراغ مراد و جہالت چیزے نیست ۔

جواب اعتراض مذکور

عرض کردم کہ مقصُود حضرت شیخ رضی اللہ تعالےٰ عنہ دریں فص توزیع و تقسیم رؤیا ست یعنی بعض از انہا تعبیر طلب می باشد۔ مثل نوشیدن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیر را در خواب و دادن بقیۂ آں بعمر رضی اللہ عنہ کہ تعبیر فرمودند شیر را بالعلم وبعضی تعبیر طلب نمے باشد بلکہ آنچہ در خواب دیدہ میشود بعینہٖ در خارج متحقق میگردد۔ مثلاً کسے در شب دوشنبہ بعالم رؤیا بیند کہ فاضل در گولڑہ آمدہ است و در خارج بروز دوشنبہ ہماں فاضل موجود آید۔ سیدنا ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام در خواب دید کہ فرزند خود را یعنی اسمٰعیل بقول جمہور (و اسحاق علیہما السلام عند الشیخ) ذبح میکند حالانکہ در خارج ذبح فرزند متحقق نگشتہ۔ بلکہ ذبح گوسفند لہٰذا ایں خواب از قسم اول یعنی تعبیر طلب است کہ ذبح گوسفند در صُورت ذبح فرزند در عالم رؤیا دیدہ شُد وغلطی ووہم ابراہیمی اینجا ہمین است کہ او شانِ خواب را از قسم ثانی یعنی عینی فہمیدند لہٰذا بر ذبح فرزند آمادہ گشتند وہمیں است رائے مفسرین وعلمائے ظاہر بدلیل قولہ تعالیٰ وفدیناہ بذبح عظیمٍ یعنی بدل وعوض فرزندش ذبح گوسفند نمودیم ۔ وحضرت شیخ قدس سرّہٗ میفرمایند کہ اطلاق وفدیناہ ایں جا برعایت فہم وشان ابراہیمی است میگوید۔ محرر سطور عفی عنہ کہ حضرت شیخ در امثال تفسیرات کذائیہ تابع کشف و شہود خود اند ومامور با براز مکشوف ومشہود خود والمامور معذور و در ذہن ایں بے ہیچ وجہ وجیہہ برائے تفسیر حضرت شیخ آنکہ از مسلمات است کہ رؤیا الانبیاء وحی یعنے خواب پیغمبراں از قسم وحی است و در وحی امکان خطا ومجال توہم نے آرے خطا فی التعبیر منافی نیست بشانِ نبوت چہ تعبیر از قبیل وحی نیست ۔ بلکہ منشائش اجتہاد است وھو قد یخطی وقد یصیب چنانچہ حدیث فذھب وھلی انہا الیمامۃ وارادۂ مکہ معظمہ بعد رؤیت دخول در مسجد حرام وامثالہما شاہد اند براں نعم بقاعلی الخطا مطلقا منافی شان نبوت است ۔ پس بر تقدیر مکشوف ومشہود حضرت شیخ خطا فی الوحی لازم نمے آید ۔ بلکہ خطا فی الاجتہاد یعنی تعبیرے را عینی شمردن ولا شائبۃ فیہ

بخلاف زعم مخالف کہ درآں صورت خطا در خواب پیغمبر متصور مے شود کہ بوجہ لزوم خطائی الوحی ناممکن است
ایں است مطلب حضرت شیخ اکبر قدس سرہ الاطہر۔ حالا مے آیم بسر اصل مطلب و دفع اعتراض دیدن
صاحبِ فصوص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را در عالمِ رویا۔ کہ نسخہ فصوص بایشاں عطا فرمودند۔ کماذکر
فی اولِ الفصوص از قسم عینی است تعبیر طلب نیست چہ وقوعش برحسبِ رویت منامی گشتہ وقوع
کذائی دلیل است برصدق وراستی خواب در حق ہر کسے عموماً اما در حق متبعان صاحبِ وحی وارباب
تقویٰ پس بدلیل قولہٗ تعالیٰ ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا و قولہ تعالیٰ ادعوا الی اللہ علیٰ بصیرۃ
انا ومن اتبعنی بصیرۃٌ وفارقاً بین الحق والباطل وعلامات عطا نمودہ میشوند کہ بآنہا فی مایجری علیھم
فی النوم والیقظۃ امتیاز تام در خاطر ربانی وملکی ونفسی وشیطانی می نمایند وکسانے را از مستفیدان او
شان کہ بآں درجات وحالات رسیدہ اند اشتباہے نماندہ وکسیکہ از نارسائی بآں مقامات عالیہ
استبعاد آں مے نماید از جہل خود معذور است۔ اما ہر مدعی صاحب ہوا سزاوار آں نیست کہ بایں
صاحب دولتاں لاف ہمسری زند وخطائی التعبیر سپر اغلوطات مکاشفات وپیشگوئی ہائے خود بر وقت
ظہور خلافِ آنہا ساختہ کارِ پاکاں را قیاس از خود گیرد۔

چہ بقا علی الخطاء گو در تعبیر باشد بمراحل از مقام صاحب وحی ومتبعانش بعید است چنانچہ بعضے
از متنبیان زمانہ حال مکاشفہ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نزول مسیح ابن مریم را از قبیل خطائی التعبیر
زعم کردہ اند چہ دریں صورت بقائے معصوم بر خطا الی الموت لازم مے آید وآں منافی است معصومیت او
را۔ الحاصل دعوئے را برہانے باید پس شخصیکہ واقعات سوانح عمری او ہمہ مخالف پیشینگوئی ہائے او
باشد چہ گونہ در زمرۂ صدیقاں شمردہ میشود بلکہ واقعات کذائیہ او بہیئت مجموعی وافرادی براہین اند بر خلاف
مدعائش ایں قدر کہ گفتم کافی است در دفع اعتراض بر حضرت شیخ قدس سرہٗ وحسن ظن بہ تصریحاتش
در حق عوام اما خواص او شاں را باعتضاد حصول ومقامات ومشاہدات مرۃً بعد مرۃٍ اشتباہے
نمے ماند۔ والسلام۔

لہٰذا فصوص از مغتنمات وموہبات است نہ از قبیل مرئیات اضغاث احلام واز ماقبل بفہم
آمدہ باشد کہ حضرت شیخ خواب ابراہیمی را غلط ومشوب بالوہم نفرمودہ حتی یلزم علیہ مازعم
المعترض بل انعکس الامر فعلیہ الجواب من جانب الجمہور بلکہ خطائی الاجتہاد بزعم التعبیر
عیناً تصریح نمودہ واین ھذا من ذالک این است بعض از وجوہ عدم حضور حبیمی۔

برخوردارا۔ ازیں جا دانستہ باشی کہ فاضلیت واقعیہ آسان نیست ؎

اے دِل بہوس بر سرِ کارے نرسی — تا غم نخوری بغمگسارے نرسی
تا شانہ صفت سر نہ نہی در تہِ ارّہ — ہرگز بسرِ زلف نگارے نرسی

و برائے حصول علم اہل اللہ بمدارج ازیں کہ گفتم جد وجہد باید نمود ؎

خون نابۂ دل خور کہ شرابے بہ ازیں نیست — دنداں بجگر زن کہ کبابے بہ ازیں نیست
در کنز وہدایہ نتواں یافت خُدا را — در صفحۂ دل بیں کہ کتابے بہ ازیں نیست

اللھم وفق اھل النعمانیۃ من المعلمین والمتعلمین والمعاونین لما تحب وترضی
واجعل اٰخرتھم خیراً من الاولیٰ فانہ لاحول ولاقوۃ الا بک وصل وسلم علیٰ
خیر رسلک والحمد للہ رب العالمین ط — داعی مہر علیشاہ از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۲۵۶ — مہربان من جناب مولوی محمد عالم صاحب حفظکم اللہ

بعد دُعا وسلام آنکہ۔ آپ کی بیماری میں جو کچھ تشویش گزری ہے۔ خُدا شاہد حال ہے۔ بگر الحمد للہ
کہ آج بذریعہ تحریرات متواترہ جناب کی شفایابی کی خبر پہنچی۔ اللھم لک الحمد والیک المشتکی وانت
المستعان ولاحول ولاقوۃ الا بک والسلام۔

العبد الملتجی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

چند اشعار

ما از میانِ خلق کنارے گرفتہ ایم — و اندر کنارِ خویش نگارے گرفتہ ایم
دامن نخست بر ہمہ عالم فشاندہ ایم — وانگہ بصدق دامنِ یارے گرفتہ ایم
پرواہ نمے کند دلِ شیدا بہر کسے — از صدق دست قطبِ مدارے گرفتہ ایم
طی سما و ارض بگوشہ نہادہ ایم — بریاد کوئے دوست قرارے گرفتہ ایم

مزاجش عکس آں گلفام کردند — بر آں صُورت جہاں را رام کردند
نختیں بادہ کاندر جام کردند — ز چشم مست ساقی وام کردند
بہرِ آنکہ غیرش نیست موجود — ز خود آغاز وہم انجام کردند

گفت گفت اندر نماند گفت آں ماند کجا — چونکہ خود عاشق نماند گفت آں ماند کجا

وہ مُنہ کو پھیر کے عُذرِ وصال کرتے ہیں — پھر ہم ہی کو اُلٹی چُھری سے حلال کرتے ہیں

مابوئے پیرہن را درجاں ذخیرہ داریم — شاید ز مصر ناید ہر روز کاروانے

حضورِ انور نے سیٹھ میاں عبدالرحیم مرحوم کی تربت پر شعر ذیل فرمایا تھا ؂
جس نے نہ دیکھی ہو شفقِ حسن کی بہار　　آ کر مرے شہید کو دیکھے کفن کے بیچ

مکتوب نمبر ۲۵۷　　مخلصی محمد حسین حفظک اللہ تعالےٰ

بعد سلام آنکہ کام بھی کرو اور وظائف بھی بدستور۔ والسلام
دُعاگوئی مہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۵۸　　مخلصی محمد حسین حفظک اللہ تعالےٰ

بعد سلام و دُعا آنکہ خط تمہارا ملاحظہ سے گذرا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصائب سے محفوظ فرماکر اپنی طرف متوجہ رکھے۔ والسلام
دُعاگو مہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۵۹　　بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حضرت شیخ رضی اللہ عنہ فتوحات کے ۲۸۶ باب میں فرماتے ہیں :-
(جب میں داخل ہوا۔ اس منزل میں تجلی ہوئی میرے لئے اس نور میں جس کے لئے شعاع نہیں۔ پس دیکھا میں نے اس کو اور اپنے نفس کو اور دیکھا میں نے سب اشیاء کو اپنے نفس کے ساتھ) اس کے بعد لکھتے ہیں :- (پس دیکھا میں نے اس مشہد عظیم حسی اور صوری کو نہ عقلی اور معنوی کو پس ظاہر ہوا میرے لئے اس تجلی میں چھوٹی چیز میں بڑی چیز کا سما جانا بغیر اس کے کہ چھوٹی چیز کو بڑا اور کشادہ کیا جائے اور بغیر اس کے بڑی اور کشادہ چیز کو چھوٹا یا تنگ کیا جائے یعنی مثلاً اونٹ کا سما جانا سوزن کے سوراخ میں۔ یہ مشاہدہ کے ساتھ ہوا، نہ ساتھ صرف خیال کے۔ والسلام
العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۶۰　　مخلصی محمد حسین حفظک اللہ تعالےٰ

بعد سلام آنکہ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جانبین کو مکروہاتِ زمانہ سے محفوظ فرما کر اپنی طرف متوجہ رکھے۔ والسلام۔
دُعاگو مہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

---

۲ رمضان بروز شنبہ　　اخلاص نشان محمد حسین حفظک اللہ تعالیٰ　　مکتوب نمبر ۲۶۱

بعد سلام آنکہ خط تمہارا ملاحظہ سے گزرا دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ تم کو صحت و توفیق طاعت اور قرض سے نجات فرماوے۔ والسلام
دُعاگوئے مہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۶۲　　مخلصی محمد حسین حفظک اللہ تعالےٰ

بعد سلام آنکہ خط تمہارا ملا۔ کیفیت معلوم ہوئی۔ تنگدستی و فراخ دستی بحسب (اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا) انسان پر وارد رہتی ہے گھبرانا نہ چاہیئے۔ اور خدائے لم یزل ولا یزال پر کامل اُمید رکھنی چاہیئے۔ اور ہر حال میں اس کا شکریہ واجب ہے۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آں مخلص کو مصائب سے نجات بخشے۔ والسلام
مہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

غزل فارسی

صبا ز طرۂ شبرنگ مہوشے طناز　　کشود نافۂ مشکیں بروئے اہلِ نیاز
کیم گدائے در مفلسی و کوتہ دست　　کجا ایں غالیہ عطری و قصہ ہائے دراز
توئی کہ ذرہ صفت را باسماں بُردی　　چگونہ شکر تو گوید کمینہ بندہ نواز
غرض ادائے نیاز است ورنہ حاجت نیست　　کمال حشمتِ محمود را بعجز ایاز
چو فیض اقدس مسطار فیض تقدیس است　　مرا چہ غم ز رقیبانِ دیر و حان مجاز
رہینِ ساقیٔ چشمم کہ جرعہ بخشاند　　ز جامِ چہرۂ ترکاں مہوشان حجاز
بہ بزم بادہ فروشاں بہ نیم جو نخرند　　متاعِ زاہد طماع چہ حج و صوم و نماز
مراز پیر مغاں راز ہائے سربستہ است　　فغاں ز واعظِ خود بیں کجا است محرمِ راز
اگرچہ حسن تو از مہر غیر مستغنی است　　من آں نیم کہ ز ایمانِ خویش آیم باز

اُردو اشعار

خُدائی جلوہ دکھلا کر پیارے　　بتوں سے سجدہ کروایا تو ہوتا
پڑے ہیں دیر سے کوچہ میں تیرے　　کبھی ٹھوکر سے جھنجلایا تو ہوتا
رسیلی آنکھ کے مارے پڑے ہیں　　مسیحیت کو دکھلایا تو ہوتا
کیا کچھ کم کیا نوکِ مژہ نے　　بھنواں کے بل کو سمجھایا تو ہوتا
جگر میں تیر مژگاں رہنے دیجو　　رفوگر پاس بلوایا تو ہوتا
شبِ دیجور فرقت ختم ہوتی　　کبھی زلفوں کو سرکایا تو ہوتا
غریق بحرِ ہجراں مہر شاہ کو
مدینے جلد بلوایا تو ہوتا

نہ پُوچھا ہم سے کیسے ہو کیا ہے — غریبوں کا وہی مالک خُدا ہے
فیض عالم کیا اگر ہو فضل دین بھی — سبھی رلمل سُنو حکم قضا ہے
جلانا ہم کو ان کو شاد رکھنا — مقدر کا یہی لِپنا لکھا ہے
کیا ہوتا اگر اِک بار لکھتے — ہمارے ہجر میں کیا کچھ مزا ہے
ہم ہی سے پوچھتے کہہ دیتے سبھی — تمہارا ہجر کیا مہلک بلا ہے
رقیبوں کو جتانا تھا فلاں پر — ہمارے ساتھ کیا کچھ ہو رہا ہے
یہی لَو لگ رہی رات دن میں — پیارا کیوں ہوا ہم سے جُدا ہے

شبِ دیجور کیونکر ختم ہووے
رُخِ تابان پر زلفِ دوتا ہے

ازذخیرہ مکتوبات شریف صُوفی فضل الدین صاحب

کبھی اس شوخ نے پھر کر نہ دیکھا — کِسی نے اسس کو سمجھایا تو ہوتا
ہم آئے سر کے بل سے بے تحاشا — رقیبوں سے یہ منوایا تو ہوتا
قتیل ہجر کو آ کر کے زندہ — کبھی اعجاز دکھلایا تو ہوتا
قتل گاہ اُنکی میں ہے آج دعوت — خُدا را ہم کو بلوایا تو ہوتا

مکتوب نمبر۲۶۲-و

۵ رمضان المبارک عزیزی ملک سلطان محمود حفظک ربک المعبُود

دُعاوسلام : شعر مندرجہ خط میرے ملاحظہ سے گذرا وھو ھذا ؎
گر چارہ میرے زخم جگر کا نہیں کرتے — اچھا یہی کہہ دو کہ ہم اچھا نہیں کرتے

درجواب اس کے اُس پر ؎
اس چشم سیاہ مدبھری پر سحر فتن سے — سُلطاں بھی اگر اُلجھیں تو اچھا نہیں کرتے
بے ساختہ تھا زخم جگر نوکِ مژہ سے — پھر شکوہ ہی کیا ہے کہ وہ اچھا نہیں کرتے
ہاں بخیہ گری بھی اُنہیں کا خاصہ — گر رفو نہ کردیں تو پھر اچھا نہیں کرتے
کہہ دیوے بھلا کیسے کوئی میرِ عرب سے — اچھا یہی کہہ دو کہ ھم اچھا نہیں کرتے
ہے مہر وفا طرز و ادا آلِ عبا کی — ہرگز نہ کہیں گے کہ ہم اچھا نہیں کرتے

سب کو ماوجب والسلام برخورداران حفظہم اللہ تعالےٰ را
العبد سائلِ مشکلکشا عبدہٗ مہرعلیشاہ جعل اخیرتہٗ خیرا من الاولیٰ از گولڑہ

نختیں بادہ کاندر جام کردند — ز چشم مست ساقی وام کردند
چو خود کردند راز خویش را فاش — عراقی را چرا بدنام کردند

بریں از قبلہ عالم صاحب

مئے توحید از خمخانۂ غیب — بمستانِ الست انعام کردند
چو غلطیدم ز مستیہا بہر سو — حریفاں مستی از من وام کردند
ہویدا شد در امکاں صورتِ حق — باں صورت جہاں را رام کردند
بہر آنکہ غیرش نیست موجود — بخود آغاز و خود انجام کردند

مُناجات بعالیجناب حضرت غوث الاعظم قدس سرہٗ

رو رو لکھیے چٹھیے درداں بھریئے پتہ پچھیں بغداد دیاں واسیاندا
دیویں جا سینہوڑا دُکھاں بھریاں انہاں اکھیاں درس پیاسیاندا
آہیں سُولاں بھریاں سینے سڑے وچوں آکھیں حال ایہ سدا اُداسیاندا
تیرے مُڈھ قدیم دیاں بردیاں نوں لوک دسدے خوف چپڑاسیاندا
دستگیر کرم مہر توں مہرعلی اُتے کون باہجھ تیرے اللہ راسیاندا

نسیما قاصدا نہ ویس لائیں — لوجہہ اللہ ماہی دے دیس جائیں
ادب سیتی دیویں بوسہ زمیں نوں — تے آکھیں اس شوخ نازنین نوں
مدت ہوئی نہ ملیا یار پیارا — کیہڑی منزل کیتا سوہنے اُتارا
بہاواں کول آکھاں بول وے ڈھول — تیرے بولن اُتوں عالم کراں گھول
کے ہوسی چا نوازیں گولڑی نوں — زیادہ نہ کریں گل تھولڑی نوں
وچھوڑا نہ کسی دے پیش آوے — کسی دا یار نہ پردیس جاوے
کدی پردیسیاں نوں یاد کرنا — غریب الوطن دا دلشاد کرنا
کوئی ہووے سیو کشتی مہاناں — اساں سر بر سجن دے دیس جانا
ہوواں میں سگ مدینہ دی گلی دا — ایہو رُتبہ ہے ہر کامل ولی دا
دِلا سمجھا توں اکھیاں روندیاں نوں — جگر دے خون بھر بھر روندیاں نوں
رہی سمجھاتے آون باز ناہیں — رودن دھودن تے دسن راز ناہیں

از جامیؒ

خون نابہ دل خور کہ شرابے بہ ازیں نیست — دنداں بہ جگر زن کہ کبابے بہ ازیں نیست
در کنز و ہدایہ نتواں یافت خدا را — در صفحۂ دل بیں کہ کتابے بہ ازیں نیست

ترجمہ ابیات قصیدۂ فارضیہ از حضُور قبلہ عالم صاحب گولڑوی

سائق الاذعان یطوی البید طے — منعما عرج علی کثبان طے

ساربانان مہرباناں راہیا — شالا جیویں خیر تھیوی ماہیا
آکھیں جا انہاں پیاریاں دلجانیاں — گوہڑے نیناں والیاں متانیاں
لا پریتاں ڈے دلاسے اوہ گئے — اوہ گئے دلدے پیارے اوہ گئے
سارا عالم صدقے آکھاں بول توں — داراں سر میں اس انوکھڑے ڈھول توں
بن تساڈے اِک گھڑی سو سال دی — بہ ٹکانے پئی تساڈے بھال دی
اِک وچھوڑا دوجے طعنے جگ دے — پیراں تھیں سر تک اُلنبے اَگ دے
بالدی دیوے پئی خانقاہاں تے — آوندا ویکھاں ڈھولا انہاں راہاں تے
چشماں فرش وچھاواں خاطر ڈھول دی — مرحبا یا مرحبا پئی بول دی
پہنچیں جد توں سوہنیاں دی جھوک تے — خیر ہووی نیناں نوں ذرا روک دے
جا سینہڑا دیویں انہاں جانیاں — گوہڑے نیناں والیاں مستانیاں
لست انسی بالثنا یا قولہا — کُلُّ من فی الحی اسریٰ فی یدے
بُھلدے نہیں او بول مٹھڑے ڈھولدے — بول سانول یار رہی رول دے
رات ساری گذری تارے گندیاں — یاد کر کر قول میڈاں ہندیاں

جو چمن سے گذرے تو اے صبا یہی کہنا بُلبلِ زار سے
کہ خزاں کے دن بھی قریب ہیں نہ لگانا دل کو بہار سے

اس پر حضور قبلہ عالم گولڑوی نے فرمایا :-

ہے دل سے میرے یہی دُعا کہ نصیب دشمن بھی نہ ہو
وہ گھڑی کہ جِس میں ہو جُدا کوئی یار اپنے یار سے

قاضی سر بلند خان پشاوری سے حضُور خوش طبعی فرمایا کرتے تھے۔ قاضی صاحب بھی ہنس مُکھ تھے۔ ایک دفعہ قاضی صاحب حضور قبلہ کی خدمت میں بذریعہ نامہ عرض کرتے ہیں کہ حضور کبھی یاد نہیں فرماتے۔ مدت ہوئی ہے۔ حضور جواب میں فرماتے ہیں۔ صرف ایک شعر

خاکساروں سے خاکساری ہے — سر بلندوں سے انکسار نہیں

جواب قاضی صاحب :-

حلقہ بگوشوں میں سر بلند ہے آج — حضرتِ مہر شاہ کو خیال نہیں

حضور فرماتے ہیں :-

شاعری میں بھی سر بلندی ہے — قافیہ بھی یہاں بکار نہیں
مہر اور پھر بے مہر کیا معنی ؟ — جمع اضداد ناگوار نہیں؟

مکتوب نمبر ۲۶۲ - ب

ایک دفعہ حضور ضلع ہزارہ میں تشریف لے گئے وہاں سمع شریف میں آیا کہ ایک بزرگ سید سید حسین نامی سکنہ تسی مونن تحصیل ہری پور نے ایک رسالہ تعریف اہلبیت کرام میں تحریر فرمایا ہے جس پر ایک مولوی صاحب سکنہ تسی شاہ محمد نے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ حضرت نے وہ تالیف ملاحظہ فرما کر فرمایا کہ اس پر کوئی کفر یا خطر لازم نہیں آتا۔ حضور کی واپسی کے بعد شاہ صاحب موصوف نے حضرت کی خدمت میں تحریر کیا کہ آں مفتی صاحب نے آپ پر بھی فتویٰ لگا دیا ہے۔ تو اس پر حضُور نے جواباً غزل تحریر فرمائی۔ غزل یہ ہے :-

گو نامہ سیاہ کردم از بسکہ گنہگارم — اما نظرے بستہ بر رحمتِ غفارم
احباب بہ تکفیرم گر قلم و زباں راندند — حاشا کہ بحقِ شاں جز عفو روا دارم
در کوئے خُدا بیناں زاں روز کہ شد گذرم — از مذہبِ خود بینی بیزارم و بیزارم
رم کردہ ز غیرِ او دارم دلکے شیدا — بیہوشم و باہوشم بے کارم و با کارم
تا ساقیٔ متانم مے ریختہ در کامم — عریان و خراباتم رقصانم و سرشارم
الملک لمن غلب نا ایست زمن باقی — از قرب مع اللّٰہی بر تر شدہ زاں کارم
از سلسلۂ فقرم اے دوست چہ مے پُرسی — دلدادہ بہ مہرِ آں شہہ حیدرِ کرارم

غزل

حضُور قبلہ عالم صاحب گولڑوی قدس سرہٗ

ایک دفعہ طلباء ہمدرس نے اپنے اپنے اشعار لکھ کر حضور میں پیش کئے اور مولوی قائم علی فاضل

لاہوری نے بھی چند اشعار لکھ کر پیش کئے اس پر حضورؒ نے فی البدیہہ یہ غزل فرمائی :-

آشفتہ ماہ روئے پر ناز ستمگارم — من کشتۂ ابروئے آں دلبر عیارم
برباد سیاہ چشمے ہمہ روز سیاہم شد — از ناوکِ مژگانش صد خار بدل دارم
از زُلف پریشانش شد خانہ بدوشِ من — در مصحفِ رُوئے او آیاتِ خُدا دارم
عشق آمد و شد ساری چوں بُو بگلاب اندر — او در من و من در وے رمزیست ز اسرارم
بیروں نہ زدم قدمے دیں طرفہ تماشا ہیں — پر آبلہ شد پائم عمریست کہ سیارم
قد کان وما معہ ما کان من الاکوان — الآن کما کان مشہود دل زارم
تا یافتہ ام خبرے از بابِ علومِ دل — دالدادہ بہ مہرِ آں شہ حیدرِ کرارم

کُن فیکون جداں فرمایا تاں اسی بھی کولے ہاسے
ہکے لامکان مکان اساڈا ہکے بُت وچہ آن پھتیاسے
ہکے تے ماہی کول اساڈے ہکے جگ وچہ ڈھونڈریاسے
بلھے شاہ اس نفس شیطان پلید کیتا کوئی اصل پلیدتے ناسے

جواب حضرت قبلۂ عالم
کُن فیکون تاں کل دی گل ہے اساں اگے پریت لگائی
توں میں حرف نشان نہ آہا جد دتی میم گواہی
اجے دی سانوں اوہ پئے دِسدے بیلے بُوٹے کاہی
مہر علی شاہ رل تاہیوں بیٹھے جد سِک دوہاں نوں آہی

مکتوب نمبر ۲۶۳ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہٗ کما ارادہ و آلہ وصحبہٖ طرًا کما افادہٗ

امابعد صاحبان ! آج اسلام اور اہل اسلام کو کیسی مصیبت کا سامنا ہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سچا اور پاک فرمان (الاسلام بدء غریباً وسیعود غریباً فطوبیٰ للغرباء) ظہور میں آ رہا ہے یعنی اسلام پر ہر چاروں طرف سے حملے ہو رہے ہیں۔ مگر اس کے فرزندوں کی بدمستی اور خواب غفلت کا نشہ ٹوٹتا ہی نہیں۔ کہاں ہے وہ قوتِ ایمانیہ و مشاہدہ رُوحانیہ و حکمت یمانیہ

و موعظہ حسنہ و علوم الٰہیہ و حقائق ربانیہ و معارف الہامیہ و دقائق لدنیہ جنہیں ہم عرب شریف کے ریگستانوں سے لے کر نکلے تھے اور جن کی زبردست سپر پر آج تیرہ سو برس تک ہم نے اُن بوچھاڑوں کو روکا تھا جو ہند، فارس، روم، یُونان وغیرہ کے فلاسفر نے اپنی دماغی کمانوں سے ہم پر چلائے تھے یا حسرتا و یا اسفا۔ آج کہاں ہیں وہ شیر بران علوم حنفیہ جن کی ایک غرش سے شغالانِ مذاہب باطلہ تھرتھراتے تھے۔ اور جن کے لوائے بلند نے دُنیا کے تمام جھنڈوں کو سرنگوں کر دیا تھا۔ افسوس کہ آج میدان خالی پا کر عقل جزئی اور فلسفہ کے چیلے چانٹے دین اسلام اور ملّتِ حنفیہ کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے لئے ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگا رہے ہیں۔ خذلہم اللہ۔ کوئی تو قدم ہیولیٰ کے نشہ میں سرشار ہو کر ماجاءت بہ الرسل علیہم السلام حشر و نشر کا انکار کر رہا ہے اور کوئی کہتا ہے (پرمیشر کا آواگون نہیں کیونکہ لامتناہی اور ہرجائی ہے۔ ایک جسم میں پورا پورا سما نہیں سکتا۔ انتہیٰ بلفظہٖ)
کوئی کہتا ہے آسمان خلا ممتد سے عبارت ہے۔ یہاں پر ہم کو مذاہب باطلہ کی تردید بالتفصیل و بجمیع المحتملات منظور نہیں۔ بلکہ صرف اتنا ہی ظاہر کر دینا مقصود ہے کہ کیا کوئی مسلمان مدارس اسلامیہ کالجوں مروجہ فی زماننا ہذا کے تعلیم یافتگان سے ایسا ہے ؟ جو منتہائے ادراک حکمائے مشائین ہیولی اجسام سے اور ہیولی عالم کا وجود یا عدم ایسا ہی قدم یا حدوث قال اللہ قال الرسُول سے سمجھ کر اور اپنا مومن بہ ٹھیرا کر بہ تمہید اصول موضوعہ و ترتیب مقدمات یقینیہ قدم عالم کے قائلین اور جنم کے معتقدین اور فلسفہ مخالف کتاب اللہ و رسُول صلی اللہ علیہ وسلم مروجہ مدارس کے مصدقین پر وار کرے اور ان کے اوہام باطلہ کا قلع قمع کر دکھائے۔ بادی النظر میں تو کوئی ایسا دیکھنے میں نہیں آتا۔ تو پھر تسمیہ بمدرسہ اسلامیہ از قبیل (برعکس نہند نام زنگی کافور) نہیں تو اور کیا ہے۔ آج چونکہ ظلمت کفر و جہالت میں اسلام اور ملّتِ حنیفہ کا نورانی چہرہ پوشیدہ اور حجاب در حجاب میں آ گیا ہے۔ لہٰذا آپ صاحبان اہل اسلام ایک ایسی بارش برسانے کی کوشش فرمائیں جو کہ اس کفر اور ضلالت کی گرد و غبار کو زمین پر بٹھا دے۔ یعنی اشاعت علوم اسلامیہ وغیر اسلامیہ میں اس طرز کو اختیار فرمائیں جس سے قال اللہ قال الرسُول صلعم پر فلسفہ غالب نہ آئے اور اطفال کے سادہ اذہان میں عقائد باطلہ نہ سما جائیں اور یہ بغیر اس کے کہ معلم باخبر حاوی علوم ہونا ممکن ہے۔ اس سے کیا ہوتا ہے کہ برائے نام تعلیم القرآن بھی مدرسہ میں جاری ہے مگر مضامین فلسفہ مدلل طور پر سمجھنے اور سمجھانے کی وجہ سے برخلاف قال اللہ قال الرسول صلعم معتقد بہ اور مومن بہ ٹھیر چکے ہیں۔ پھر آمنت باللہ و ملائکتہ وکتبہ ورسلہ تلفظ بے معنی اور بے سُود یا نفاق نہیں تو اور کیا ہو گا۔

لایتجاوز القرآن حناجرھم والی بات ہو گی۔ حاضرین ہم کو مایوس ہونا نہ چاہیئے۔ کیا مخالفین کے حملوں کی باد سموم اور اندھیری آندھی سے وہ آفتاب چھُپ جائے گا جس کا طلوع کوہ حرا کی غاروں سے ہوا تھا اور پہاڑ بوقبیس کی چوٹیوں سے چمکا تھا۔ کیا وہ سراج منیر روشن چراغ گل ہو جائے گا ، جسے

وادی ایمن والے خُداعزّ وجل نے کوہِ فاران کی چوٹیوں پر روشن کیا تھا۔

جس کے گل کرنے کے لئے ہرکرن اور ہر دَور میں عبدۃ الطاغوت والشیاطین نے پوری پوری کوششیں کیں لیکن بعد کو جب دیکھا گیا تو وہی بدبخت آنکھیں مل رہے تھے۔ انہیں کی آنکھیں اندھی تھیں۔ ہمارا خُداعزّ وجل فرماتا ہے۔ یریدون لیطفئوا نوراللہ بافواھھم واللہ متم نورہٖ ولوکرہ الکٰفرون ؕ۔

مُناجات بدرگاہ مجیبُ الدعوات

الٰہی احدی صمدی تورحیمی وکریمی ہمارے مُنہ شامت اعمال کی وجہ سے اس قابل نہیں کہ عرضِ حال کرسکیں۔ ہاں تیری ستاری وغفاری اور قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا کے سہارے اور تیری رحمتِ کاملہ کے ندا سے

بازآ بازآ بہر چہ ہستی بازآ — گر کافر و گبر و بُت پرستی بازآ
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست — صد بار اگر توبہ شکستی بازآ

لبیک پر ہم سب حاضرینِ جلسہ کی نہایت تضرع وزاری سے التجا ہے کہ مدرسہ اسلامیہ ہذا کو جس کی بنیاد ڈالنے واعراض مدرسہ کے پُورا کرنے تہ دل سے اہتمام بجالانے کی توفیق تو نے اپنے بندے آغا نعمت خان حفظہ اللہ تعالٰے کو عطا فرمائی ہے۔ بسرانجامی بوضع مذکور بالا عطا فرما اور آغا کو مع معاونین اپنے اس نیک ارادہ میں کامیاب فرما۔ آمین۔ آمین۔ آمین۔ واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہٖ شفیع المذنبین سیدنا مُحمّد واٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین یا ارحم الرّٰحمین۔

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو دُعاگوئی ودُعاجوئی مہر علیشاہ از گولڑہ

زیارت شریف ۹/۱۸/۶ مطابق ۲۹ ذیقعد ۳۶ھ

مکتوب نمبر ۲۶۴ — مولوی فتح الدین صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو مصائب وتکالیف سے نجات بخشے اور مقاصد دارین میں کامیابی عطا فرماوے آمین۔ تم اسی جگہ اپنی جگہ پر مقیم رہو۔ اپنے والد کی بے عنوانیوں کا خیال نہ کرو۔ والسلام

دُعاگو از گولڑہ مکتوبہ قاری صاحب

جمعہ فی القری کا مسئلہ کسی پیر بھائی کی طرف سے پیش ہوا تو حضور قبلہ عالم نے یہ جواب بدست خود تحریر فرمایا:۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

میں حنفی المذہب ہوں جس کی رُو سے جُمعہ قریٰ میں پڑھنا جائز نہیں۔ امصار میں بھی حکومت نصاریٰ میں احتیاطی پیشین پڑھتا ہوں۔ یعنے جمعہ فرض کرکے پڑھا جاوے اور بعد ازاں ظہر بھی احتیاطاً۔ میری نسبت الزام مندرجہ بالا تحریر کا منشاء بغیر از نافہمی یا عمداً افتراء کے سوا کچھ نہیں۔ سیال شریف میں بعہد ہمارے حضرت اعلیٰ خواجہ محمد شمس الدین صاحب رضی اللہ تعالٰے عنہ کے جمعہ نہیں پڑھا گیا۔ مجھے یاد ہے کہ مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفاً میں جناب فخر العلماء مولوی رحمۃ اللہ صاحب مرحوم مہاجر مکی بعد استفسار مسئلہ ہذا ازیں بے ہیچ جواباً میری اس رائے مسطورہ بالا سے اپنی رائے کا اتفاق ظاہر فرمایا تھا ہذا ما عندی والعلم عند اللہ۔ مسئلہ ہذا کی مالہا وما علیہا بالمشافہ عرض کی جاسکتی ہے۔ زیادہ تحریر کی فرصت نہیں۔

العبد الملتجی الی اللہ المدعو بمہر علیشاہ عفی عنہ ربہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۶۶ — مجبی ومخلصی میاں عبداللہ سلامت باشند

تسلیم۔ امابعد از ملاحظہ مکتوب آں محب کیفیت بوضوح پیوستہ آں محب را معلوم است کہ بوقت فرستادن روانہ کردن محض برائے دلاسا وشریک بودن درعین وقت غم ملک صاحب بود کہ تنہا نہ در رنج باشد اگر ما وشمارا وملک صاحب را آفتے کہ برملک صاحب آمدنی بود معائنہ شدہ بودے تا ایں قدر مصیبت کہ بہ نسبت آں کوہ نہایت یسیر است ہیچک متأثر نبودے فللّہ حسن الطاف خفیۃ۔ ملک صاحب را بعد از سلام ازیں مضمون اطلاع دادہ بگویند کہ جمعیت وہمت را کار بندند بچشم زدن ایام قلیلہ خواہند گذشت۔ ہنوز ہم خیرخواہان شما است۔ ہر قسم حتی الوسع باز نماندہ اند چنانچہ عنقریب انشاء اللہ العزیز بشرط مشیتہ او سبحانہ بظہور خواہد آمد ہمہ محباں را سلام مولوی صاحب وحافظ صاحب وغیرہ پیر بھائیاں را وزود ارادہ واپسی دارند۔ والسلام۔

الداعی مہر علی شاہ بقلم خود

مسئلہ سلبِ نعمت

مکتوب نمبر ۲۶۷

از مکتوبات جناب فضیلت مآب زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین حقائق ومعارف آگاہ حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب سکنہ گولڑہ ادام اللہ برکاتہم۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حقائق ومعارف آگاہ قدوۃ الانام زبدۃ الکرام معظمی ومکرمی جناب حضرت سجادہ نشین صاحب مدظلہ العالی

از خاک بوس درویشاں مہر علی شاہ تسلیم باتکریم مطالعہ فرمایند

امابعد مکتوبی مشتمل بر ارشاد آنجناب و جناب صاحبزادہ صاحب چکوڑی والا دربارہ جواب سوال سلب نمودن قلندر صاحب نعمت باطنیہ سلطان المشائخ رضی اللہ عنہ رسید ایں بے ہیچ را چہ مجال آنکہ در معرض بیان ماجرا بین اہل اللہ دم زدہ تواند لیکن چونکہ ماموراست مجبور و معذور۔

مخدوما! ابوعلی قلندر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دراصل شیخ شرف الدین نام دارد و از مشاہیر مجاذیب بودہ نسبت ارادۃ او با یکے از بزرگانِ عصر محقق نے مختلف فیہا است۔ بعضے گویند بخواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ ارادت داشت و بعضے گویند بشیخ نظام الدین اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہکذا ذکرہ المحدث الدہلوی فی اخبار الاخیار۔ ازیں تصریح بطلان ما اشتہر بین العوام اعنی سلب نعمت معلوم میشود۔ چہ بر تقدیر واقعیت سلب مذکور قول بہ نسبت ارادۃ او باسلطان المشائخ اصلاً صورت نمے بندد۔ و ہیچ یکے از ثقات ذکر سلب نعمت کما اشتہر بین العوام کالانعام نفرمودہ اصل واقعہ ایں است کہ جناب امیر خسرو علیہ الرحمۃ بداعیہ فرطِ محبت سلطان المشائخ بعد استماع نفس کلام رانی قلندر صاحب بدیں کلمہ کہ نظام الدین ولی نیست مبارک خان محبوب و مرید قلندر صاحب را باعث برگویانیدن ایں جملہ کہ نظام الدین ولی است از زبان قلندر صاحب گردید۔ قلندر صاحب بعد نسبتِ ولایت بآبا و اجداد مبارک خان تفحص فرمودند کہ گویانندہ کیست۔ مُبارک خان بجانب امیر صاحب اشارہ نمود۔ قلندر صاحب فرمودند از غلط فہمی سامعین بود کہ مراد از قول من نہ فہمیدند۔ گفتہ بودم نظام الدین ولی نیست بلکہ اولیا ہست یعنے صاحب یک ولایت فقط نیست صاحب ولایات متعددہ ہست۔ میگوید محرر سطور عفی عنہ کہ فرمودہ قلندر صاحب علیہ الرحمۃ واقعی و بجا است لاریب سُلطان المشائخ قدس سرہٗ مالک ولایات متعددہ است اعنی ولایت ذاتیہ و صفاتیہ و طفیلیہ لاعلیٰ نہج جعل کل صفۃ برزخاً مشہود الذات علیحدۃ تفصیلاً کما ہو مسلک بعض الکملِ من المتقدمین چہ والیان مشاہدہ محبُوب لایزالی طاقت تحمل ہجر طی برازخ و حجب صفات نمیدارند بل ھو عند ھو کفر و حرمان از برائے آنکہ ایں صاحب دولتان محمدیان اند کہ مخاطب بخطاب اُذْکُرُوْنِیْ ہستند۔ بیواسطہ حجاب نعم بخلاف اسرائیلیاں کہ گوش ہوش برخطاب اذکروا نعمتی بستہ اند۔ ع

بہ بین تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

بل علی سبیل انطواء کل صفۃ فی اُمّ الصفات ملحوظۃ تبعاکما اشیر الیہ من قبل و بلفظ الطفیلیۃ ینتج انہ العالم او انا العالم او انت العالم مع حفظ الوراثیۃ لا لعالم ھو لا لعالم انا ولا لعالم انت ولا بطریق الانحصار فی العالم من غیر حفظ الوراثیۃ فھو اذن لا متصل و منفصل ولا داخل ولا خارج ولا عین ولا غیر بل ھو الکل من غیر تکیف و قیاس چہ میگویم و چہ مے نویسم سبحانہٗ سبحانہٗ سبحانہٗ ع

ع تراچنانکہ توئی ہر نظر کجا بیند

ے اے بروں از وہم و قال و قیل من | خاک بر فرق من و تمثیل من

باز آمدم بر سرِ اصل سخن سید محمد ابن جعفر مکی قدس سرہٗ کہ در توحید و تفرید مسلم عند الکل بعد طے مقامات نزول بہجرہ فردیت فرمودہ آمد در بحر المعانی مے نویسد۔ اے محبُوب در مقام قطبیت از کل اولیا دو کس در مقام معشوقی رسیدہ اند و از امثال ایشاں دیگرے نرسیدہ۔ آں دو کس اے محبُوب کیانند۔ یکے شیخ محی الدین گیلانیؒ دوم شیخ نظام الدین بداؤنیؒ ہر دو را مشارب از رُوئے احمدی بود صلی اللہ علیہ وسلم۔ اے محبُوب نیک تامل کنی ہر چہ در قلم ایں فقیر رود بے مشاہدہ نیست۔ اے محبُوب روزے ایں فقیر در کشتی دریائے نیل مصر با خضر علیہ السلام مصاحب بودم و سخن در مشاہدہ آں لایزالی میرفت خضر نیز فرمود کہ شیخ عبد القادر گیلانی و شیخ نظام الدین بداؤنی در مقام معشوقی بودہ اند انتہیٰ۔ پس حسب تصریح ایں فرد حقیقت کہ از اعاظم خلفاء چراغ دہلوی است قدس سرہما جناب قلندر صاحب نارسیدہ بمقام حضرت محبُوب الٰہی رضی اللہ عنہ چہ گونہ سلب نعمت مے توانند۔ ثالثاً آنکہ فنا اتم ایں بزرگواران کہ موجب اتحاد کامل است کے روادارد کہ سلب نعمت یکے از شیراں ایں سلسلہ عالیہ مثل شاۃ شاذۃ فاذۃ بوقوع آید و سائر اہل سلسلہ بے خبر باشند اِلّا آنکہ مسلوب النعمۃ بودن ہم تا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جائز داشتہ شود۔ العیاذ باللہ۔ بشارتہائے آں شہباز فردیت اعنی گنج شکر قدس سرہٗ کہ در حق محبُوب الٰہی صاحب ارزانی فرمودہ اند۔ ہمہ منافی وقوع سلبِ نعمت ہستند۔ بلکہ اگر چیزے ازیں واقعہ بظہور آمدہ است۔ ہماں است کہ قلندر صاحب خبر جامعیت محبُوب الٰہی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہما دادہ و در قضیہ نظام الدین لیس بولی سلب راجع بقید است اعنی فقط نہ مقید ایں معنی را از خود نمے تراشم بل حدثنی ثقۃ عن ثقۃ۔ بتقیید ہذا المضمون فی الکتاب نقل است۔ روزے قلندران در خانقاہ علاء الحق بنگالی کہ خلیفہ شیخ سراج الدین الملقب باخی سراج ست و او خلیفہ حضرت محبُوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہم در آمدہ بودند و گربہ ہمراہ داشتند گربہ جائی برفت۔ قلندراں گفتند شیخ گربہ ما بیار۔ شیخ گفت کہ از کجا یابم۔ قلندرے گفت بر شاخ آہو۔ فرمود ہم از شاخ آہو بیابی دیگرے خصیہ نمود۔ فرمود از خصیہ بیابی۔ چوں بیروں آمدند قلندرے کہ ذکر شاخ کردہ بود گاوے آمد او را بشاخ زد و کسیکے خصیہ نمودہ بود چنداں آماسید کہ ہم دراں مرض ہلاک شد۔ ہکذا ذکرہ المحدث الدہلوی فی اخبار الاخیار۔

جائے انصاف بغور است غلامان غلام محبُوب الٰہی قدس اسرارہم بیک نفسے کارے قلندراں را تمام میفرمایند با خدمت محبوبان او کہ مقیمِ حریم لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ اند ہمسری و سلب نعمت از و شان چہ معنی دارد۔ آرے بوجدان صحیح معلوم مے شود۔ چونکہ عادت اللہ بر آں جاریست کہ ہر کہ فاضل تر محسود تر ابناء زمان باعث حسد کہ با جناب محبُوبِ الٰہی قدس سرہٗ داشتند قضیہ قائلہ نظام الدین لیس بولی را از خود تراشیدند۔ یا غیر مُراد قلندر صاحب را محمل قرار دادہ

یریدون لیطفئو نور اللہ را مصداق گشتہ اند۔ زیادہ مصدع اوقات گرامی بودن گستاخی است بر استدعا فاتحہ خیر ختم نمودہ میشود آفتاب ہدایت درخشاں باد۔ بخدمت ہمہ مقیماں درگاہ شریف تسلیم و نیاز۔

نصیحت

برادر بگوش ہوش باید شنید کل شیءٍ ھالك الا وجھه ۔میرود۔میرود۔میرود۔ واقف دم باش بیجا دم مزن۔

ہر آں کو غافل از حق یکزمان است | در آں دم کافر است اما نہاں است
چناں کُن جسم را در اسم پنہاں | کہ میگردد الف در بسم پنہاں

از شاہراہ اسم پاکش نظر بسوئے مسمی بیفگن۔ اسم خواندی مسمی را بجوئے حق۔حق۔حق۔حق۔حق۔حق۔ چونکہ ہوالظاہر است بہ بیں گویم مناسب بل واجب تعین قلبی، روحی، سری، خفی، اخفی ہمہ راشکستہ بے کیف را بچشم یقین باید دید۔ اے برادر بے نہایت درگھسیت ہر چہ آید بر تو پس آنجا مائیست برادر تا دام صدف دل را بذکر بافکر شکستہ غوطہ نخوری گوہر مقصود بدست نخواہی آورد۔ بیت

اے آنکہ ہزار ہا گبر مسلماں کر دی | یک گبر دِگر مسلمان کنی چہ شود

مہر علی شاہ (ساکن گولڑہ ضلع راولپنڈی)

مکتوب نمبر ۲۶۸ مجبی و مخلصی پیر ولایت شاہ صاحب حفظک اللہ تعالےٰ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ محبوب عالم اور حافظ فضل الدین دونوں گھروں کو گئے ہوئے ہیں آپ کے محبت نامہ جات کی وصولی پر دُعا کی جاتی ہے۔ ہر ایک رفیق یہاں کے رہنے والوں سے مجھ تک پہنچانے میں مقصر نہیں رہا۔ جو کچھ قصور ہے میرا ہی ہے۔ بہر کیف مجیب الدعوات پرستاری حاجت براری کا کامل بھروسہ ہے۔ اس وقت خدا یار و فتح دین و غلام محمد نذر بردار مجھ پر سوار ہیں کہ لوگوں کے کام ہوتے ہیں اور ایک شریف آدمی سچے مخلص کا معمولی کام ابھی تک التوا میں کیوں ہے۔ ان لوگوں کو یہ معلوم نہیں کہ (کیوں) کا استعمال بے محل ہے۔ فَعالٌ لِمَا یُرِیْد والمرجو ھوالاجابة مائی صاحبہ کو اللہ تعالیٰ شفاء کامل عطا فرمائے۔ والسلام۔

العبد الملتجی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ بروز جمعہ

مکتوب نمبر ۲۶۹ مجبی و مخلصی پیر ولایت شاہ سلامت باشند

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ امّا بعد میں بخیریت ۱۲ شعبان گولڑہ میں پہنچ گیا ہوں۔ سب طرح سے

خیریت ہے۔ جناب مولوی محمود صاحب کو سلام پہنچا دیں۔ زیادہ دُعا۔

مہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۷۰ مخلصی فی اللہ پیر ولایت شاہ صاحب حفظکم اللہ تعالےٰ

بعد سلام علیکم کہ آج بروز دوشنبہ حضرت محمود صاحب کا تار بدیں مضمون موصول ہوا کہ مدعی کا دعویٰ خارج اور ہمارے سب حقوق بحال رہے۔ والسلام۔ گاڑی میں ع (رسید مژدہ کہ ایام غم نخواہد ماند) کا مطلب یہ تھا۔

داعی از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۷۱ مجبی و مخلصی پیر ولایت شاہ صاحب سلامت باشند

بعد از سلام و دُعا اینکہ داعی بعارضۂ بخار شدید چند یوم مبتلا ماندہ بالفعل نیز ضعف لاحق طبع است طاقت ملاحظہ خطوط احباب نیست بجواب عنایت نامہ ہمیں قدر نوشتن را غنیمت شمردم۔ سلام و دُعا۔

داعی مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۲۷۲ مخلصی فی اللہ پیر ولایت شاہ صاحب حفظکم اللہ تعالےٰ

بعد از سلام علیکم۔ کہ آج میاں عبداللہ سے معلوم ہوا کہ جناب مائی صاحبہ مرحومہ غفر اللہ لہا انتقال فرما گئی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کو مورد رحمت و مغفرت فرمائے۔ ہر روز بلاناغہ ان کے رُوح کو ارسال ہدایا و تحائف کلام سے مسرور کیا کریں۔ میں بیمار ہوگیا تھا۔ بوجہ غلبہ یبوست جائے دیدم کہ مدۃ العمر ندیدہ ام۔ اب بفضلہٖ تعالیٰ اچھا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آئندہ خیریت کرے۔ والسلام

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ ضلع راولپنڈی

مکتوب نمبر ۲۷۳ مخلصی فی اللہ جناب ماسٹر غلام حیدر صاحب وفقکم اللہ لما یحب و یرضیٰ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ جناب نے اپنے عنایت نامہ مرسلہ بسبیل ڈاک میں حضرت عُمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ والی حدیث ذیل کے متعلق (اسمع صلوٰۃ اھل محبتی واعرفھم وتعرض علی صلوٰۃ غیرھم) تحریر فرمایا ہے کہ یہ حدیث احادیث صحاح کے مخالف و متضاد ہے۔ جب دُنیا میں سمع بعیدی ثابت نہیں تو حیات برزخی میں کیونکر ہو سکتا ہے۔ بیہقی والی حدیث سے بعیدی سماع بذریعہ ملائک سمجھا جاتا ہے اور اس میں اہل محبت بھی داخل ہیں۔ ہاں اگر اللہ قدیر چاہے تو سمع غائبانہ صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر مسلین خاص فی الدنیا و فی البرزخ ہر طرح سے ممکن ہے مگر اس پر نص چاہیئے۔ عنایت نامہ کے ضمیمہ میں جناب نے دو حملے صُوفیائے کرام پر فرمائے ہیں۔ پہلے جُملہ میں بزعم خود

اُن کا تعصب وجہالت اور دُوسرے میں معاذ اللہ ان کا الحاد وکفر وزندقہ بوجہ ایجاد توحید (ہمہ اوست) برخلاف توحید تبلیغی ثابت کیا ہے۔ اقول بتوفیق اللہ وتوقیفہٖ (ہمہ اوست) والی توحید مبتینہ صوفیا کو جناب نے کیا بلکہ کل محجوبوں نے نہیں سمجھا۔ (ہمہ اوست) میں (او) کا مرجع حق سُبحانہٗ وتعالےٰ من حیث الذات نہیں بلکہ من حیث الظہور ہے۔ کما صرح بہ الشیخ الاکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ مراراً فی الفتوحات حق سبحانہٗ وتعالےٰ کو من حیث الذات غنی عن العالمین ومتبائن خلق مانتے ہیں اور من حیث الظہور ظاہر وتجلی فی المظاہر۔ بغیر اس کے ایمان بجمیع ما فی القرآن وما جاء بہ النبی علیہ السلام متصور نہیں ہوسکتا۔ اِسی پاک گروہ ہی کو ایمان لیس کمثلہٖ شیئٌ کے ساتھ من حیث الذات اور وہوالظاہر کے ساتھ من حیث ظہور وتجلی حاصل ہے۔ بغیر اس کے تحوّل فی الصور والی حدیث مندرجہ صحیح بخاری وغیرہ کا کوئی مضمون مفصل متصوّر نہیں ہوسکتا۔ مشبّہ کو (لیس کمثلہٖ شیئٌ) سے بہرہ نہیں منزہ محض کو آیۃ ہوالظاہر اور حدیث تحوّل وغیرہ سے حظ نہیں۔ سچ ہے۔

چشمِ مشبّہ زجمالِ تو کور　　عقل منزّہ زکمالِ تو دُور
حادیٔ تشبیہہ چو محمل براند　　رفت بمعمورہ ودرِ گل بماند
ناقۂ تنزیہ چو تنہا فتاد　　پائے زمعمورہ بصحرا نہاد

والحق ہوالجمع بین التنزیہ کما ورد لیس کمثلہٖ شیئٌ والتشبیہ کما نصّ علیہ فی (وہوالظاہر) وفی حدیث البخاری ہو یتجلی ہو سُبحانہ یوم القیٰمۃ فی صورۃ انکروھا الخ بمضمونہٖ اہل بصیرت پر اس سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ ایمان بجمیع ما جاء بہ الرسل علیہم السلام کے ساتھ اس پاک گروہ کو حاصل ہے۔ جس کو محجوبین بزعم خود ملحد ومشرک وکافر واکفر سمجھتے ہیں۔ رہی (اسمع صلوٰۃ اَھل محبتی الخ) والی حدیث جس پر آپ لکھتے ہیں کہ سمع غائبانہ اللہ قدیر چاہے تو ممکن ہے مگر اس پر نص چاہیئے۔

الجواب قرب نوافل والی حدیث لایزال العبد یتقرب الی اللہ بالنوافل حتی کنت سمعہ الذی بہ یسمع الخ مسلّم الصحۃ مندرجہ صحاح سے بڑھ کر اور نص کیا ہونی چاہیئے۔ مگر خیال رہے کہ اس سے بھی اہلِ مشاہدہ محظوظ ہوتے ہیں۔ محجوب کو تقریبی انکار بعنوان تاوِیل یا خسران باندراج فی المشتبہات نصیب ہے! ور اہلِ محبّت سے مراد وہ کامل مومن ہے جن کو فنا فی الرسُول کا مقام حاصل ہے اور یہ حدیث ان کے کشفیات سے ہے اور محققین کے ہاں حدیث کشفی کو قوۃ وصحۃ میں ترجیح ہے اُس حدیث پر جو بذریعہ رواۃ ہمارے تک پہنچے گی۔ کما فی الفتوحات وغیرہ۔

قرآن کریم اور دلائل الخیرات پڑھنے والوں کو تعمیل (صلّوا علیہ وسلموا تسلیماً اور فاقرءوا ما تیسر منہ اور رتل القراٰن ترتیلا) ضروری ہے نہ یہ کہ احادیث سے فضائل کی تصحیح اور ان کے رواۃ کی تنقید اور اہلِ محبت اور فنا فی الرسُول کو تجربہ ومشاہدہ مراراً کرۃ بعد اُخریٰ

ایسے سمع نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ سمع فانی فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ چنانچہ سیدنا عبدالقادر جیلی وغیرہ علیہم الرضوان اوطان بعیدہ سے ہوچکا ہے۔ تھوڑے عرصہ کی بات ہے کہ ایک عقیدت مند نے تقریباً بارہ یا ساڑھے بارہ بجے دن کے بارگاہِ غوثیہ بغدادیہ میں مضطربانہ فریاد کی تھی۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ اسی وقت شملہ سے تار ضلع کامل پور میں پہنچا کہ محمد حسین کو پھانسی کی سزا نہ دی جاوے۔ حالانکہ گورنمنٹ اس کے حق میں اس سزا پھانسی سے بڑھ کر اور سزا دینا چاہتی تھی۔ اور پھانسی کا حکم قطعی بمنظوری سائر حکام ہوچکا تھا۔ پھانسی دینے کو تیار تھے کہ تار پہنچا۔ مجھے زیادہ فرصت نہیں کہ حدیث کا مخرج تلاش کروں اور نہ اس کی ضرورت ہے۔ آپ کا خیر خواہ۔

دُعا گو مہر علیشاہ از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۷۴

موجُودہ زمانہ میں بوجہ عدم اتباع اہل اللہ وعدم تکمیل علوم ظاہر یہ شیخ اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ جیسے انسانِ کامل وارث النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اخباروں میں حملے ہورہے ہیں۔ کوئی لکھتا ہے کہ شیخ نے فصوص الحکم میں خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کو مستفید از خاتم الاولیاء۔ یعنے نفس شیخ رضی اللہ عنہ لکھا ہے۔ حالانکہ شیخ فتوحات میں جائے بجائے تصریح فرماتے رہے ہیں کہ کل انبیاء علیہم السلام نواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں اور مستفید فضلاً عن الاولیاء۔ اور فصوص کے خطبہ میں تصریح فرمادی ہے کہ حقائق ومعارف مندرجہ فصوص مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچے ہیں۔ اس سے اہل انصاف سمجھ سکتے ہیں کہ استفادہ خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم از خاتم اولیاء۔ والے مسئلہ کا مضمون ومفاد ومراد وہ نہیں جو قاصر العلم فاقد الاشراق کا بناء الزمان نے سمجھ رکھی ہے۔ ہدایت ونصیحت اہل اللہ کا کلام سمجھ میں نہ آوے تو اس کو رد اور انکار سے پیش نہ آنا چاہیئے۔ والسلام

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۲۷۵

اے دستگیرِ عالم دست مرا بگیر　　دستم چناں بگیر کہ گویند دستگیر
گدا چوں کرم بیند و لطف و ناز　　نگردد ز دنبال بخشندہ باز

قبلۂ حاجات سلامت باکرامت تا قیامت خوش رہیں

بعد نیاز بے انداز بعد تسلیم مع التعظیم عرض آنکہ وقوف زمانی اور وقوف عددی کس طریق سے کیا جاتا ہے اور کون اسم ان میں پڑھا جاتا ہے۔ بالتفصیل مع اجازت تحریر فرمائیں۔ دیگر عورت اپنے گھر میں نفی اثبات کا جہر کرسکتی ہے یا نہ۔ دیگر بعد انتقال رہنمائے کے دُوسرے پیر طریقت سے بیعت کرسکتا ہے یا نہ۔ فقط بالتفصیل تحریر فرمائیں۔ عین کرم وشفقت ہے ؎

کثرتِ سائل نسازد اہلِ ہمت را ملول　　　آبِ دریا کم نگردد از ہجومِ تشنگاں

حفظکم اللہ تعالےٰ

بعد سلام آنکہ قلب مجازی (مضغہ صنوبری) پر توجہ رکھ کر اللہ اللہ کہا کریں اور زبان کو بند رکھیں۔ (۲) عورات ذکر جہر کر سکتی ہیں۔ (۳) بعد انتقال شیخ طریقت دُوسرے شیخ سے بیعت کرنی جائز لکھتے ہیں۔ فقط　　　دُعا گو دُعا جو مہر علی شاہ بقلم خود

۴ بجے صبح کا وقت تھا۔ حضور قبلہ عالم مدظلہ العالی اپنے شغل میں تھے۔ حافظ قوال کا بیان ہے کہ میں غزل کہہ رہا تھا۔ جب میں نے یہ شعر پڑھا:

جفا کم کن کہ فردا روزِ محشر　　　بروئے عاشقاں شرمندہ باشی

تو حضرت مدظلہ العالی نے ہاتھ سے منع فرمایا کہ اس طرح مت کہو۔ کیا اب تک کسی نے یہ غلطی نہیں نکالی۔ بلکہ یوں کہو:

بتختِ اصطفاء تا زندہ باشی　　　بلوحِ حمد بردارندہ باشی

اِس واسطے کہ پہلے تو خود شاعر نے کہا ہے:

بملکِ دلبری پائندہ باشی　　　بخوبی ہمچوں ماہ تابندہ باشی

پھر یہ شعر کیسے مناسب ہو سکتا ہے۔

۲۷ صفر ۱۳۳۴ھ

واحد العین است یکسو بنگرد　　　از ہمہ رفقاء علیحدہ مے رود
ربنا انا ظلمنا الاماں　　　ان نسینا توز دستش دہ اماں
یا ملا ذا الکل یا کہف الورےٰ　　　اینست اعور بخنا یا ربنا

۲۸ صفر ۱۳۳۴ھ

گوئمش ہر چند لیکن نشنود　　　ہر کسے بر خلقتِ خود مے تند
خلقتش یک چشمی است واحولی　　　رب فاسلکہ صراطاً مستوی
کور باطن گفتمت اے بوڑیا　　　بالمقابل مے دہم حالا دُعا
حق تعالیٰ نورِ ایمانت دہاد　　　جان و جسمت دائما در فرح باد
مخلصی فی اللہ غلامِ مرتضےٰ　　　از شرارت کور باطن قد نجیٰ
آرے آنانکہ غلامِ حیدر اند　　　از دل و جاں شاں رہینِ صفدر اند

گوئے سبقت مے برند از ہر کسے　　　دارند از مولا علی نصرت بسے
کیست مولائے علی مولائے کل　　　ہکذا قد قالہ خیر الرسل
از نفوسِ ماست اولیٰ تر نبیؐ　　　پس علی را ایں چنیں داں یا اخی
گشت اوّل از ہمہ نور نبیؐ　　　بود اقرب با او آں نورِ علی

۱۹ ربیع الاوّل ۱۳۳۴ھ

جامع علم و حیا آں با وفا　　　مخلصی فی اللہ غلامِ مرتضیٰ
صانہ الرحمٰن من نار السقر　　　وقتِ ما خوش کرد اندر ایں سفر
جذبۂ عشقست ساری در جہاں　　　اصل کل جذبات فاحببت بداں
ہست بے صوت جناب قدس حُب　　　قد تجلی فی غیابات الحُجُب
داں جنودِ مجندہ ارواح را　　　ما ائتلف نہ کشد اشباح را

چک نمبر ۹، جنوبی

دل نمے خواہد شوی از ما جُدا　　　اے محبِ با صفا از دل غلام مرتضیٰ
بشنو از نے چوں حکایت میکند　　　وز جُدائیہا شکایت میکند
آہیں مارے درداں بھریاں بینسری　　　وطن تھیں ہویاں جُدا قسمت سڑی
کیوں نہ روواں تے رواواں جگ نوں　　　کے کراں کیکر چھپاواں اگ نوں
یار تھیں شالا یار نہ تھیوے جُدا　　　یا علی امسک غلامک عندنا

مکتوب نمبر ۲۷۶　　　مجتبی و مخلصی محمّد بقا سلمہ ربہٗ

تسلیم: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ۔ محا سخن ہر کس بقدر ہمت اوست حسب مفاد آیۃ کریمہ وما قدروا اللہ حق قدرہٖ عظمت و کبریاء مسمی و اسم ہر دو از قلوب محجوباں مستور برائے رفع ہمیں غشاوۃ مشائخ اہلِ ارادت را بریاضت شاقہ امر فرمودہ اند تا بعد وضوح قد افلح من تزکی قابل نعمت وذکر اسم ربہ شود و ظہور و استیلاء عظمت اسم پاک اعنی اللہ بر لوحِ دل چہرہ افروز د و من بعد موئی کشانش در محفل فصلی برساند کر ع اسم خواندی رو مسمی را بجوئی نقد وقت گردد۔ خود مے دانند کہ ذات متتبع صفات است پس اعظمیت اسم الذات راست از سائر اسماء شنیدہ و دیدہ باشند۔ بسطامی علیہ الرحمۃ را اسم اعظم پرسیدہ بُودند فرمود تو اسم اصغر بنما تا کہ تُرا اعظم بنمایم۔ غوث اعظم قدس سرہٗ در ہمیں باب میفرمایند خل قلبك عن الكونين ثم قل الله ایں جا مصقلہ رومیہ را کار بستن اولاً از اہم مہمات است نقوش چینیہ خود بخود تجلی عکسی فرمودہ مجلی مینمایند چہ خلاء محال است حقائق و معارفِ توحید وجودی از قبیل مضامین ابناء زمان نیست علم حالی است از قال محض تحریراً

کان او تقریراً ہر چہ مے آید معذور خواہند فرمود۔ والباقی عند التلاقی۔

مکتوب نمبر ۲۷۷ مخلص فی اللہ محمد شاہ صاحب حفظک اللہ علیٰ صراط المستقیم

بعد سلام آنکہ۔ آپ کا خط در بارہ شیوع مذہب بھائی پہنچا۔ فرقہ بہائیہ کا معاذاللہ نسخ شرع مُحمّدی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس آیت کو پیش کرنا (یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہٗ الف سنۃٍ مما تعدون) غلط محض اور بالکل لچر و بیہودہ خیال ہے۔ اس قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ما کان مُحمّدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسُول اللہ وخاتم النبیین۔ خاتم النبیین اسی کو کہا جاتا ہے کہ اس نبی کے بعد کوئی اور نبی نہ ہو۔ ایسا ہی حدیث شریف میں ہے (ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا نبی بعدی) یعنی پیغمبری ختم ہو چکی ہے۔ میرے پیچھے کوئی نبی نہ ہو گا۔ پھر بہاء الدین وغیرہ کیسے پیغمبر ہو سکتے ہیں اور شرع مُحمّدی کس طرح منسُوخ ہو سکتا ہے۔ آیت یدبر الامر کا مطلب یہ ہے کہ خدائی بادشاہت اور کاروائی کے تدابیر دُنیا میں آسمان سے زمین کی طرف اُترتے رہتے ہیں۔ پھر قیامت آنے پر یہ سب تدابیر دُنیاوی امور جاتے رہیں گے۔ اور وہ قیامت کا دن بوجہ شدت اور سختی کے کافر پر اس قدر لمبا اور دراز معلوم ہو گا کہ گویا ہزار سال کا دن ہے۔ جیسا کہ سورۃ سجدہ کی آیت مذکورۃ الصدر میں (الف سنۃٍ مما تعدون) آیا ہے۔ یا وہ قیامت کا دن سخت ہولناک کافر کو پچاس ہزار سال کا معلوم ہو گا چنانچہ سورۃ معارج میں (خمسین الف سنۃ) وارد ہے۔ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ ایک آیت میں ہزار سال اور دوسری میں پچاس ہزار سال تو ایک آیت دُوسری کی مخالف ٹھہری۔

جواب: اس لئے کہ ہزار سال اور پچاس ہزار سال سے مُراد یہ ہے کہ کافر کو بہت لمبا اور دراز معلوم ہو گا۔ اس کی درازی کو خواہ ہزار سال کہے خواہ پچاس ہزار سال۔ اور مومن کو وہ دن نماز فرضی کے وقت ادا سے کم مقدار معلوم ہو گا۔ چنانچہ حدیث شریف میں یہی مضمون ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آیت (یدبر الامر) الآیۃ کا مطلب وہ نہیں جیسا کسی جاہل نے نسخ شرع محمدی کے بارہ میں سمجھا ہے۔ وہ جاہل یہ بھی نہیں سمجھتا ہے کہ اگر اس آیت کا مطلب یہ ہوتا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کیسے ٹھہرتے۔ جبکہ معاذ اللہ بہاؤ الدین مع کتاب آسمانی آپ کے بعد آنے والا پیغمبر ہوتا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسلام اور شرع مُحمّدی کو جہال اور بے دینوں کے حملوں سے بچائے۔ والسلام

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علیشاہ عفا عنہ ربہٗ بقلم خود از گولڑہ

۷ ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ

مکتوب نمبر ۲۷۸ مخلص فی اللہ مولوی غلام مُحمّد صاحب حفظک اللہ تعالےٰ

بعد سلام و دُعا اینکہ۔ ایک خط نامعلوم الاسم کا مجبُوب عالم کی جانب اس غرض سے آیا ہے کہ آپ دریافت فرما کر مجھے مطلع فرمادیں کہ آیا فلاں دُعاگو ہم پر ناراض تو نہیں۔ ہم نے کئی خطُوط بھیجے ہیں اور جواب سے محرُوم ہُوں۔ رسمِ خطی سے معلوم ہوا کہ آپ کا خط ہو گا۔ بناء علیہ جواباً لکھا جاتا ہے کہ ناراضگی کا کیا معنی۔ کیا جو اہل اخلاص سچے مخلص ہوں اُن پر ناراضگی متصور ہو سکتی ہے۔ جواب نہ لکھنا بوجہ ضعف یا امر آخر موجب ناراضگی تصور نہیں کیا جا سکتا۔ بالکل مطمئن رہیں۔ مولوی حافظ و مولوی صاحب کو دُعا و سلام۔

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ الداعی بالخیر المدعو بمہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۷۹

اشعار

(از حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ)

راوی از ہجراں شکایت مے کند　　از وصالش ہم روایت مے کند
گشتہ ام مہجور تر از اصل خویش　　تیز تر پویم برائے وصل خویش
آمدم از بحر و مے پویم باد　　روزگار وصل مے جویم باد
راوی و مروی و مروی عنہ ہم　　گشتہ چوں ہجرانُ وصل اینجا بہم
وہم ظلِ علم او ظلِ وجُود　　داند او کو راست وا چشمِ شہود

دیگر

باوجود خم ابروئے تو ام مے خواند　　زاہد بے خبر از عشق بمحراب نماز
لیک در شرعِ وفا نیست نمازے بہ ازیں　　کہ کنم روئے ادب پیش تو بر خاک نیاز
مے بتوحید برد از الف قامتِ تو　　ہر کہ ادراکِ حقیقت کند از راہ مجاز
مابیادِ تو زندہ مے مانیم　　ورنہ ہجراں نمے کند تقصیر

مکتوب نمبر ۲۸۰ مخلصی فی اللہ حکیم اللہ دین صاحب حفظکم اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ باعث تحریر آنکہ حامل رقعہ ہذا مخلصی مولوی کمال الدین آپ کی خدمت میں بغرض علاج حاضر ہوتے ہیں۔ ان کا علاج حتی الوسع کوشش کے ساتھ فرمائیں۔ یہ شخص ہمارے مخلصوں میں سے ہے۔ والسلام۔

حضور پاکپتن شریف تھے اور حضور کے قوال خواجہ محمود صاحب کی خدمت میں جاکر روزانہ قوالی کرتے تھے۔ ایک دن حضور نے ان سے دریافت فرمایا کہ آج کیسے رہی۔ قوالوں نے عرض کی یہ غزل گائی ہے: سینہ مالا مال الخ اور خواجہ صاحب نے بہت پسند فرمائی ہے۔ اس پر حضور نے یہ املا کرائی اور فرمایا کہ کل اصل اور یہ غزل شعر بشعر وہاں گانا۔ چنانچہ خواجہ صاحب سُن کر حیران ہوئے اور مقطع سُن کر سر ہلانے لگے۔

غزل

(از حضور قبلہ عالم مدظلہ العالی)

سینہ مالا مال درد است و بجوید ہر دمے | درد بر درد دگر زخمے بجائے مرہمے
قرعہ فالش بنامِ آدمِ خاکی زدند | رگِ گل بود نے دل کہ بادردے بجوید مرہمے
دل کند زخمِ رفوگر مہرباں دارد طلب | نوکِ مژگاں را صبا بارِ دگر گو مرحمے
بستہ شد اندر ازل خاطر بداں شورِ جہاں | کز نسیم تابِ زُلفش حُوریاں پیچیدہ ہمے
اکحل العینین املح و ازج الحاجبین | سُرمہ گیں چشمے کماں ابرو ملیحے ارحمے
روئے تاباں والضحیٰ واللّیل مویش ذاسجیٰ | واذ فتحنا یشش لوای یٰسین از متبسمے

دوش در گوشم رسیدہ از سگانِ کُوئے دوست
مہرِ مارا کے سزد ہر خود پرستے بیغمے

مکتوب نمبر ۲۸۱

تقریظ کتاب انوار قادریہ

از حضور پُر نور عالیجناب سراج السالکین زبدۃ العارفین فخر الاسلام والمسلمین زیب گلزار مُصطفوی زینت چمن مرتضوی شمس العلماء اسلام آیت من آیات اللہ حضرت مولوی حاجی پیر مہر علی شاہ صاحب گیلانی قادری چشتی سجادہ نشین گولڑہ شریف ادام اللہ فیوضہم۔

الحمد للہ رب العٰلمین اولاً و اٰخراً والصلوٰۃ والسلام منہ باطناً وعلیہ ظاہراً وعلیٰ اھل بیتہٖ وعترتہٖ الطاھرین واصحابہٖ طُرّاً والذین اتبعوھم باحسان الیٰ یوم الدین۔

امابعد رسالہ انوار قادریہ میرے ملاحظہ سے گذرا۔ علاوہ حُسنِ مضامین کے بوجہ ذکر ساداتِ کرام علیہم الرضوان طرزِ بیان وعبارت عام فہم کی رو سے بھی ناظرین اہلِ اسلام کے لئے عموماً و معتقدین وشائقین سلسلہ قادریہ کے لئے خصوصاً میری ناقص رائے میں مفید عام وموجب خیر و برکت ثابت ہوا ہے۔ جزی المصنف ربہ عن ناظریھا۔ چونکہ رسالہ ہذا بوجہ اشتمال بر ذکر آں

محو در شہود ذات ومنصبغ بصبغاتِ صفاتِ آں قائل قدمی ہذہٖ علی رقبۃ کل ولی اللہ آں مبرا از التفات بماسوی اللہ آں غوث اہالیان ارض وسما آں وارثِ اسرار وعلوم جدیہ فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ آں مرکز ونقطہ جتبیہ دائرہ وجود محبُوب ربانی امام الثقلین محی الدین سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس قابل نہیں کہ بعض دیگر مسائل ومصنفات کی مانند صرف معمولی تقریظ پر اکتفا کیا جاوے۔ لہٰذا تیمناً و تبرکاً فوائد وقلائد دُررِ غرر ذیل سے محلی وموشح کرنا اس کا غیر مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

فائدہ:۔ آپ کا سچا اور پاک فرمان ذیل کہ (یہ قدم میرا ہر ولی کی گردن پر ہے) از قبیل شطحیات نہیں جیسا کہ کم ظرف لوگ کم حوصلگی کی وجہ سے ایسے دعاوی کیا کرتے ہیں۔ بلکہ مقام صحو واستقامت وتمکین میں بوجہ مامور ہونے کے ایسا فرمایا گیا ہے۔ بوجوہ متعددہ۔

ا۔ اگر یہ فرمان امر خداوندی کی تعمیل نہ ہوتا۔ بلکہ معاذ اللہ کم حوصلگی کے باعث صادر ہوتا۔ جیسا کہ بعض متصوفین موجُودہ زمانے کا خیال ہے۔ تو پھر آں کاسر اصنام غیر وغیریت آں ناصب خیام وحدت و احدیت آں مرکز دائرہ پُرکار وجود آں مہبط تجلیات وانوار شہود آں گوئے از ہمہ بُردہ۔ درحق پرستی آں قطب الوحدۃ خواجہ خواجگان معین الحق والدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بروقت صدور فرمان عالی سب سے پہلے سر تسلیم خم نہ فرماتے۔

ب۔ بوجہ کمال اتباع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم مثل قول علیہ السلام انا سید ولد اٰدم وبیدی لواء الحمد یوم القیمۃ وغیرہ وغیرہ یہ فرمان صادر ہوا۔

ج۔ آپ ایسے اقوال کے صدور کا منشاء قول ذیل سے بیان کرتے ہیں۔ وما قلت قولی ھذا والا وقد قیل لِیْ۔ یعنی میں از خود ایسی بات نہیں کہتا ہوں بلکہ من جانب اللہ ارشاد ہوتا ہے کہ ایسا کہو۔

د۔ رئیس المکاشفین شیخ اکبر قدس سرہٗ فتوحات کے باب ۳۷ میں بعد ذکر اقسام اولیاء اللہ فرماتے ہیں: ومنھم رضی اللہ عنھم رجل واحد وقد تکون امرأۃ فی کل زمان اٰیتہٗ (وھو القاھر فوق عبادہ) لہ الاستطالۃ علی کل شیئٍ سوا اللہ شھم شجاع مقدام کثیر الدعویٰ بحق یقول حقا ویحکم عدلاً کان صاحب ھذا المقام شیخنا عبدالقادر الجیلی ببغداد کانت لہ الصولۃ والاستطالۃ بحق علی الخلق کان کبیر الشانؓ۔ یعنی اولیاء اللہ میں سے ایک ولی ایسا ہوتا ہے کہ سوائے حق سبحانہٗ تعالیٰ کے ہر چیز پر غالب متصرف رہتا ہے اور پُر زور دعاوی کرتا ہے۔ مگر اس کا دعویٰ اور اس کا بول بالا سچا ہی ہوتا ہے۔ ایسا ہی حکم اس کا بھی عدل وانصاف سے ہوتا ہے۔ اس مقام کے صاحب بغداد میں عالی جناب شیخ ہمارے عبدالقادر جیلی گویا آیۃ وھو القاھر فوق عبادہٖ کا مظہر تھے۔ اسی باب ۳۷ میں لکھتے ہیں کہ محمدؐ اوانی المعروف بابن قائد افراد میں سے تھے۔ اولیاء افراد وہ ہوتے کہ

جو خضر علیہ السلام کی طرح دائرہ قطب سے خارج ہوں۔ عالیجناب غوث پاک قدس سرہٗ محمدؒ اوانی مذکور کے بارہ میں فرمایا کرتے تھے کہ یہ اولیاء افراد سے ہے! در یہ محمدؒ اوانی غوث پاک کے اصحاب و خدام میں سے تھے۔ حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی تصریح ہذا سے نتائج ذیل ثابت ہوئے:۔

۱۔ عالیجناب نہ صرف مقام غوثیہ کے مالک تھے بلکہ اس سے بالاتر تھے۔

۲۔ آپ ہر شئے پر سوائے خدائے عزوجل کے غالب و متصرف تھے۔

۳۔ ایسا شخص لاف زن و کم ظرف نہیں ہوتا۔ بلکہ سچّا اور صاحب تمکین ہوا کرتا ہے۔

۴۔ ہر زمانہ میں ایسا ولی ہونا چاہیئے۔ اسی باب میں ہے۔ وہ عبارت جس سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے مگر خوف طوالت کی وجہ سے نقل نہیں کی گئی۔

۵۔ حضرت شیخ کے زمانے میں اس تصرّف کا مالک حسب تصریح شیخ رضی اللہ عنہ ایک ولی تھا۔ مگر اسی باب میں لکھتے ہیں کہ گویہ ولی مقام وهو القاهر فوق عباده میں ہے لیکن شیخنا عبدالقادر رضی اللہ عنہ میں علاوہ مقام ہذا کے اور وجوہ فضیلت بھی موجود تھے۔ چنانچہ سیدنا عبدالقادر و سیدنا خواجہ نظام الدین ہر دو مقام محبُوبیت میں شریک ہیں۔ مگر حسب تصریح حضرت خواجہ نظام الدین اورنگ آبادی حضرت خواجہ نظام الدین محبُوب الٰہی دہلوی سیدنا عبدالقادر سے مستفید ہیں۔ (نظام القلوب ملاحظہ ہو) اور نیز محبوبیۃ قادریہ عالمگیر ہے اور محبُوبیۃ نظامیہ کئی قطعات ارض تک نہیں پہنچی۔ رہا لفظ سُبحانی و الٰہی سو مقام جذب و محبُوبیت سے جیسا تناسب کہ لفظ سُبحان کو ہے لفظ الٰہ کو نہیں۔ کما قال الله تعالٰى سُبۡحَانَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِهٖ لَیۡلًا اور نہ لفظ الٰہ ذات بحت پر دال ہے۔ بلکہ سُبحان کہ رُتبۂ ذات کا نام ہے۔ (فتوحات و شرح فصوص ملاحظہ ہوں) حضرت مجدد الف ثانی دُوسرے جلد کے آخری مکتوب میں حضرت غوثِ اعظم کے بارے میں فرماتے ہیں۔ وصول فیوض و برکات دریں راہ بہر کہ باشد از اقطاب و نجبا بتوسط شریف او مفہوم مے شود۔ چہ ایں مرکز غیر او را میسر نہ شدہ الخ

اس موقعہ پر برائے فائدہ مندرجہ ذیل سوالات و جوابات بھی درج کئے جاتے ہیں۔

سوال : لفظ ولی اللہ اصحاب کرام پر بھی بدلیل قولہٗ تعالٰی الله ولی الذین اٰمنوا و سائر آیاتِ قرآنیہ بولا جا سکتا ہے۔ تو حسب قول مذکور چاہیئے کہ آپ کا قدم اصحاب کرام کی گردن پر بھی ہو۔ حالانکہ یہ مسلّم امر ہے کہ کوئی ولی خواہ کیسا ہی کامل ہو صحابہ کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

جواب : متاخرین کے عرف و محاورہ میں ولی اللہ ماسوٰی اصحابی پر بولا جاتا ہے۔

سوال : عبارت فتوحات مسطورہ بالا سے یعنی له الاستطالة على كل شيئٍ سوى الله پایا جاتا ہے کہ ایسے ولی کا تصرف انبیاء علیہم السلام پر بھی ہوتا ہے۔

جواب : عالیجناب رضی اللہ عنہ کا زمانہ انبیاء کا زمانہ نہ تھا۔

سوال : لفظ (فی کُلِّ زمان) مندرج عبارت فتوحات مسطورہ بالا سے پایا جاتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے زمانہ میں بھی ایسے ولی کا ہونا واقعی امر ہے! اور نیز اسی باب میں قبل از عبارت مذکور حضرت شیخ تصریح فرماتے ہیں کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چار انبیاء باجسامہم زندہ ہیں۔

جواب : مفضول کا تصرف فاضل پر مثل تصرف جبرائیلی بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقعی اور مُسلّم شدہ امر ہے۔ کیونکہ بوجہ تخالف فیما بین وجوہ فضیلت استبعاد مندرجہ سوال بخوبی مندفع ہو سکتا ہے۔ وہی آخری مکتوب شریف ملاحظہ ہو۔

چنانچہ عالیجناب رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ خضنا بحراً لم یقف علٰی ساحلہ الانبیاء یعنے ہم ایسے دریا میں ڈوبے ہیں کہ جس کے کنارے پر انبیاء علیہم السلام کو کھڑا ہونا نصیب نہیں ہوا۔ بحر و دریا سے مُراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یعنی ہم کو بوجہ کمال اتباع ظاہری و باطنی شریعت و طریقت ذات پاک مُحمدی میں کامل فنا حاصل ہے بخلاف سائر انبیاء علیہم السلام کہ وہ اپنی اپنی شرائع میں رنگین ہونے کے باعث اس فنا کامل سے عاری ہیں۔

سوال : عیسٰی ابنِ مریم علٰی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام حسبِ احادیث صحیحہ بعد النزول شرع مُحمدی کے پابند ہوں گے۔ لہٰذا کامل فناء کے مستحق ہُوئے اور عالیجناب کے فرمان مذکور لم یقف علٰی ساحلہ الانبیاء سے سمجھا جاتا ہے کہ کسی پیغمبر کو ذات محمدی میں فناء ظاہری و باطنی نہ ہوگی۔

جواب : فرمان مذکور کا مطلب یہ ہے کہ میرے قول ہذا سے پہلے کسی نبی کو بحر و ذات محمدی میں فناء کامل و اتباع شرعِ مُحمدی حاصل نہیں ہوا۔ کیونکہ لم یقف میں کلمہ لم مضارع پر ماضی منفی کا معنی دیتا ہے۔ بنابریں اگر بعد اس فرمان کے قرب قیامت میں عیسٰے علیہ السلام کو اتباع شرع محمدی میں فناء کامل حاصل ہو تو مخالف قول مذکور نہ ہوگا[1] وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ اَوَّلاً و اٰخِرًا والصَّلٰوۃ والسَّلام علیہ ظاهراً و منه باطناً۔

العبد مہر و محبت کا بندہ۔ علی کا نام لیوا۔ شاہِ جیلان و اجمیر کا حلقہ بگوش
از گولڑہ بقلم خود۔ ۱۸ صفر ۱۳۳۱ھ

مکتوب نمبر ۲۸۲

کلام الملوک ملوک الکلام

یعنے خلاصہ تقریر علامۂ زمان آیۃ من آیات الرحمٰن شمس ہدایت مہر ولایت سیدنا و مقتدانا حضرت خواجہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب مسند آرائے گولڑہ شریف لایزال ینیر قلوبنا بعلومہ و یقر عیوننا بمنطوقہ و مفہومہ و لا زالت اشعۃ علمہ یستنیر منہا کل فاضل نبیل جو حضرت ممدُوح الشان نے محرم ۱۳۳۱ھ

[1] اس مقام پر بہتیرے سوالات اور جوابات ابھی باقی ہیں جن کی یہاں پر گنجائش نہیں۔

میں بوقت معاودت از زیارت حضرت بابا فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ انجمن نعمانیہ لاہور کے چھبیسویں سالانہ جلسہ میں منتظمین کی التجا پر مشاہیر علمائے کرام کے سامنے فرمائی اور بندہ حلقہ بگوش بارگاہ نے برائے افادہ و استفاضہ اہلِ علم و عرفان طبع کرا کر حضورؒ کی مصنفہ کتاب ہٰذا کے ساتھ شامل کر دی۔

(حبیب اللہ عفی عنہ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سُبحَان من هوالاول والاخر والظاهر والباطن وهو بكل شيئٌ عليم والصلوٰة والسلام علىٰ من انزل فيه عزيز عليه ما عنتم حريصٌ عليكم بالمؤمنين رؤف رحيم وعلىٰ اهل بيته وعترته المطهرين بتطهيره واصحابه واحبابه الذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم الفازة منه بفضل جسيم وعلم عميم فاوليته فى اخريته واخريته فى اوليته كما ان ظهوره فى بطونه وبطونهٗ فى ظهوره بشيئتنا الثبوتية فى قوله اذا اراد شيئًا ان يقول له كن وموجوديته بقوله فيكون ذواتنا مع مكامن استعداداتها فى الحضرة العلمية خزائنه وفيضه الاقدس كما ان وجوداتنا مع لواحقها فى عرصة العين المكتسى كساء ومانـنزله الا بقدر معلوم فيضه المقدس منا علينا الامنه كما ان منه لامنا مالنا واوّل ظهوراته حين الرحمٰن على العرش استوىٰ ثانى شيونات المبشر بما ارسلناك الاّ رحمة للعالمين كما ان اٰخر رحماته اذا ما يشفع عنده الاّ باذنه اول اذناته فهو صلى الله عليه وسلم اوّل ما خلق الله نورهٗ كما ان اٰخر بخاتم النبييّن ظهورهٗ ومن هنا امتنع مثلهٗ ونظيرهٗ فان الاوّل ليس بثان وكما ان الثانى ليس باول فامتناع شريك البارى عزاسمهٗ من ذاته كما ان عدم امكان نظيره صلى الله عليه وسلم من حيث بعض صفاته فظاهر ان المقدورات غير محيطة بالمعلومات فاتضح الامر باوضح الدلالات بغير مدخل مسئالة امكان الكذب وامتناعه۔ اللّٰهم ارنا حقائق الاشياء كما هى۔

حمدِ بے حد اس ربِّ کریم و رحمان و رحیم کے لئے کہ جس نے بعد الوجود ہم کو اشرفِ مطالب و افضلِ مراغب یعنی علم کے وہبانیّت و اظہارِ فضیلت سے بقولہٖ تعالیٰ قل هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون وقولهٖ تعالىٰ وما يعقلها الا العالمون وقولهٖ تعالىٰ انما يخشى الله من عبادهِ العلماء وقولهٗ تعالےٰ فى ايجابهٖ لابراهيم عليه السلام انى عليم احب كُلّ عليم ممتاز فرمایا اور دُرودِ بے عد اس رؤف و رحیم پر کہ جس نے اپنی مجسمہ رحمت و رافت اور مکملہ عنایت و شفقت سے بقولہ علیہ السلام فضل العالم على العابد كفضلى على ادناكم رجلا۔ اس میں شک نہیں شرفِ صفت بحسب شرفِ موصوف ہوا کرتا ہے اور علم مقابل جہل۔ چونکہ صفاتِ الٰہیہ واجبیہ سے ہے لہٰذا فضیلت علمی پر کوئی بُرہان قائم کرنے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ حسن و قبح اشیاء شرعی ہو یا عقلی بہر کیف بیان مذکور بنا بر مسلک ہر دو فریق اہل نقل و عقل علمی فضیلت کے لئے کافی ثبوت ہے۔ چونکہ جمیع علوم کا احاطہ خارج از قدرۃ عبد و ناممکن ہے۔ لہٰذا اہم العلوم و مہتم بالشّان علم یعنی علمِ دین کی طرف توجہ اوّلاً ضروریات میں سے سمجھی جاتی ہے چونکہ اس اشرف الانواع مہجور الوطن حضرت انسان کا اپنے اصل تک رسائی کا یہی ذریعہ ہو سکتا ہے نہ علوم عقلیہ محضہ مثلاً مبداء۔ فیاض حق سُبحانہ و تعالیٰ نے اس غریب مسافر سب سے پسماندہ و مہجور تر کو وطن اصلی میں پہنچنے کی ہدایت فرمائی کہ خبردار کہاں تُو اور کہاں میں، کہاں ہستی اور کجا نیستی۔ نابود کو کیا مجال ہے کہ بالذات خود کچھ دکھا سکے یا حق مولیٰ ادا کر سکے۔ وہ خود ناچیز ہے بغیر امداد و توفیق ہماری کیا کر سکتا ہے۔ اگر کچھ توفیق خداداد کے بعد تم سے ہو سکے تو صرف اپنی کارروائی کو اکیلا ہر ایک شخص عابد حضرت سلطان یعنی ہماری عالیجناب میں مت پیش کرنا۔ کیونکہ ناقص اور ردّی متاع بالذات خود در علیحدگی اس قابل نہیں ہوتا کہ حضرت سلطان میں پیش کیا جائے۔ البتہ عیب پوشی کا ہم ہی تجھے ایک آسان رستہ بتلاتے ہیں۔ اس معیُوب اور ردّی رخت اپنے کو در ضمن جیّد و عمدہ متاعوں اور رختوں کے ہمارے پیش کرو۔ یعنی اپنی ردّی اور ناقصہ عبادت و بندگی کو انبیاء اولیاء و ملائکہ کی عبادات میں شامل کر کر بصیغہ جمع اياك نعبد واياك نستعين عرض کرو۔ ہماری شریعت منزلہ کا مسئلہ ہے کہ جب اجناس مختلفہ کو ایک عقد میں بیع کیا جاوے اور پھر بعض اشیاء کا عیب ظاہر ہو، تو اس صُورت میں مشتری یا ساری چیزوں کو واپس کرے یا سب کو رکھ لے نہ یہ کہ ردّی کو واپس کرے اور اچھی کو رکھ لے۔ جب بندے کے حق میں ہماری شریعت صرف ردّی اور معیُوب کے واپس کرنے کا فیصلہ نہیں دیتی تو سُلطان الکلّ مولی الکل کی شان خُداوندی سے زیبا نہیں کہ ردّی عبادت کو واپس کیا جاوے۔ بلکہ یہی منظور ہو گا کہ سب کو منظور کیا جاوے۔

حضرات سامعین یہ ایک تمثیل بطور مشت نمونہ از خروار دیکے از ہزار صرف اس غرض کے لئے پیشِ خدمت کر دی گئی ہے کہ یہ ثابت ہو جاوے کہ بغیر علم دین و تعلیم شارع ایسے رستے کا معلوم کر لینا کہ جس سے اپنے خالق کی رضاء حاصل کی جائے یا وطن اصلی تک پہنچا جائے، ناممکن ہے۔ بغیر علم کے انسان گویا مُردہ ہوتا ہے۔ ولنعم ما قيل

وفى الجهل قبل الموت موت لاهله فاجسامهم قبل القبور قبور
وان امرءٌ لم يحيى بالعلم ميت فليس لهٗ حتى النشور نشور

(یعنی جاہل مرنے سے پہلے مُردہ ہے۔ جہال کے اجسام گویا قبریں ہیں۔ ظاہری قبور سے پہلے اگر شخص علمی حیات سے بے بہرہ ہے تو وہ مردہ ہے نہ زندہ، قیامت تک وہ مُردہ ہی ہے۔

دینی علم کی طلب ہر مسلمان پر فرض ہے۔ قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم۔ قال اللہ تعالیٰ فلولا نفر من کل فرقۃٍ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین و لینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم لعلھم یحذرون ؕ

عبداللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں دو مجلس، مجلس اہلِ ذکر، مجلس تعلیم و تعلم کو ملاحظہ فرمانے پر ہر دو مجلس کے اہل پر خوشنودی ظاہر فرمائی اور سلسلۂ تعلیم والے گروہ کو ذاکرین پر ترجیح دی اور فرمایا کہ انما بعثت معلما میں بحیثیت و منصب معلمی مبعوث ہوا ہوں۔ اور گروہ اہلِ علم کو شرف شمولیت بخشا اور ان کے پاس جلوس فرمایا۔

یونس ابن میسرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الخیر عادۃ والشر لجاجۃ ومن یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین وایضاً خیار امتی علمائھا وخیار علمائھا فقھائھا۔

بہترین اُمت علماء ہیں اور علماء سے برگزیدہ اہل الفقاہت و فہم ہیں۔ آیت مذکورہ و حدیث ہذا سے ثابت ہوا کہ اہلِ قرآن و اہلِ حدیث میں سے برگزیدہ گروہ اہل فقاہت و فقہا کرام کا ہے یعنی جن کو قرآن و حدیث میں سمجھ و فقاہت ہو۔ بخلاف خیال اہلِ زمانہ موجودہ کے کہ فقہا کو مقابل اہلِ قرآن و حدیث ٹھیراتے ہیں۔ بروایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: التفقہ فی الدین حق علیٰ کلِّ مسلم الا تعلموا و تعلموا وعلموا و تفقھوا ولا تموتوا جھالاً۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ماعند اللہ بشیٔ افضل من فقہٍ فی الدین فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد و لکلِّ شیٔ عماد وعماد الدین الفقہ و ایضاً العلماء ورثۃ الانبیاء وایضاً للانبیاء علی العلماء فضل درجتین و للعلماء علی الشھداء فضل درجۃ۔ سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں: العلم خیر من المال العلم یحرسک وانت تحرس المال العلم حاکم علیک والمال محکوم علیہ مات خزائن المال وبقی خزائن العلم اعیانھم مفقودۃ واشخامھم فی القلوب موجودۃ طالب علم دینی کا شان۔ قولہ علیہ السلام ان الملائکۃ لتضع اجنحتھا لطالب العلم رضی بما یطلب۔ طلباء کو فن کتابت سے کافی حصہ حاصل کرنا ضروری ہے۔ قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام قیدوا العلم بالکتاب والیضاً استعمل یدک۔ کاتب کو اشکال حروف کی درستی اور ضبط بالنقط محل اشتباہ میں ضروری ہے۔ بروایت مختلفہ ثابت ہے کہ عربی زبان میں پہلا کاتب آدم علیہ السلام اور بعد طوفان اسمٰعیل علیہ السلام۔

عروۃ ابن زبیر فرماتے ہیں کہ پہلے کاتب متقدمین میں سے وہ لوگ تھے جن کے اسماء حسب ذیل

ہیں۔ ابجد ھوز حطی کلمن سعفص قرشت یہ لوگ مدین کے بادشاہ تھے۔ اشکال حروف کو معمولی نظر سے دیکھنا نہ چاہیئے۔ یہی اشکال الفاظ پر اور الفاظ معانی پر اور معانی امر مجمل بسیط باطن پر دال ہے۔ اور وہی امر بسیط باطنی معانی بعد ازاں الفاظ بعد ازاں اشکال و نقوش سے ظاہر ہو رہا ہے۔ گویا عالم نقوش و الفاظ و معانی متکثرہ میں اُسی کا ظہور ہے جس کا جلوہ گاہ باقی عوالم ہیں۔

بنظر اعتبار و تدبر جس عالم کو دیکھا جاوے ھوالاوّل۔ ھوالاٰخر۔ ھوالظاھر۔ ھوالباطن کا درس ہو رہا ہے۔ عارفے فرمود ؎

نختیں بادہ کاندر جام کردند — مزاجش عکس آں گلفام کردند

اس پر از جانب فقیر:۔

بہرِ آنکہ غیرش نیست موجود — بخود آغاز وہم انجام کردند

حضرات طلباء! آپ صاحبان میں سے کسی صاحب کو اگر جذبۂ ازلی نے یہاں تک رسائی نصیب فرمائی تو پھر طبعاً خود بخود ہی نیازمند کے پہلے سوال من جملہ سوالات مندرجہ رسالہ فتوحات صمدیہ متعلق لمیۃ ترتیب حروف تہجی ا ب ت الخ کا جواب منکشف ہو جائے گا۔ جملہ اہل اسلام پر بدلیل قولہ تعالےٰ للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ۔ طلباء علم دینی بما یتعلق بہ کی خدمت حسب توفیق واجب ہے۔

آخری معروض بحضرت طلباء

آپ صاحبان نے حدیث شریف انما الاعمال بالنیات کو بخوبی سمجھا ہوا ہے۔ اس کی تعمیل نہایت ضروری سمجھیں۔ مبادا کہ خُدا نخواستہ فسادنیت (جدل مراء) منہی فی الاحادیث کی وجہ سے اس عروۃ قصویٰ و ربوہ علیہ سے گر جاویں اور بجائے حصُول مرضات خُدا و رسُول مورد سخط و غضب ہو جاویں۔

والسّلام۔

الراقم کمینہ ترین خلق اللہ خادم علماء و فقراء عبدہ المذنب اُمیدوار دُعا اصحاب والاصفاء المدعو مہر علی شاہ گولڑوی حال وارد لاہور بر مکان محبی و مخلصی فی اللہ برخوردار غلام محمّد کو ٹھی دار

۱۹ محرم ۱۳۳۱ھ

مکتوب نمبر ۲۸۳

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حامداً لمن عطف بخواطھا رفضیلۃ الاسلام۔ عنان بیان المؤلف وحلی باعراب فضل اللہ حواشی لسان المؤلف۔ ومصلیا و مسلما علی سیّد المرسلین قائد الغر المحجلین الجامع علوم الاوّلین والاٰخرین ما کان مُحمّد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النّبییّن واھل بیتہ و عترتہ وصحبہ البررۃ اجمعین۔ امابعد

معبُود کی شناخت کا اصل ذریعہ

قال اللہ تعالیٰ : وماخلقت الجن والانس اِلّا لیعبدون ط

ارباب بصیرت پر ظاہر ہے کہ بغیر معبُود کی شناخت کے عبادت متصوّر نہیں ! ور معبود چونکہ دائرہ محسُوسات و معقولات سے ورار الورا ، ثم ثم ہے بقول حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ ؎

تُو نہ ایں ہستی نہ آں در ذات خویش — اے بروں از وہم ہا و از بیش بیش

لہٰذا اس کی واقعی شناخت کا طریق حس اور عقل کو بغیر از وحی نہیں کہا جا سکتا۔

مقصُودِ اصلی

مندرجہ بالا آیۃ کریمہ سے ظاہر ہے کہ جن و انس کے پیدا کرنے میں بجز عبادت و معرفت کوئی امر زیرِ نظر نہیں رکھا گیا۔ لہٰذا ان امور سے بڑھ کر کسی اور امر کو نہ تو مقصُود اہم اور اُن کے مساوی قرار دیا جا سکتا ہے اور نہ سوائے طریقہ مبیّنہ انبیار علیہم السلام کے کسی اور طریق کو موصل الی المقصُود کہہ سکتے ہیں۔

وجوہ معاش و مکاسب کون سے جائز ہیں

اس آیت کریمہ سے اقتضائے وجوہ معاش اور مکاسب کا پیدا کرنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ فان الموقوف علی الموقوف علی شیئٍ موقوف علیٰ ذالك الشیئ ہاں اتنا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ جو مکاسب و وجوہ معاش مقصود اصلی کے منافی ہوں یعنی اُن کی مزاولت و استعمال سے عقائد فاسدہ مخالفہ لما جار بہ الشارع علیہ السلام دل میں مرکوز اور قرار گیر ہوں اُن سے بچنا اہم ترین مقاصد ہے۔ چہ جائیکہ ان مکاسب و وجوہ معاش کو مقصد اصلی پر فضیلت دی جائے۔ وما هذا الامن المخترعات الواهیة لعبدة البطن۔

اسلام و اہالیٔ اسلام کی موجُودہ مسکنت کی وجہ

موجودہ زمانہ میں اسلام کی مسکنت اور غربت کی وجہ بآسانی سمجھ میں آ سکتی ہے۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم الاسلام بدا غریبا وسیعود غریبًا فطوبیٰ للغرباء۔ پس بہر کیف ولا محالہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشینگوئی نے سچا ہونا ہی ہے اِس پیشین گوئی کی معیار صداقت یہ ہے کہ موجودہ مسلمانوں کی طبیعتیں ظاہری اور فانی مال و عزّت کی طرف مائل ہوئیں۔ ولوحصلت بطریق حرام اسلام اور جاودانی عزّت کا خیال بالکل جاتا رہا۔ حتی القوا الکتب السماویة ورائهم ظهریا ولوحملوها فمثلهم کمثل الحمار یحمل اسفارا۔

موجُودہ ذِلت کی وجہ شرک خفی ہے

علمائے اسلام کی ذلت از ماست کہ بر ماست کی مصداق ہے حق اللہ کو ہم نے چھوڑا حق العباد اس نے ترک فرمایا۔ فی الصحیح قال رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتدرون ما حق اللہ علی العباد ان یعبدوہ ولا یشرکوا بہ شیئا وحق العباد علی اللہ ان لا یعذبہم انتہیٰ بمعناہ۔ اس حدیث میں شیئاً کا لفظ نکرہ ہونے کی وجہ سے شرک خفی وجلی دونوں پر حاوی ہے شرک خفی یعنی اعتماد علی الاسباب سے مومن کو بچنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ اس شرک خفی سے بچنے پر ہی وہ متقی کہلانے کا مستحق ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی بحسب آیۃ کریمہ ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجًا ویرزقہ من حیث لا یحتسب کے وہ مرزوق ہونے کا بھی مستحق ہوتا ہے۔ اذ لیس فلیس۔ قال اللہ تعالیٰ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم شرک خفی کا بیان بطور مشت نمونہ از خروار کر دیا گیا ہے اور شرک جلی کا مفہوم ہر ایک پر ظاہر ہے۔ اس کی تشریحات کی یہاں پر ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔

رسالہ مؤلفہ جناب چشتی محرم علی صاحب وفقہ اللہ لما یحب ویرضیٰ معنون بعنوان "گو مگو" اس بے ہیچ کے ملاحظہ سے گزرا۔ لا ریب حقیقت مضامین کے علاوہ جادو بیانی میں عدیم النظیر ہے۔ برادران اسلام کو لازم ہے کہ رسالہ "گو مگو" کو پڑھیں اور اس کے مضامین پر خوب غور کریں۔

اس رسالہ کے پڑھنے سے میرے دل پر کیفیت طاری ہوئی اس کے ترجمان اشعار حسبِ ذیل ہیں :۔ اللّٰهم وفقنا لما تحب وترضی وصل وسلم وبارك دائمًا علیٰ سیدنا مُحمّد ن المصطفیٰ وآلہٖ وصحبہٖ فی الاخرة والاولیٰ۔ ۸ شوال المعظم ۱۳۲۶ھ ہجری المقدس

العبد الغنی بہ عمن سواہ المدعو بمہر علی شاہ عفی عنہ ربہ از گولڑہ

مثنوی حسب ذیل ہے :

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مرحبا ای بُلبلِ[1] بستان چشت — باز گو از گو مگو آں سر نوشت

ہر دم از اسلام و اہلش ایں صداست — ایں بیانِ نیک چشتی را سزاست

فیضیاب از بارگاہِ احمدی — جرعۂ بر دہریہ ہم فلسفی

کے مقابل با تو۔ تا ند ہمسری — مستمد از شیخ عبد القادری

نُورِ چشمِ مصطفیٰ او مرتضیٰ — سیدِ حسنی حسینی مہ لقار

[1] خطاب جدید برائے چشتی صاحب

نُور دیدہ تاجدارِ انما   مژدۂ از لاتخف دادہ بما
آں سگے کو شد مقیمِ کوئے او   شیر نارد تاب دیدن سوئے او
حبِ دلداری بخواجۂ خواجگاں[1]   مات فی حب الالٰہ او راست شاں
پنجتن[2] را بندۂ از جان و دل   دہریہ ہم فلسفی پیشت خجل
آفتابستی نہاں در ذرۂ   شیرِ نر در پوستین برۂ
جُرعۂ از فیض مستانِ[3] الست   ریز بر دوں ہمتاں سکانِ لیست
قل لھم قولاً بلیغاً لیّناً   و لھم بین بیانا ھیّناً
پس بیفشاں نور بر ظلمانیاں   از غشاوہ جہل ایشاں را رہاں
کارِ شیراں ہمت و سرگرمی است   کارِ دُوناں حیلہ و بے شرمی است
جُود حق کردہ ترا مختص بدیں   ذالک فضل من الٰہ العالمین
جدلہم بالنصح والحسن المقال   وارجھم عن عقیدات الضلال
زاں شدی موسوم بامحرم علی   محرّمی[4] زاں عالمِ سرِ خفی
چوں محرم باعلی ہم خواندہ اند   از برایت حال نیکو راندہ اند
یعنی ہتک[5] عزّتت کردہ حرام   آں علیِ غالبِ ذوالاحترام
از حریمِ جمع در بیدار فرق   ماندۂ مہجور در ظلمات فرق
زاں حدیثِ راہ پُرخوں مے کنی   قصہ ہائے عشق مجنوں مے کنی
رُوح مستاں شاہ است نائی و نیت   میدہی بیروں دمیدہ نائیت
گفتۂ تو گفتۂ آں روحت است   گو بظاہر انتسابش سویت است
بالبِ دمساز خود پیوستۂ   از تکلفہائے کلی رستۂ
بلبلِ بستانِ چشتی خوش بگو   ہاں و ہا - برگو - مگو اصلاً بگو
جود[6] محتاج است - خواہد طالبے   ہمچناں کہ توبہ خواہد تائبے
جود[7] میجوید - گدایان و ضعاف   ہمچو خوباں - کآئینہ جویند صاف
روئے[8] خوباں ز آئینہ زیبا شود   روئے احساں از گدا پیدا شود

---

[1] حضرت خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی [2] (۱) حضرت خواجہ معین الدین (۲) قطب الدین (۳) فرید الدین (۴) نظام الدین (۵) نصیر الدین [3] اشارہ بطرف حضرت سلطان العاشقین معارف آگاہ حضرت خواجہ مستان شاہ کابلی رحمۃ اللہ علیہ پیر مرشد چشتی صاحب۔ ۱۲

[4] اشارہ است بانکہ از مرکب اضافی بحسب اللغت مفہوم میشود یعنی محرم و واقف علی ای ذات حق جل شانہ در مقام جمع قبل از وجود عینی۔

[5] بر تقدیر آنکہ محرم بصیغۂ مفعول از تحریم باشد معنی اش حرام کردہ شد ہتک عزت او از جانب علی ای حق جل و علا۔

[6،7،8] از کلام مولینا روم رحمۃ اللہ علیہ

پس ازیں فرمود حق در والضحیٰ   بانگ کم زن - اے محمد بر گدا
چوں گدا - آئینۂ جود است ہاں   دم بود بر سُوئے آئینہ زیاں
فلسفی در ماہی[1] عمرش تیر شد   وانکہ جز ماہی است زآبش سیر شد
دہریہ در عیش فانی کور و کر   ماندہ در علمِ کیانی خیرہ سر
مرغ کاب شور باشد مسکنش   او چہ داند جائے آب روشنش
ایکہ اندر چشمۂ شورست جات   تو چہ دانی شط جیحون و فرات
ای تو نارستہ ازیں فانی رباط   تو چہ دانی صحو و سکر و انبساط
در بدانی نقلت از اب جداست   پیش تو ایں نام ہا چوں ابجد است
ابجد و ہوز چہ فاش است و پدید   بر ہمہ طفلاں و معنی بس بعید
تو چہ دانی سرِ ایں را اے عمی   چوں ندانی کل شیئٍ فی کل شیئٍ
ساعتے وا کن عقالِ بعیر[2] را   بشنو از نے نالۂ شب گیر را
تا بہ او یعقل بہ او یبطش شوی   ہم بدو یسمع بدو یبصر شوی
لوح محفوظت شود مشہود عین   از چہ محفوظ است محفوظی ز شین
غیر ازیں معقولہا معقولہا   بینی اندر دل علوم انبیاء
علم تو علمش و علمش علم تو   حلم تو حلمش و حلمش حلم تو
تو نہ ماندی چونکہ بس گو کیست ایں   فی مرایا العدم قد ظھر المتین
ایں زماں جاں دامنم بر تافت است   بوئے پیراہان یُوسف یافت است
من چہ گویم یک رگم ہشیار نیست   شرحِ آں یارے کہ آں را یار نیست
از ہمہ اوہام و تصویرات دور   نور و - نور و - نور و - نور و - نور و نور
ایں سخن لاریب حق است اے اخی   وَجھَہٗ فِیْ کُلِّ شیئٍ یجتلی
خاصہ در انسان کہ نوعِ آخر است   کونِ او جملہ جہاں را حاضر است
زیں جہت عالم صغیرش گشتہ نام   فالعوالم اربع بنگر تمام
ایں سخن را نیست پایاں اے پسر   باز خواں از گو مگو نعم الخبر
کیست نے آنکو سراید دمبدم   من نیم واللہ یارا من نیم
ایں فغان و نالہائے زارِ او   میرود تا صحنِ عرشِ یارِ او
ہمچو نے گشتہ تہی از خویشتن   زار و گریاں است از حُبِّ وطن

---

[1] ماہی بمعنے چیست ایں اشتر را بہ بندند [2] یعنی عقل کہ ماخوذ است - از عقال البعیر سیما کہ بآں زانوئے اشتر را بہ بندند۔ ۱۲

اوست فانی از خود و باقی بحق   من راه قد رای رب الفلق[1]
بلندش چشمے که دید از غیر دوخت   مطمحش لاغیر الّا روئے دوست
(مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ)
دیدنِ چشمِ محمّد از شقی   کے بود چوں دید بوبکرؓ و علیؓ
گفت لیلےٰ را خلیفہ کاں توئی   کز تو مجنوں شد پریشان و غوی
از دگر خوباں تو افزوں نیستی   گفت خامش چوں تو مجنوں نیستی
دیدهٔ مجنوں اگر بودے ترا   ہر دو عالم بے خطر بودے ترا
چیست دانی چہرهٔ زیبائے دوست   دید حق را آئینہ گویم نہ اوست
باَلبِ دمسازِ خود جفت است او   زاں چو نے بس گفتنی گفت است او
سر او نائے است او جز نے نیست   شور ہائے ہوئے او بے وے نیست
گفتۂ نے گفتۂ نائی بود   گو ظہورش از دہانِ نے شود
نے کہ ہنگامِ حکایت بر دہد   از جُدائیہا شکایت مے کند
کز مقامِ وحدتم رانیده اند   زاں ز شورم مرد و زن نالیده اند
کرده ام جبروت اسماء را عبور   عالمِ ملکوت را کردم مرور
گشتہ ناسوت آخر ایں منزل مرا   زیں جُدائیہا جگر خوں شُد مرا
چوں نگریم در فراقش سربسر   نیست در عالم ز من مہجور تر
در حریمِ وصل با شاهِ وجود   خُفتہ بودم ہجر را راہے نبود
گشتہ ام محروم از قرب ہمیں   در حضیض آورده موج پنجمیں
(مولانا روم علیہ الرحمۃ)
سینہ خواہم شرحہ شرحہ از فراق   تا بگویم حال دردِ اشتیاق
ہر کسے کو دُور ماند از اصل خویش   باز جوید روز گارِ وصل خویش
آں وہم بیروں که او در من دمید   آرمیدم با حق۔ از خود شد رمید
(سوال) ہاں مگو او چونکہ با حق واصل است   جملہ مطلوبات اورا حاصل است
پس ز ہجرانش شکایت بہر چیست   وز جُدائیہا شکایت بہر چیست
(جواب) زانکہ وصلِ مطلق است اینجا محال   تا بود پیوند جسم و جاں بحال
راست فرموداست مولینا بیان   در دمِ آخر چو رفت او زیں جہاں
من شدم عُریاں ز تن او از خیال   می خرامم در نہایات الوصال

---

[1] ای من حیث الاسماء والصفات۔ عارفے فرموداست ؎
خواہی کہ خدا بینی در چہرهٔ من بنگر   من آئینۂ اویم او نیست جُدا از من

تا بود اینجا تشبک جسم و جان   کے رُخِ جاناں عیاں دیدن توان
او ز جان و جاں ز او مستور نیست   لیک کس را دیدِ شان دستور نیست
مظہرِ ذاتست رُوحِ بے نشاں   ہمچناں کاسماش را باقی جہاں
(مولانا روم) بحث جاں اندر مقامِ دیگر است   بادهٔ جاں را قوامِ دیگر است
جُملہ اسماء را تو مرآۃ آمدی   زاں خلیفہ و مظہرِ ذات آمدی
آمدی از دُور لیک اے خوش لقا   گوئے بردی از ملک یا مرحبا
علم الاسماء طرازِ جانِ تست   اسجدوا لآدم اندر شانِ تست
از کمالت گر ملک آگاه بدے   کے اتجعل[1] گفتہ خود رسوا شدے
تا یداں اندر لباسِ صوت و حرف   غوطہ باید خورد در دریاء ژرف
چشم بند و گوش بند اے بینوا   صحن دل را نیک روب از ماسوا
کُن سفر در خود برجعت قہقری   تا ز رمز رُوح و جانت پے بری
پائے کوباں تا ببامِ او رسی   از خودی خود بیروں آئی رہی
از وطن بینی و از اہلِ وطن   جانِ خود بیں۔ گر بروں آئی ز تن
فہم کن انا الیہ راجعون   ابتدا و انتہایت شد ہموں
(مولانا روم) اسم خواندی رو مُسمّی را بجوی   مہ ببالا۔ داں نہ اندر آب جوی
اذکروا اللہ کار ہر اوباش نیست   ارجعی بر پائے ہر قلاش نیست
اذکروانی راست اذکر در قفاء   ذکرتاں را ذکر اونعم الجزاء
با ملائک حق بگوید در سماء   دوست دارم آں کثیر الذکر را
دوست داریدش که او محبوبِ ماست   و رفعنا لك ذكرك را سزاست
داده اسمش شرحِ صدر و رفعِ ذکر   ذکر او ہر جا کہ از ما ہست ذِکر
ما نہ بے او و نہ بے ما بالیقیں   گفتۂ او گفتۂ ما شد ازیں
مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ زیں بود   لیک نے ہر کس سزائے ایں بود
ذاك فضل منه الله يصطفى   من يشاء من عباده یا اخی
خاصہ پاکانے کہ از خود رستہ اند   دیده از غیرت بر دوش بستہ اند
کرده با جاؤک[2] نوط اجابتش   از دلو خواں تا رحیماً آیتش

---

[1] اتجعل فیها من یفسد فیها و یسفك الدماء ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك الآية
[2] ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما

آں دعاے شیخ نے چوں ہر دعاست
فانی است و دست او دست خداست

از دہن ہاے خلائق شد عیاں
معنے اذکرکم ہاں اے مہرباں

ظرف اذکر[1] اذ نسیت کے بود
منسی و مذکور ہر گاہ وے بود

ذکر کن ذکرے کہ غیر از دل رود
غیر منسی ذات حق در دل بود

ذکر یاد دل بود نے از سخن
کو بود صوت و ہولاے از دہن

چونکہ روحت غرق یاد حق بود
جامۂ ہستی بکلی شق بود

ذاکر و مذکور و ذکرت یک شود
اندریں دم غیر حق بیشک رود

غیر تو ہستی ۔ بروں شو از حرم
خود حجاب اکبری ۔ قم لاجرم

آں وحید الدہر عارف بایزید
با ملائک گفت از شوق مزید

ہیچ تاں یابید از شاہم نشاں
عرش جاے اوست خواندم در قرآں

جملہ گفتندش کہ بر ما کن عطا
گو خبر از آں شہ ارض و سما

ماشنیدیم آنکہ قلب مومن است
تخت گاہش زاں زہجراں امین است

یا محیط الکل خلاق الورىٰ
ظاہری و باطنی در دو سرا

عالمے را در تحیر کردہ
با ظہور کاملت در پردہ

یا محیط الکل وہاب النعم
علم تو ہست از علوم ما اَتم

تو محیطی کے محاط ما شوی
علمنا کیف علیك یحتوی

برتری از فہم و قال و قیل ما
خاک بر عقلے و بر تمثیل ما

کے تند بر شعلہ تار موے کے
کے زکنہت قول راند عاقلے

مالك الملکی واللّٰہ احد
لم یلد ۔ لم یولد اللّٰہ الصمد

لم یکن ۔ احد ۔ لك کفواً ولم
لیس شیئٌ مثلك یا ذا الکرم

تو چنانستی کہ خود کردی بیان
در صحائف سابقہ ہم در قرآن

لطف با مادر بطون اُمہات
کردہ آنچہ نکردہ موسم با نبات

گر نہ[2] سبقت کردے رحمت بر جلال
جملہ عالم ماندے در تیہ زوال

زیں سبب رحمٰن باللہ قرین
آمدہ در بسملہ از بہترین

عالمے را از عدم کردی بدر
آفریدی جملہ را از خیر و شر

[1] اذکر ربك اذا نسیت الآیة [2] اے تجلی رحمانی از ینجا خواہی فہمید کہ الرحمٰن علی العرش استوی فرمود۔ نہ اینکہ اللہ علی العرش استوی از برائے ہمیں معنی کہ غیرت جلال ذات ماسوائے را اجازت شرکت فی الوجود نمے بخشد بخلاف رحمت عامہ قدر برمنہ۔

لیس فی الفیض[1] یا رب العلا
یرجع الشین الیك لا و لا

لوجعل الشر شراً باطل
اذ تخلله ھنالك عاطل

لوجعل الشر موجوداً بداں
خیر ذاتی ہست و شر عارض بداں

علم تو تابع است مر معلوم را
کیف زید یتقی زاں شد خطا

گر نہ لطفت یاد ر مظلم بدے
کے جواب الست را ملہم شدے

خلقت ما کردی از ماء مہین
احسن التقویم کردی ذو الیقین

پس عطا کردی بما عقل و حواس
تاکہ از اعمال ما بینی سپاس

از پئے لطف ہدایت و از سبل
نیست ما را جز اطاعت بارسل

ہم ز فضل و رحم خود یا ذوالعلاء
کردہ ارسال رسل و انبیاء

تاکہ ختم الانبیاء جد الحسنؓ
آخر آمد بود فخر انجمن

خواند بر ما روشن و معجز کتاب
داد ما را شرع با فصل خطاب

علم وحی آمد دلیلت سربسر
عقل جزوی ہست اینجا خیرہ سر

عبدۃ البطن اند ابنائے زماں
کہ فضیلت میدہند ایں را ۔ برآں

کور و کر اند بس غافل زیار
روز و شب در حظ نفسانی دوار

معدہ را بگذار سوئے دل خرام
تاکہ بے پردہ ز حق آید سلام

تا الست از وے شنوی ایں زماں
ہم بلے آری مجیباً بر زبان

وحدت باشد بکثرت جلوہ گر
پس خرامی در وصالش سربسر

تا بدانی ستر اطوار وجود
کیست دیار اندریں دار وجود

کُلُّ شَیْئٍ ھَالِكٌ مشہود عین
باشدت آندم ۔ رہی از غین و شین

راکعاً سرشار از روئے کسے
ساجداً از دید ابروے کسے

بینی او را اندریں آئینہ ہا
ثم وجہ اللّٰہ بفہمی بے خطا

بینی عالم را ظہور حق گہے
گاہ حق ظاہر و باطن عالمے

لایصح عندك فی ذا الشہود
شمت الاعیان رائحۃ الوجود

گاہ بینی عین ثابت را ۔ عدم
منصبغ صبغات او اندر قدم

گاہ وجود خاص دانی مر ورا
پس انا الحق در سرائے برملا

در تصور ذات او را کنج کو
تا در آید در تصور مثل او

(آفتاب آمد دلیل آفتاب
گر دلیلت باید از وے رو متاب)

[1] یعنی فیض اقدس و مقدس

جذبِ شوقِ بلبلِ بُستانِ چشت   باز نالاں گشت بر گلہائے کشت
سنۃ اللہ چونکہ جاری شد بریں   در بہاراں سبزہ روید از زمیں
مدتے ایں مثنوی تاخیر شُد   مہلتے بائیست تا خُوں شیر شُد
ہاں نگوئی معجزاتِ انبیاء   شد خلافِ نصِ شرعی ایں کجا
سنتش را نیست تبدیلی نہ ضد   شاہدش برخواں زقرآں لن تجد
پس خلافِ نیچر و قانونِ او   در شتا صیفی چساں آید بتو
زانکہ ایں ہم بر وفاقِ عادت است   معجزہ ہم در طباقِ سنت است
عادی و غیرش وثاقِ سنتش   وافر و کم بر مذاقِ عادتش
کثرتِ او قلتِ ایں از قدم   در محاطِ سنت و جف القلم
نیچری چوں اندریں جانکاہ شد   لاجرم زیں نکتہ کم آگاہ شُد
صدق طالب جود آں ربِ صمد   پیش از فصلِ بہاراں بر دہد
لیک مختص بذاک من یشاء   از عبادش انبیاء و اولیاء
مولانا صاحبؒ آں دُعائے شیخ نے چوں ہر دُعا است   فانی است و دست او دستِ خدا ست
از دہن ہائے خلائق شُد عیاں   معنی اذکرکم اے مہرباں
شیئاً للہ شاہِ جیلاں اعطنی   یامعین الدین چشتی آتنی
ہر زباں میخواہم از عشقِ مزید   یا فرید و یا فرید و یا فرید
رحم فرما اے سُلیمانِ زماں   الہدیٰ اے تو نشانِ بے نشاں
المدد یا شمسِ دیں غوثِ جہاں   فضل کُن یا فضلِ دیں کہف الاماں
چُوں حدیثِ روئے شمس الدیں رسید   شمس چارم آسماں سر درکشید
نُورِ روحانی دہد شمس سیال   کاو ست حقانی و باقی بے زوال
از افول آمد منزہ شمسِ دیں   غیرش آفل لا احب الآفلیں
شرحِ احسانات و فیض مستمر   ایں زماں بگذار تا وقتِ دگر
اولیاء صیقل گرانِ روم داں   نے چو نقاشانِ چین لعبت گراں
دل زغیرِ دوست چوں صافی کنند   ہر دو با خود آئینہ بازی کنند
عکس ماہ روئے فتد آنگہ درو   کہ مصفیٰ باشد و ہم رو برو
پاک کن مرآت دل از غیرِ حق   کے تری فیہ وجوہاً وجہہ حق
رنگِ غیریت زمرآتت بکن   منعکس فیہا علوم از ذوالمنن
تا بیابی علمِ خود از علمِ او   ذات و اوصافش ہمہ ظاہر زتو

نے نجوم است و نہ رمل است و نہ خواب   وحیِ حق واللہ اعلم بالصواب
از پئے روپوشِ عامہ در بیاں   وحیِ دل گویند او را صوفیاں
تلغرافِ غیبی آمد از اساس   گشت چشتی پاسِ حق را صد سپاس
آنکہ ہتک عزتش کردہ حرام
محترم کردش بنزدِ خاص و عام
آں علی ۔ غیور و منان و صمد   راجئ خود را کجا رُسوا کند
یا الٰہی فیض از وہبانیہ   زِد و بارک انجمن نعمانیہ
انجمن نعمانیہ شد دارِ ایں   تاجدارِ خدمتش آں تاجِ دیں
داں سلیم الطبع والدیں خوش صفات   آں سلیم اللہ مفتی نیک ذات
حق سلامت داردش از رنج و تاب   دین و دُنیا باشدش خیر المآب
ہم چراغِ دین احمد خادمش
الاماں یارب زبادِ صرصرش

والانامہ اوّل   بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   مکتوب نمبر ۲۸۴

در بیان عوالم اربعہ

الحمدللہ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہٗ ونصلی علیٰ اوّل موجود من نُورہٖ وآلہٖ وصحبہٖ

برخوردار قائم علی حفظک اللہ دُعا و سلام

امّا بعد رقیمہ مرسلہ آں برخوردار کاشفِ مافیہا گردید۔ والحمد للہِ علیٰ ذالک فانہ لاحول ولاقوۃ الا بہ۔ بجواب استفسار یکہ روزے ازمراد مصراع مندرجہ مثنوی عرفان (مثنوی گو مگو) فالعوالم اربعہ بنگر تمام رفتہ بود مختصراً نوشتہ آید فالعوالم اربع عالمِ اعلیٰ ۔ عالمِ استحالہ ۔ عالمِ تعمیر ۔ عالمِ نسب ۔ عالمِ اعلیٰ عبارت است از اوّل موجودات یعنی حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم المسمات بالعقل ۔چنانچہ عالمِ استحالہ تعبیر است ۔ ازکرات عناصرِ اربعہ و عالمِ تعمیر از روحانیات مدبرہ و عالمِ نسب ازمعقولات تسعہ عرض الخ قال اللہ تعالیٰ فی انفسکم افلا تبصرون ۔ عزیزا ایں چہار عالم دردو موطن (عالم اکبر و عالم صغیر) حضرت انسان موجود اند از عالمِ اعلیٰ حقیقت محمدیہ ۔ و عرشِ محیط ۔ و کرسی ۔ بیت معمور ۔ ملائکہ ۔ زحل و فلک او ۔ مشتری و فلک او ۔ مریخ و فلک او ۔ شمس و فلک او ۔ زہرہ و فلک او ۔ عطارد و فلک او ۔ قمر و فلک او ہستند و نظائر اینہا در حضرتِ انسان بحسبِ ترتیب مسطور موجود ۔ روح انسانی ۔ جسم انسانی ۔ نفس ۔ قلب ۔ قوائے باطنہ ۔ قوت علمیہ ۔ قوت ذاکرہ ۔

قوتِ عاقلہ ۔ قوتِ مفکرہ ۔ قوتِ وہمیہ ۔ قوتِ خیالیہ ۔ قوتِ حسیہ ۔ نظائرِ اربع عناصر در حضرتِ انسان آتش ۔ ہوا ۔ آب ۔ خاک ۔ طبقاتِ سبعۂ زمین ۔ سودا ۔ غبرا ۔ حمرا ۔ صفرا ۔ بیضا ۔ زرقا ۔ خضرا ۔ خون بلغم ۔ نظائرِ سوداد رحضرتِ انسان ۔ جلد ۔ شحم ۔ لحم ۔ عروق ۔ عصب ۔ عضلات ۔ عظام ۔ نظائرِ عالمِ تعمیر درحضرتِ انسان رُوحانیین (قوائے انسانیہ) حیوان (ماتحیی من الانسان) نباتات (کل ماینمو من الانسان) جماد (مالایحس من الانسان) نظائرِ عالمِ نسب ۔ عرض (سود وغیرہ کیف اقوال من الصحۃ والسقم وغیرہ) کم (ایں عضو دراز است از عضوِ دیگر) این (سر برگردن است) زمان (حرکت سر بوقت حرکت دست) اضافت (ایں پدر است وایں پسر) وضع (بالائے زید وتحت او) فعل (مثلاً خوردن) انفعال (مثلاً سیر شدن) اختلاف صور مثلاً اختلاف بغل وحمار وشیر وغیرہ ونظیرش قوۃ قابلہ برائے صور منویہ ۔

برخوردارا ! اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ط وَفِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ط وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ را اسرار ند کہ بغیر از مطالعہ کتاب خود در رجعت قہقری در خویش تا وصول بوقت الست بر بکم نتواں فہمید ؎

خوں نابۂ دل خور کہ شرابے بہ ازیں نیست دنداں بجگر زن کہ کبابے بہ ازیں نیست

درکنز و ہدایہ الخ

البتہ بعد از تعمیل ہذا مقام ؎

الست از ازل ہمچناں شان بگوش بفریادِ قالوا بلٰے در خروش

مشہود عینیت گردد مع ہذا نعرہ

کس ندانست کہ منزلِ گہِ معشوق کجا است ایں قدر ہست کہ بانگ جرسے مے آید

برزنی ۔ عزیزا درہمیں مثنوی بیت ذیل بنظر گذشتہ باشد ؎

ساعتے واکن عقال بعیر را بشنو از نے نالۂ شبگیر را

شرحِ آں وامثالش دفترے مے طلبد ضخیم مضامینش بمنزلۂ روح اند برائے جسمِ عوالمِ اربع مسطورہ بالا چہ مے گویم وچہ نویسم قلم وکلم ہر دو معترف اند بعجز ونادانی سُبْحَانَہٗ، سُبْحَانَہٗ، سُبْحَانَہٗ ۔

حافظ علیہ الرحمۃ راست فرمودہ ؎

خلوت گزیدہ را بہ تماشا چہ حاجت است چوں کوئے دوست ہست بصحرا چہ حاجت است

دبرطبق نالۂ شبگیر مندرجہ شعر بالا چہ خوش فرمودہ ؎

شبِ تاریک بیمِ موج گرداب چنیں حائل کجا دانند حالِ ما سبکسارانِ ساحل ہا

کہ اینجا از خود در خود رفتن و سوختن وساختن است ۔ ایں مجموعہ عالم خلق وامر از حقیقت جامعہ خویش صدائے (کہ عشق آساں نمود اول) ولوائے (فحملہا الانسان) برزدہ ولوم (اِنَّہٗ کَانَ

ظَلُوْمًا جَھُوْلًا) وصدمات (ولے افتاد مشکلہا) برداشتہ ومظہر اسمائے تواب وغفار وامثال اینہا گشتہ خلعت تکمیل یعنی خلافت پوشاں بمنصۂ ظہور آمد ۔ وصلی اللہ تعالےٰ علیٰ انسانٍ عین العالم واولہٖ وآخرہٖ وعترتہٖ وآلہٖ ؑ

"ایں زماں بگذار تا وقتِ دگر"

والسلام خیر ختام

مکتوب نمبر ۲۸۵ مہربانِ من چشتی صاحب ۔ مولوی تاج دین احمد صاحب را

بعد اہدائے سلام مسنون الاسلام عذر عدم تعمیل عنایت نامہ درباب شمولیت جلسہ انجمن نعمانیہ لاہور مشرح رسانند والعذر ہو العذر ۔

والعذر عند کرام الناس مقبول کیف لا وکل میسر لما خلق لہٗ

وایں بے ہیچ از تہ دل دُعائے ترقی عروج مدرسۃ الاسلام مدرسہ نعمانیہ وحسن خاتمۂ متعلقانش از معلمین ومتعلمین ومعاونین بدرگاہِ آں مجیب المضطر وکاشف السوء مینماید ۔ اغلب آنکہ ایں خلوص تدارک مافات من الحضور الجسمانی خواہد نمود ۔ مکرمی جناب مولوی غازی صاحب بلاہور رسیدہ باشند ۔ تجدید اقامتِ آں جا از حضرتِ اوشاں باید طلبید وہر لحظہ در حُسنِ نیت وتفویض کُلّی بحضرت حق جل وعلا باید بود ۔ کہ بغیر ازیں امید حصولِ دولتِ جاودانی بطالت وجہالت دو امر مندرجہ بیت حضرتِ سعدی علیہ الرحمۃ را واجب التعمیل انگارند ؎

یکے آنکہ در خویش خود بیں مباش دوم آنکہ در غیر بدبیں مباش

واطاعتِ خالق عز اسمہٗ وخدمتِ خلق را نسخہ جامع برائے حصول شفائے ایمانی دانند اَیّ مخلوقٍ کان

پلئے سگ بوسید مجنوں خلق گفتہ ایں چہ بود گفت گہ گہ ایں سگے در کوئے لیلیٰ رفتہ بود

ومشرب ہذا را منافی امر معروف ونہی عن المنکر نہ پندارند کہ ایں از اہم مہمات شعب خدمتِ خلق است ۔ زیادہ دُعا ۔ والحمد للہ اولاً وآخراً ۔

العبد الملتجی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ عفی عنہ بقلم خود

والانامہ دوم مکتوب نمبر ۲۸۶ در اوادم اربعہ حَامِدًا وَّمُصَلِّیًا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

برخوردار قائم علی حفظک اللہ تعالےٰ

بعد دُعا وسلام آنکہ بجواب رقیمۂ آں مخلص کہ بتاریخ پنجم ماہِ حال رسیدہ بود ۔ قدرے تشریح

مصراع فالعوالم اربعہ بنگر تمام نوشتہ بروز گذشتہ ششم ماہ حال فرستادہ شد امروز ہفتم ماہ حال نسخۂ دیگر ہماں مصراع را مشروح نمودہ ۔ بتو میفرستیم فاحفظہ ۔

فالاوادم اربعہ بنگر تمام ۔ اوادم جمع آدم است ۔ و مراد از اوادم چہارگانہ چہار افراد اند ۔ از نوع متحدۃ الحقیقۃ متمایزۃ الخلق ۔ یعنی آدم علیہ السلام و حوا علیہا السلام ۔ و عیسیٰ علیہ السلام ۔ و سائر ولد آدم علیہ السلام کہ ہر یکے را خلقتے و ساختے است مخصوص با وجود اشتراک در صورت و روحانیت اینجا قادرِ مطلق و فاعل مختار فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ اظہار قدرتِ کاملہ و نیز نگہلۓ او فرمود تا کہ ضعیف العقل مغلوب الوہم زعم نہ کند کہ نشأۓ انسانی را خلقت از سببِ واحد است ۔ کما ہو مزعوم المحجوبین دیدہ اند ۔ کہ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ شرح کیفیت خلقت آدم علیہ السلام است ۔ آدم علیہ السلام را بغیر پدر و مادر و حوا علیہا السلام را از آدم علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام را از مادر و سائر بنی نوع را از مادر و پدر آفرید ۔ حق سُبحانہٗ تعالیٰ بعض ملائکہ را امر فرمود کہ مشتے از ہر جنس خاک بیارند ۔ او سُبحانہٗ آں خاک را گرفتہ بہر دو دست خمیر فرمود ۔ کما قال (لما خلقت بیدی) و پیش از خلقت آدم علیہ السلام نزد ہر یکے از ملائکہ ودیعتی برائے آدم علیہ السلام نہاد و فرمود کہ (انی خالق بشرًا من طین) و قتیکہ او را پیدا سازم ۔ ہر یکے از شما امانت را پیش او نماید و بدو سپارد ثم اذا سویته و نفخت فیه من روحی فقعوا له ساجدین ؕ

در پشت آدم ما کان فی قبضیہ را از سعداء و اشقیاء نہاد ۔ فسبحان من جمع بین الاضداد فقال هٰؤلاء فی الجنة ولا ابالی و هٰؤلاء للنار ولا ابالی ۔ فسبحان من صورہ و عدله و سواه ثم نفخ فیه من روحه پس ہمیں نفخ اخلاط اربعہ ۔ صفرا ۔ سودا ۔ خون ۔ بلغم ۔ در اجزاء او سریان کرد ۔ صفرا از آتش کما قال عز من قائل من صلصال کالفخار ۔ و سودا از خاک کما قال خلقه من تراب ؕ) و خون از ہوا کما قال (مسنون) چہ بعد از تغیر ریح بسبب ہوا (مسنون) گشتہ ۔ و بلغم از آبے کہ بدو خاک گل نمودہ شدہ باز در و قوت جاذبہ و ماسکہ و ہاضمہ و دافعہ و غاذیہ و منمیہ و حاسہ و خیالیہ و وہمیہ و حافظہ و ذاکرہ من حیث ہو حیوان عنایت فرمود ۔ البتہ قواء اربعہ قوت خیال و وہم و حفظ ۔ ذکر در انسان اقویٰ است از سائر حیوانات باز انسان را بقوت مصورہ و مفکرہ و عاقلہ مختص فرمود ۔ ثم انشأناه خلقاً آخر او را بہمہ قوائے مذکورہ دراک ۔ حیّ ۔ عالم ۔ قادر ۔ مرید ۔ متکلم ۔ سمیع ۔ بصیر نمود فتبارك الله احسن الخالقین ۔ حتیٰ کہ او را بہر اسمی از اسمائے خویش تخلق و محفوظ گردانید بقدر معلوم و محدود ۔ ایں معنی منجملہ محامل (ان الله خلق ادم علیٰ صورته) محملیست غیر بعید و بسبب ہماں تخلق و تجلی شایانِ خلعتِ خلافت گشتہ (اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً) وجہ قید فی الارض نیز ایں تخلق باخلاق اللہ و اتصاف باوصاف اللہ است چہ حدوث و ظہور آثار اسما را محلی باید حسب تغیر و تبدل مثل زمین کہ از عالمِ تغیر است نہ آسمان و جنت و قید (بقدر معلوم

و محدود) مذکورہ بالا و نیز اصالت و انعکاس مابہ الامتیاز است مابین عبد و معبود باقی ماند وجہ تخصیص اتصاف باہل اللہ و ہو ہذا قابلیت انعکاس شمسی علی حسب اختلاف القوابل لطافتہ و کثافتہً مختلف میباشد بنا ۔ بریں روشنی زمین بروشنی آئینہ نمے ماند کہ اشعات و لمعات او را تقریباً اشعات و انوار آفتاب میگویند ۔ بخلافِ زمین ۔ ایں است تمثیل فرقِ مابین اتصاف اہل اللہ و اتصافِ عوام ۔ اینجا است کہ در ہبا یا بلسان حکماء ہیولےٰ اول از ہمہ کائنات حقیقۃ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ۔ قبول فیض و انعکاس تجلی نوری نمود و قریب تر از ہمہ مردم بآں حقیقت امام الاولیاء و سر الانبیاء علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بود ۔ کما صرح بہ الشیخ الاکبر قدس سرہٗ الاطہر پس اعتراض بعض نا اہلان بر فقرہ (المتخلق باخلاقِ اللہ و المتصف باوصاف اللہ) کہ مندرج است در سلسلۂ عالیہ چشتیہ ساقط گردید ۔ روشنی زمین ہماں روشنی آفتاب است مگر آفتاب را اصالتاً و زمین را انعکاساً سمع بصر ارادۂ زید ہماں سمع و بصر و ارادۂ حق است سبحانہٗ و تعالےٰ الا للحق سبحانہٗ و تعالےٰ احاطۂ تامۃ ۔ الا انہٗ بکل شیءٍ محیط ۔ و زید را بطریق نقص فما للتراب رب الارباب باز ایں خلیفہ مبتلی ببلیات متعددہ و متنوعہ از جہت ظہور آثار مختلفہ گشت لیبلوکم ایکم احسن عملاً (و لے اُفتاد مشکلہا) عزیزا تربیع و تنوع کیفیت خلقتِ او اوادم اربعہ را حق سُبحانہٗ و تعالےٰ بطریق کلمہ جامعہ در آیۃ (یایها الناس انا خلقناکم من ذکرٍ و انثیٰ) ارشاد فرمود از خلقناکم خلقتِ آدم علیہ السلام و از (من ذکر) خلقت حوا علیہا السلام و از (انثیٰ) خلقت عیسیٰ علیہ السلام و از مجموع (ذکر و انثی) من حیث المجموع سائر اولاد آدم ۔

باید دانست کہ بریں بیچارہ ہر چہ افتاد از مداخلت خود و تامل قوۃ مفکرہ افتاد چہ خوش بودے اگر ہمگی خود را بدست علیم مطلق دادے ۔ چنانچہ در یومِ الست دادہ بود ۔ و بطفیل و تصدق ہمیں سپردگی مصیب در جواب بلی شدہ و از ہمیں جا کلمۂ انبیاء کلمہ واحدہ ہست و لو اختلف الملل و النحل و کسانیکہ در علم باللہ اخذ از قوۃ مفکرہ نمودند ۔ قالوا ما قالوا و ما اتفقوا علیٰ کلمة واحدة فالاسوة الحسنة و الصراط المستقیم ہو التفویض الکلی الی الحق سبحانه و له الحمد و الیه المشتکیٰ و لا حول و لا قوة الا بالله ۔ از ہمیں سپردگی موہوبی است اصابتِ جراَت ایں بے ہیچ در مقابلہ دجال و ابلیس در عالم رویا بعمر ہفت یا ہشت سالگی تخمیناً ۔ چنانچہ ذکر ایں ماجرا گوش گذار بعضے از احباب نمودہ ام بضاعتِ قلیل بذریعہ منی آرڈر برائے نعمانیہ حفظہا اللہ امروز یا فردا فرستادہ خواہد شد آں عزیز میداند کہ حال ایں جانب مثل حال قائلہ (آس پاس پلا دِ چوں خیر سلا است تا دمِ حال صاحبِ زکوٰۃ نیم ۔ والحمد علیٰ ذالك ایں نفس از ہمت دون نست ورنہ چونکہ خدا داریم ۔ ہمہ داریم اللّٰھم لك الحمد و الیك المشتکیٰ ۔

نیازمند اہل اللہ مہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۸۷

والانامہ سوم (در تشریح والانامہ دوم)

وعلیکم السلام ورحمة الله در آیة (یاایها الناس انا خلقناکم من ذکر وانثیٰ) بیان انواع اربعہ برائے جسم انسانی واختلاف لحاظ است۔ مقدمہ

نمبر۱۔ خلقتِ آدم علیہ السلام قال الله تعالیٰ خلقه من تراب)

نمبر۲۔ خلقتِ حوّا از آدم علیہ السلام (کما ورد فی الحدیث)

نمبر۳۔ خلقتِ عیسٰی علیہ السلام از مادر بغیر پدر است۔ کما هو مفاد التشبیه فی قوله تعالےٰ ان مثل عیسٰی عند الله الیٰ آخر الآیة

نمبر۴۔ خلقت سائر الناس از نطفہ۔ کما ورد فی القرآن الکریم۔

ازیں جا بہ ثبوت پیوست کہ نشا جسم آدم علیہ السلام وجسم حوّا وجسم عیسٰی علیہ السلام و اجسام سائر الناس بر یک نمط واز سبب واحد نیست۔ آیۃ مذکورة الصدر را از جوامع الکلم ازیں جہت شمردہ اند کہ با ختلافِ لحاظ ہر چہار خلقت مذکورہ را شامل است چہ منادیٰ یعنے (الناس) وضمیر (کُم) آدم علیہ السلام وحوّا وعیسٰی علیہ السلام وسائر بنی نوع را حاوی است پس وقتیکہ از منادی واز ضمیر (کُم) جسم آدم فقط ملحوظ داریم گویا (انا خلقنا آدم) مبین کیفیت خلقت مخصوصہ بآدم علیہ السلام یعنے بغیر ذکر وانثیٰ گشت علیٰ ہذا القیاس چونکہ از (الناس) و (کم) حوّا بوجہ ذکرِ ضمنی گرفتیم (ومن ذکر) را نیز ملحوظ داشتیم از ہمیں آیت کیفیت پیدائش حوّا از ذکرٍ یعنے آدم علیہ السلام بظہور پیوست ہمیں طور وقتیکہ از منادیٰ وضمیر عیسٰے مراد داشتیم وبا (خلقناکم) صرف (انثیٰ) ملحوظ کیفیۃ مخصوصۃ خلقت عیسٰی علیہ السلام برآمد۔ چنانچہ اگر از منادیٰ وضمیر (کم) سائر افراد انسانی ملحوظ داشتیم ومجموعہ (من ذکر وانثیٰ) نیز پس کیفیت مخصوصہ خلقت سائر بنی نوع مفہوم خواہد گردید۔ ایں است طریق جامعیت آیۃ مذکورہ نہ آنکہ داد برائے جمعیت نیست۔ قال الشیخ الاکبر قدس سرہٗ۔ ثم ان الله قد جمع هذه الاربعة الانواع من الخلق فی ایته من القرآن فی سورة الحجرات فقال یاایها الناس انا خلقناکم یرید ادم من ذکر یرید حوّا و انثی یرید عیسٰی علیه السلام ومن المجموع ای من ذکر وانثیٰ معا بطریق النکاح والتوالد یرید بنی آدم فهذا الایة من جوامع الکلم و فصل الخطاب الذی اوتیهٗ مُحمّد صلی الله علیه وسلم واصحابه وسلم انتهٰی ومعلوم آں مخلص است کہ ذہن را ظرف خلط والتعریہ زیں جہۃ مے گویند۔ کہ مؤلف را فرادی، فرادیٰ بدوں صُورت تالیفیۃ لحاظ کردہ میتواند وباعث بریں آنست کہ بغیر لحاظ خلط تعریہ یعنے مجموع و فرادیٰ فرادیٰ باوجود عموم منادیٰ وضمیر (کم) استقامت معنی واعجاز جامعیت صورة نہ بندد۔ چہ در صُورت دیگر فقط بیان خلقت سائر بنی نوع خواہد بود۔ نہ آدم علیہ السلام وحوّا وعیسٰی علیہ السلام

مزید بریں از تکلف تخصیص نیز مبرا نہ خواہد بود۔ و بر تقدیر تنزل میگوئم کہ تلویحات ولمعات را با دلالتِ وضعیہ چہ کار آنچہ متعلق جملہ ذیل دُعا نامہ ام (چہ خوش بودے۔ اگر ہمگی خود را الخ) استفسار نوشتہ اند۔ کہ اس کا اپنا کیا قصُور ہے۔ بجوابش اینجا ہمیں قدر ضروری معلوم میشود۔ کہ استفسار ہذا چونکہ منجملہ شعب مسئلہ جبر والاختیار است لہٰذا چہ گونگی حل او از کیفیت حل مسئلہ مذکورہ امکاناً یا اتناعاً از کتاب فصوص وامثالش باید طلبید۔ استفسار سویم از سپردن ملائکہ ودائع را بآدم علیہ السلام رفتہ بود۔ جواب افراد ازیں ودائع علوم ملائکہ است کما قال الشیخ قدس سرہٗ وجعل هذه الملائکة کالولاة علی ما احدثه سبحانه دونهم من العالم من علیین الی اسفل السافلین و وهب کل ملكٍ من هٰؤلاء الملائکة علمٌ ما یرید امضاءهٗ فی العالم انتهٰی۔ وکیفیت ایں موہبت را بعد حصول نسبت وتشبیہ بملاء اعلےٰ خواہی دانست کہ چہ گونہ تلقی فیض وعلوم از ملاء اعلیٰ حاصل میشود۔ ایں است ما استقر مجملاً و التفصیل یقتضی بسطاً فی الکلام۔ والسلام خیر ختام۔

العبد الملتجی الی الله المدعو بمہر علی شاہ عفی عنہ

مکتوب نمبر ۲۸۸

والانامہ چہارم در مزید تشریح

(بجواب جناب چشتی محرم علی صاحب)

بسم الله الرحمٰن الرحیم

بعد حمد وصلوٰة از ہیچمدان دلدادہ اہل الله مہر علی شاہ محبی فی الله ومخلصی للّٰہ چشتی محرم علی صاحب مطالعہ نمایند۔ کہ استفسار متعلق تفسیر حضرت شیخ اکبر قدس سرہ الاطہر مندرجہ محبت نامہ از نظر قاصر درگذشت نوشتہ بودند۔ کہ مراد از آیۃ یاایها الناس انا خلقناکم من ذکر و انثیٰ۔ افراد ناس موجُودہ زمانہ نزول وبعدش ہستند نہ کسانیکہ قبل از نزول آیۃ گذشتہ اند۔ چہ ارادۂ ایں معنی عام را از صیغہ (یاایها الناس یاایها الانسان) شاہدے نیست از قرآن کریم۔ پس شمول آیت مذکورہ اصناف اربعہ را کما قال الشیخ رضی الله تعالیٰ عنه چہ معنے دارد۔ مہربانا آیت مسطورہ بالا از اخبار وواقعات است نہ از قبیل احکام وشرائع۔

پس نظر بعموم الفاظ وواقعیت احاطۂ معنے ارادۂ مطلق نوع انسانی قباحتے ندارد۔ بلکہ ہمیں خصوص وعموم مضمون قرینہ باشد بر خصوص وعموم منادیٰ۔ نمے بینی کہ در آیت کریمہ (یاایها الانسان انك کادح الی ربك کدحا فملاقیه) عموم مضمون دال است بر عموم منادیٰ یعنے مطلق نوع انسانی۔ چہ عمل کردن وجزائش یافتن یا ملاقات با رب خود نمودن مخصوص نیست بہ فرد دون فرد۔

و در ہمچنیں مواضع خصوص خطاب و ندا و مطلوب قصدے علی ابلغ الوجوہ مستفاد مے شود۔ چہ اوّلاً معاملہ پیش آمدنی مطلق افراد انسانی بیان فرمودہ بعد ازاں متوجہ بخصوص منادیٰ گشتہ در حق افراد موجُودہ زمانۂ نزول فرمودہ اند کہ (فما لھم لا یؤمنون) مراد از ضمیر ہم افراد انسانی زمانۂ نزول اند و بس از اینجاست کہ مے گویند۔ العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص المورد۔ و نیز التخصیص بعد التعمیم اوقع فی النفس و نیز فصار کدعویٰ الشئ ببینۃ و بُرہان فتفکر و در آیۃ (یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم) مراد از (ناس) افراد انسانی موجُودہ زمانۂ نزول و بعدش ہستند مراد از (اعبدوا) عبادت مخصوصہ است علیٰ نہج الشریعۃ المحمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام۔ حالا می آئم بسر آیۃ مسطورۃ الصدر و محل بحث و میگوئم کہ نظر باتصال نظم منظومش خاص است بحق کسانیکہ خلقت شان از نزد مادہ است بناءً علیہ مراد از منادی نیز ہماں افراد موجُودہ زمانۂ نزول و بعدش خواہند بود۔ و حضرت شیخ را قدس سرہٗ ازیں معنی انکارے نیست بلکہ غرض آنست کہ بلحاظ وسعت الٰہیہ کما قال ان اللہ واسع و اتساع کلامش و عموم مضمون معطوف یعنی (وجعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا) و عموم رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کما قال صلی اللہ علیہ وسلم۔ کنت نبیا و اٰدم بین الماء والطین وللہ در القائل ؎ الا بابی من کان ملکا و سیدًا و اٰدم بین الماء والطین واقف فذاک الرسول الابطحی محمدؐ۔ لہ فی العلی مجد تلید و طارف بحدیکہ انبیاء سابقہ علیٰ نبینا و علیہم السلام از آدم تا عیسٰی علیہم السلام ہمہ نائب محمدؐی ہستند و شرائع او شاں نیز شرعِ محمد است البتہ قبل از ظہور جسم مطہر علیہ الصلوٰۃ والسلام انبیاء سابقہ استمداد از روحانیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مے گرفتند و تبلیغ شرائع خود شان مے نمودند۔ و بعد از تکمیل دورۂ فلک محمدی صلی اللہ علیہ وسلم قلم نسخ بر ملل سابقہ کشیدہ شد۔ مضمون آیۃ مذکورۃ الصدر و محل بحث را عالم بطریق تقطیع و تعریہ گرفتن۔ کما حرر فی المکتوب السابق صحیح بلکہ انسب معلوم میشود۔ لیکن در نظرِ عارف کہ بمشاہدہ تامۂ خود وسعت و اتصاع و عموم رسالت و مضمون کنت نبیًا و آدم بین الماء والطین را دریافتہ باشد لاغیر و علیٰ سبیل التنزل و تسلیم ان المراد خصوص المنادی فحسب مطلوب الشیخ قدس سرہٗ ایضاً حاصل فانہ قال رضی اللہ تعالےٰ عنہ (شوان اللہ قد جمع ھذہ الاربعۃ الانواع من الخلق فی اٰیتہ من القراٰن فی سورۃ الحجرات الخ) و ظاہر است کہ خصوص مورد و منادیٰ در عموم و شمول ما بعدش بحسب (العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص المورد) مخل نیست ہذا آخر ما یتعلق بکلام الشیخ رضی اللہ عنہ والسلام خیر ختام۔

العبد الملتجی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

نقل سوالات جناب راجہ شیر محمد صاحب رئیس بھیرہ جاگیردار خانپور مقام باغپور ہزاری المعروف بھیرویہ بمعہ جوابات عالی جناب حضرت قبلہ عالم گولڑوی دامت برکاتہم مکتوب نمبر ۲۸۸

منبع جود والا شان مُرشد کامل ہادی آگاہ دل جناب حضرت پیر صاحب والئے گولڑہ شریف بعد از ادائے آداب السلام علیکم۔ و اشتیاق قدمبوسی ذات والا اینکہ چند امورات ضروریہ کی نسبت عارض ہونا از بس ضروریات سے تھا جس کر کے متکلف اوقات گرامی ہوں۔ جواب پیش کر کے اُمیدوار عطائے جواب باصواب کا ہوں۔

سوال ۱ :۔ کسی کے والدین یا کہ مولود راہی بقا ہوں۔ فریق باقی ماندہ اس کے واسطے کوئی تحفہ تحائف کلام اللہ یا خورد و نوش یا کہ چیز پوشیدنی اس وجہ سے دے سکتا ہے کہ اس کو پہنچے۔

جواب : محتاج کو طعام و پوشاک دینے کا ثواب اور کلام اللہ پڑھنے والے کو کلام اللہ دینے کا ثواب میت کو پہنچ سکتا ہے۔ ایسا ہی دُرود وغیرہ کلام الٰہی و فعل خیرات کا ثواب پہنچ سکتا ہے۔

سوال ۲ : نقد روپیہ یا زیور یا کوئی خاص پارچہ جو اس اہلِ علم نے حیات میں طلب کیا ہو اور میسّر نہ ہوا ہو، اب وہ نقد دیا جاوے تو کس وجہ سے۔ اگر پارچہ ملے تو اس کی قیمت دی جاوے گی یا کہ خود، کس کو دیا جاوے اور کس طریقہ سے جو اس کو پہنچے۔

جواب : وہ اشیاء جن کو متوفی نے بعینہٖ طلب کیا، گو ان کی قیمت کا دینا محتاج کو متوفی کے لئے مفید و جائز ہے مگر ان اشیاء مطلوبہ بعینہٖ کا دینا مناسب تر ہے۔

سوال ۳ : اگر پسماندہ کا خیال ہو کہ قبر پر جا کر اس کو بخشے تو کس طرف بیٹھے گا اور کس کلام مبارک کا ختم شریف کر کے اس کے ارواح کرے گا کس تعداد تک، آیا اس کے واسطے کوئی خاص مقدار ہے یا جس دن چاہے۔

جواب : میت کے مُنہ اور سینہ کے مقابل پُشت بقبلہ ہو کر الحمد شریف مع الٓمٓ ۝ ذالک الکتاب لا ریب فیہ... مفلحون تک ایک مرتبہ اور قل ھو اللہ احد اخیر تک گیارہ مرتبہ پڑھے اور ثواب میت کو بخشے یا جو کچھ کلام اللہ یا کلمہ شریف یا دُرود شریف پڑھا ہو سب کا ثواب بخش دے۔

سوال ۴ : اگر پسماندہ چاہیں کہ اس دوست گمشدہ کا دیدار کریں یا کہ وہ مجھے دیکھے تو کس کلام شریف کے ذریعہ سے۔ ظاہری دیکھنا تو غیر ممکن ہے۔ مگر خواب میں دیکھا جاوے کہ وہ کون کلام مبارک ہو گی اور کس تعداد تک پڑھی جاوے گی اور کس وقت پر۔

جواب : رات کو سورۃ والشمس، واللیل، والضحیٰ، الم نشرح ہر ایک سورت سات سات مرتبہ پڑھ کر ان کا ثواب میت کو بخشے اور پھر کسی سے کلام نہ کرے سو جائے۔

سوال ۵ : اَرواح کا آنا اپنے گھروں میں آنا ہو سکتا ہے۔ کس عرصہ تک ہر روز یا کہ

خاص دن میں اگر خاص دن ہے تو کون ہے ؟

جواب : ارواح کا تعلق کسی قدر بدن سے چالیس روز تک ایسا ہی ہر شب جمعہ و روز جمعہ ہمیشہ کے لئے ہوتا ہے۔ اس تعلق خاص کو آنا سمجھئے نہ یہ کہ عالمِ ارواح سے نکل کر جسم کی طرح انتقال مکانی کرتے ہیں۔ البتہ ان کا در ایام مذکورہ خاص تعلق ایسا ہی اثر رکھتا ہے جیسا کہ وہ خود آ گئے ہیں۔ یعنے بحیثیت مشیتِ ایزدی باخبر ہوتے ہیں۔ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ بروزِ عید اور عاشورہ، ماہ رجب کا پہلا جمعہ اور ماہِ شعبان کی پندرھویں رات اور شبِ قدر اور ہر جمعہ کی رات میں ارواح قبروں سے نکل کر اپنے گھروں کے دروازوں پہ کھڑے ہو کر اپنے پسماندگان سے سوال کرتے ہیں کہ اس مبارک رات میں ہمارے ساتھ کسی صدقہ یا طعام سے امداد کرو کہ ہم محتاج ہیں۔ کتاب درر التیجان للسیلوطی و کتاب دقائق الاخبار امام محمد بن محمد الغزالی سے اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ ارواح موتیٰ ایام مذکورہ اپنے گھروں کے دروازہ پر آتے ہیں۔

سوال نمبر ۶ : اگر پسماندہ مہجور شدہ چاہے کہ مجھے صبر حاصل ہو تو کس کلام شریف کے ذریعہ سے کس وقت اور کس تعداد تک ورد کرے گا۔ اگر از حد بے ہمت ہو تو کس قدر پڑھے گا۔

جواب : اسمِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ایک ہزار مرتبہ بوقت اذان فجر پڑھے۔ اگر اس قدر نہ ہو سکے تو ۳۰۰ (تین سو) مرتبہ پڑھے بعد ازاں دل پر دم کرے۔

سوال نمبر ۷ : دوست مہجور شدہ کا مطلب ہو کہ دوست گم شدہ کا خانہ سکونتی کہ جس میں وہ مدفون ہے وہ منور ہو اور اعلیٰ قسم کی رحمتیں خداوند کریم جل شانہٗ سے اس پر نازل ہوں تو کس کلام شریف کا کس قدر اور کس وقت اور کس دن میں اس کا ذکر کرے۔

جواب : اس جگہ کلام اللہ شریف پڑھے یا پڑھوائے۔ ایسا ہی درود شریف جس قدر ہو سکے۔

سوال نمبر ۸ : اگر دوست گم شدہ عہدِ حیات خود میں کسی چیز خورد و نوش کا زیادہ خواہش رکھتا تھا، اب اس کو دوست مہجور شدہ کس وجہ سے پہنچاوے۔ ہر دن یا کسی دن خاص میں اور اس کی تجویز کیا ہوگی ؟

جواب : ہر دن یا شب جمعہ یا جس وقت اور جس دن چاہے پہنچا سکتا ہے۔ البتہ ہر شب جمعہ و ایام عید و عاشورہ وغیرہ مندرجہ جواب نمبر ۵ ضرور طعام یا کلام یا کسی خیرات کپڑا وغیرہ کا ثواب پہنچانا ضروری ہے۔

سوال نمبر ۹ : کلمہ شریف یا کہ درود شریف کا ثواب بخشنا کسی کے واسطے جائز ہے یا کہ نہیں۔ سنا گیا ہے کہ ناجائز ہے۔ اس کے واسطے کیا حکم ہے ؟

جواب :۔ جائز ہے۔

سوال نمبر ۱۰ :۔ اگر دوست گمشدہ کسی قسم مویشی کی خواہش رکھتا ہو از قسم عام مویشی یا کہ از قسم پرندگان

اب ان کا پہنچانا کس وجہ سے ہوگا۔ آیا وہ چیز زندہ دی جاوے یا کہ قیمت۔ اگر زندہ دینے کی خواہش ہو تو کس کو دیا جائے اور کس طریق سے دیا جائے۔

جواب :۔ زندہ دینا محتاج کو بہ نسبت قیمت کے زیادہ مناسب ہے۔

سوال نمبر ۱۱ :۔ یہ سوال وہی نمبر ۴ والا سوال ہے جواب اس کا وہاں ملاحظہ ہو۔

سوال نمبر ۱۲ :۔ کہ ملا جو قبر پر پڑھائے جاتے ہیں، وہ کس عرصہ تک پڑھتے رہیں۔ قرآن شریف ہی پڑھا کریں یا کوئی اور کلام ؟

جواب :۔ چالیس دن تک قرآن شریف پڑھایا جاوے مگر بلا شرط اجرت۔ کیونکہ قرآن شریف پڑھنے کی اجرت لینی دینی حرام ہے۔ ہاں اگر پڑھنے والے کو لالچ نہ ہو اور دینے والا اجرت سمجھ کر نہ دیوے تو جائز ہے مگر یہ مشکل ہے۔ لہٰذا اچھا ہے کہ دوست یا خویش اقارب جو بلا اجرت پڑھنے والے ہوں پڑھیں۔

مکتوب نمبر ۲۸۹

ایک عریضہ کے جواب میں جو توارد احوال کی نسبت لکھا ہوا تھا۔ نور محمدؒ نہاری کی طرف صادر فرمایا ہے۔

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اللہ تعالیٰ کا حمد ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو۔ آپ کا مکتوب شریف پہنچا۔ توارد احوال کا مضمون واضح ہوا۔ جاننا چاہیئے کہ جس طرح حق تعالیٰ عالم میں داخل نہیں ہے۔ اس سے خارج بھی نہیں۔ اور جس طرح عالم سے منفصل نہیں ہے اُسکے ساتھ متصل بھی نہیں ہے۔ حق تعالےٰ ہے مگر یہ دخول وخروج واتصال وانفصال کی سب صفتیں اس سے مسلوب ہیں۔ حق تعالیٰ کو ان چاروں صفات سے خالی ڈھونڈھنا چاہیئے۔ اور ان صفات سے باہر اس کو تلاش کرنا چاہیئے۔ اگر ان صفات میں سے کسی صفت کا رنگ مل جائے تو ظلال و مثال کی گرفتاری حاصل ہے۔ بلکہ حق تعالیٰ کو بیچونی اور ______ کی صفت سے جس میں ظلیت کی ______ نہیں طلب کرنا چاہیئے اور اس مرتبہ کے ساتھ بیچونی اتصال پیدا کرنا چاہیئے۔ یہ دولتِ صحبت کا نتیجہ ہے۔ کہنے اور لکھنے میں نہیں آسکتی۔ اور اگر لکھی جاوے تو اس کو کون سمجھے گا اور کون اس کو پائے گا۔ آپ اپنے کام میں مصروف رہیں اور ملاقات کے وقت تک کیفیات احوال کو لکھتے رہیں۔ والسلام۔

ہادیٔ راہِ متین زبدۃ العارفین خلاصۃ العالمین دام فیضکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ کرم نامہ آں ذیشاں رسید مافیہا بوضاحت انجامید عرض بلب ادب

اینکہ سالک تجلی آفاقی و انفسی را عبور کردہ بعدہٗ جمع میان تشبیہ و تنزیہ است یعنی وجود سالک است و صفات از وجودِ سالک ظاہر مے گردند و قرار آں ہا نیست اگر خیال بر وجود مے کند صفات از لحاظ میروند۔ و اگر بر صفات مے دارد وجود از لحاظ مے رود الحال سالک نظر بر صفات مے دارد یا بر وجود۔ چہ طور ارشاد فرمایند تعمیل کردہ آید۔ زیادہ عجز و نیاز۔

فقیر صاحب از کوٹ اٹل

مکتوب نمبر ۲۹۰

رو نظر در بحر کن جو را مبین　　　　تاکہ باشی عارفِ سرِ یقین

طالبِ حق مخلصی فی اللہ فقیر صاحب حفظکم اللہ تعالےٰ

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ۔ بجواب سوال ارقام نمودہ میشود کہ دریں مشاہدہ نظر بر وجود باید داشت نہ بر صفات۔ دُعا است کہ اللہ تعالیٰ آں طالب حق را شہود ذاتی دائمی عطا فرماید۔

العبد دُعاگو و دُعا جو مہر علی شاہ بقلم خود

پیشوائے عارفاں رہنمائے سالکاں ماوائے و ملجائے نیازمنداں دام فیوضکم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ طالبِ صادق نے عالمِ امر سے عروج کیا اس جگہ تک کہ اُس کا بیان نہیں ہو سکتا۔ اور خیال کرتا ہے کہ جس مقام پر میں آیا ہوں اُس پر کوئی نہیں آیا۔ پھر نزول اس کا ہویا اتنا قدر کہ بہت نیچا آیا۔ اور محض عبدیت میں آرہا، اس وقت خالی ہوگیا۔ پھر اسوقت حال مواجید اس کے شرع شریف کے خادم ہوئے۔ اس میں آں غریب نواز تحریر سے مشرف فرمانا کہ مناسب نصیحت طالب کے ہو۔ زیادہ نیاز و نیاز۔

فقیر صاحب از کوٹ اٹل عفی عنہ

مکتوب نمبر ۲۹۱　　　　مخلصی فی اللہ حفظکم اللہ تعالےٰ

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ حالت مسطورہ مرسلہ الحمد للہ والمنۃ مستوجب حمد و شکرگزاری عزاسمہٗ ہے صرف یہ خیال کہ جس عروج پر میں پہنچا ہوں، کوئی نہیں پہنچا۔ زعمی ہے واقعی نہیں۔ گو اس قسم کے خیالات پہلے بھی اہل اللہ سے سرزد ہوئے ہیں مثلاً آنجا کہ منّ سیدم امکان نیست کسے را۔ اور اس خیال کے وجہ وجیہہ بھی ہو سکتی ہے کہ ہر ایک مخلوق کے لئے ایک وجہ اور تعلق خاص بجناب باری عزاسمہٗ ہوتا ہے کہ دُوسروں کے لئے نہیں۔ کما قال الشیخ الاکبر فی مواضع عدیدۃ من الفتوحات وغیرہ من العارفین اس بناء پر اسکا خیال مذکورہ بالا صحیح ہو سکتا ہے۔ والسلام۔　　دُعاگوئی و دُعا جوئی مہر علیشاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۹۲　　　　مجبّی و مخلصی فی اللہ جناب فقیر صاحب حفظکم اللہ

بعد از سلام مسنون الاسلام و دُعا واضح باشد۔ دونوں کا مشاہدہ کمال ہے اور صرف بے مثال لیس کمثلہٖ شیئٌ کا مشاہدہ نقصان کیونکہ قرآن کریم میں ہو الظاہر والباطن وارد ہوا ہے نہ فقط ہو الباطن مشاہدۂ بے مثالی تنزیہہ ہے اور مشاہدہ کونی یعنے آفاقی و انفسی تشبیہ ہے اور کمال دونوں کے جمع کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ ہکذا قال الشیخ الاکبر قدس سرہٗ فی الفص النوحی من فصوص الحکم اور مشاہدہ کونی میں پہلے مشاہدہ خارج میں ہوتا ہے یعنی فی الآفاق۔ بعد ازاں اپنے اندر یعنی فی الانفس ہکذا صرح الشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی الفتوحات۔ دُعا سے یاد رکھیں۔ والسلام۔

الراقم دُعاگو و دُعا جو نیازمند فقرا عبدہٗ مہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب ۲۹۳　　　　مخلصی فی اللہ حاجی کریم بخش صاحب حفظکم اللہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ اما بعد حامل دُعانامہ محمد ابن مصطفےٰ مدنی باعث بر تحریر ہذا الغرض حصول زادِ راہ نزد آں مخلص مے رسد۔ باید کہ مناسب طور باو تعامل نمایند۔

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علیشاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۹۴　　　　مخلصی حاجی کریم بخش صاحب حفظکم اللہ تعالےٰ

سلام و دُعا۔ حامل دُعانامہ محمد عبد الرحمٰن تُرکی اپنے وطن میں پہنچنے کے لئے متحیر ہیں۔ اور سفر خرچ کے خواہاں ہیں۔ اس مُلک کا حال ان کو سمجھایا گیا ہے۔ مناسب طریق پر امداد و سلوک کریں والسلام

العبد الداعی مہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۲۹۵　　　　مخلصی فی اللہ حاجی کریم بخش صاحب حفظک اللہ تعالےٰ

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ۔ خط ملا کیفیت معلوم ہوئی۔ حسبِ تحریر دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمتِ کاملہ سے اچھی طرح سے جبر نقصان کا تدارک فرمائے۔ اللّٰھم لک الحمد و الیک المشتکیٰ و انت المستعان ولا حول ولا قوۃ الا بک۔ برخوردار اللہ بخش حفظہ اللہ تعالےٰ کو بعد سلام مضمون واحد۔

العبد الداعی بقلم خود

---

۲۴ رمضان بروز پنجشنبہ　　　　مکتوب نمبر ۲۹۶

مخلصی فی اللہ حاجی کریم بخش صاحب حفظک اللہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ خط ملا کیفیت معلوم ہوئی۔ برخوردار غلام محی الدین نے بھی اسی امر کے لئے یہاں پہنچ کر یاد دہانی کرائی تھی۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جمیع مشکلات مشروعہ کا

حل فرماوے اور مکروہات زمانہ سے محفوظ رکھے۔ مولوی غلام محمد صاحب حسب التحریر بھیجے جاویں گے۔ والسلام۔ برخورداران حفظہم اللہ تعالٰے کو سلام و دُعا۔

مہر علی شاہ بقلم خود

بروز یکشنبہ — مبسملاً وحامدًا ومصلیًا — مکتوب نمبر ۲۹۷

مخلصی فی اللہ حاجی کریم بخش در حفظ وامان الٰہی مع اولاد ومتعلقین باشند

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مکتوب مفصلاً ملاحظہ سے گزرا۔ برخوردار محمد ایوب نے محض بتوفیق وفضل اوسبحانہ وتعالٰے اس قدر تکلیف اٹھا کر کام سرانجام کیا۔ آئندہ بھی وہی حافظ ومعین ہے۔ اللھم لک الحمد والیک المشتکی وانت المستعان ولاحول ولاقوۃ الا بک۔ برخوردار اللہ بخش کو سلام و دُعا۔

العبد داعی از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۲۹۸ — مخلصی فی اللہ حاجی کریم بخش صاحب حفظکم اللہ تعالٰے

بعد سلام و دُعا آنکہ برخوردار محمد ایوب اور اللہ بخش اور فضل الٰہی کی کیفیت امزجہ سے مطلع کریں۔ اللھم انت الشافی لاشافی الا انت اشف شفاء لایغادر سقمًا۔ والسلام

دُعاگو از گولڑہ بقلم خود

بروز چہارشنبہ — مکتوب نمبر ۲۹۹

مخلصی فی اللہ حاجی کریم بخش حفظکم اللہ تعالٰے

سلام و دُعا۔ یامجیب المضطر اذا دعاہ ویاکاشف السوء کے علاوہ سورہ الم نشرح ۰،مرتبہ آپ یا برخوردار اللہ بخش علی الصبح پڑھ لیا کریں۔ برخوردار محمد ایوب جان کا ایک خط اگلے دنوں میں آیا تھا جس میں مندرج تھا کہ آج نصف لکڑی انگریز نے پاس کرلی ہے اور نصف باقی کے متعلق کل فیصلہ ہوگا۔ اللہ تعالٰے آپ کے اضطراب کو جلد رفع فرمائے۔ برخوردار اللہ بخش کو سلام و دُعا۔ کل جواب ایک معذوری کی وجہ سے نہیں لکھا گیا۔

العبد دُعاگوئی از گولڑہ بقلم خود

بروز پنجشنبہ — مکتوب نمبر ۳۰۰

مخلصی فی اللہ حاجی کریم بخش صاحب حفظکم اللہ تعالٰے

بعد سلام دُعا آنکہ حسب الطلب تعویذ داخل لفافہ ہذا بھیجا جاتا ہے۔ اللہ تعالٰے برخوردار

اللہ بخش کو شفا اور محمد ایوب کو جلد اس تکلیف سے نجات بخشے۔ برخوردار اللہ بخش کو سلام۔

دُعاگو از گولڑہ

بروز چہارشنبہ — مکتوب نمبر ۳۰۱

مخلصی فی اللہ حاجی کریم بخش صاحب حفظکم اللہ تعالٰے

بعد دُعا وسلام آنکہ خط مرسلہ کاشف مافیہا ہوا۔ اللہ تعالٰے برخوردار محمد ایوب کو سالماً غانماً بخیریت جلد مہجوروں کو ملاوے۔ برخوردار اللہ بخش کو کلام اللہ شریف سُنانے کی اجازت ہے۔ بروز شروع کے وقت سورۃ الم نشرح سات دفعہ پڑھ کر سینہ پر دم کرلیا کریں۔ اللھم لک الحمد والیک المشتکی وانت المستعان ولاحول ولاقوۃ الا بک۔ والسلام

العبد الداعی از گولڑہ بقلم خود

بروز سہ شنبہ — مخلصی حاجی کریم بخش صاحب حفظکم اللہ تعالٰے — مکتوب نمبر ۳۰۲

بعد سلام آنکہ کل اور آج کا حال خطوط سے معلوم ہوا۔ ڈاکٹر کی رائے تبدیل ہوا کے لئے ٹھیک ہے۔ افاقہ محسوس ہونے پر کوہ مری لے جاویں۔ اللھم انت الشافی لاشافی الا انت اشف شفاءً لایغادر سقمًا بجاہ نبیک وحبیبک محمدن المصطفٰی صلی اللہ علیہ وعلٰی آلہٖ وصحبہٖ وسلم۔ برخوردار اللہ بخش ومحمد ایوب کو سلام۔

داعی از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۳۰۳ — مخلصی حاجی کریم بخش صاحب حفظکم اللہ تعالٰے

بعد سلام و دُعا آنکہ مکتوب کے واسطے سے دُعاگوئی کو سخت پریشانی ہوئی۔ بارگاہِ الٰہی عزاسمہٗ کے بغیر کوئی ماوا وملجا نہیں۔ اوسبحانہٗ وتعالٰی اپنی قدرت کاملہ ورحمت شاملہ کے طفیل جانبین کی پریشانی رفع فرماوے۔ اللھم لک الحمد والیک المشتکی ولاحول ولاقوۃ الا بک۔ برخورداران حفظہم اللہ تعالٰی کو سلام و دُعا۔

العبد دُعاگوئی مہر علی شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۳۰۴ — راسخ الاخلاص مخلصی حاجی کریم بخش حفظکم اللہ تعالٰے

۱۲ رمضان المبارک شنبہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ مکتوب کاشف مافیہا ہوا۔ مخلصا! مایوسی بحسب لاتقنطوا من رحمۃ اللہ بہرحال نہیں۔ بارگاہ ارحم الراحمین سے کامل اُمید شفا کی ہے۔ اللھم انت الشافی لاشافی الا انت اشف شفاء لایغادر سقما برحمتک الواسعۃ وقدرتک الکاملۃ وبجاہ سید الاولین والاخرین سیدنا محمدن المصطفٰی وآلہٖ واصحابہٖ والحمد لک

والیک المشتکیٰ وانت المستعان ولاحول ولاقوۃ الا بک ۔ برخورداران کو سلام و دُعا۔
العبد داعی بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۳۰۵ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

از نیازمند درویشاں

بخدمت جناب صاحبزادہ محمد عبدالقیوم صاحب حفظہ اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ‘ ۔ امابعد نمیقہ گرامی از ملاحظۂ فقیر گذشت چونکہ ایں ارشاد ہماں ارشاد است کہ بجواتش بالمشافہ گزارش نمودہ بودم فالتکرار تصدیع للجناب ۔

فقیر بر سرِ راہ است و دُعا میکند کہ اللہ تعالےٰ اہل اسلام را در اشاعت اسلام کما ہو عند اللہ والرسول صلی اللہ علیہ وسلم بحسب طرز سلف صالحین رضوان اللہ علیہم توفیق تاسی واقتفار عطا فرماید ۔

از بعضے فقرات مندرجہ عنایت نامہ بالخصوص از فقرہ (اقوامِ دیگر علم از ما گرفتہ و بہرہ ور گردیدند و ما ورثہ بزرگان خود را از دست دادیم) سخت متعجبم ۔ مخدُوما چونکہ علم معتدبہ عند اللہ والرسول علم شرائع و ادیان است و او بفضلہ تعالیٰ معہ خدام خویش اعنی علوم آلیہ محفوظ و مصون است ۔ نزدِ ما تا حال اقوامِ دیگر از وے بے بہرہ ہستند پس صحت جملہ مذکورہ بالا اصلاً صورت نمے بندد ۔ البتہ رفتن او از دستِ ما بایں طریق خواہد بود کہ الآن بحسب (کلمۃ خیر ارید بہا شر) بعنوان ترقی اسلام ورزیدہ می شود ۔ فاللہ خیرٌ حافظا وہو ارحم الراحمین ۔

عنوان مطابق بامعنون (ترقی اسباب معیشت) بود و او بوجہ غیر شرعی نہ کہ ترقی اسلام ع
برعکس نہند نام زنگی کافور ۔ بعد از ما و شما کسیکہ زندہ ماند ۔ خواہد دید کہ اثر ایں طرز بغیر از پسِ پشت انداختن احکامِ شرعیہ از صوم و صلوٰۃ و زکوٰۃ وغیرہا بجز تعزز ظاہری و شکم پروری چیزے دیگر نخواہد بود ۔ اِلّا مَنۡ حفظہ اللہ ۔ وما علینا الا البلاغ ط والسلام خیر ختام ۔

المحرر کمینہ ترین خلق اللہ المدعو بمہر علیشاہ عفی عنہ ربہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۳۰۶ سیادت پناہ مخلصی سیّد نادر شاہ صاحب حفظکم اللہ تعالےٰ

بعد سلام و دُعا آنکہ الحمد للہ کہ جانبین میں خیریت ہے اور دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آں مخلص کو اتباع مشائخ عظام علیہم الرضوان عطا فرماوے ۔ سب سادات کو دعوات ۔

العبد دُعا گوئی و دُعا جوئی مہر علیشاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۳۰۷ سیادت پناہ مخلصی سیّد نادر شاہ صاحب حفظکم اللہ تعالےٰ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ ۔ امابعد محبت نامہ ملاحظہ سے گزرا ۔ الحمد للہ کہ جانبین میں خیریت ہے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مصائبِ روزگار سے محفوظ فرما کر اپنی طرف متوجہ رکھے ۔ حضرت دیوان صاحب حفظہم اللہ کی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کیا تھا جس کے جواب سے محرومی ہے ۔ موجبش بخیر ہو ۔ سب کو ما وجب ۔ داعی و مستدعی از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۳۰۸ ۲۳ ر رمضان

سیادت پناہ مخلصی سیّد نادر شاہ صاحب حفظکم اللہ تعالےٰ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ ۔ الحمد للہ کہ جانبین میں خیریت ہے ۔ کئی دن ہُوئے ہیں ایک عریضہ بخدمت حضرت دیوان صاحب حفظہم اللہ تعالےٰ بغرض استمزاج بھیجا گیا تھا جس کا جواب آج تک نہیں ملا ۔ مانعش بخیر ہو ۔ آپ کیفیت معلوم کر کے تحریر فرمادیں ۔ سب صاحبان کو دعوات و السلام ۔

دُعا گوئی و دُعا جوئی مہر علیشاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۳۰۹ بہ سیادت پناہ مخلصی سیّد نادر شاہ صاحب حفظک اللہ تعالےٰ

سلام و دُعا ۔ اخلاص نامہ ملاحظہ سے گذرا ختم شریف‘ درُود شریف ۳۶۰ مرتبہ، کلمہ تمجید ۳۶۰ مرتبہ، سورۃ الم نشرح ۳۶۰ مرتبہ، سُورۃ اخلاص ۳۶۰ مرتبہ اخیر میں درود شریف ۳۶۰ مرتبہ ثواب اس کا بروح پاک سرورِ عالم و اہلبیت و صحابہ کرام و سیدنا عبدالقادر جیلانی علیہم الصلوٰۃ والسلام پہنچا دیا کریں ۔ والسلام

العبد دُعا گو مہر علی شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۳۱۰ سیادت پناہ مخلصی سیّد نادر شاہ صاحب حفظک اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جمال الدین کو صحت کاملہ مرحمت فرمائے آمین بعد از نماز صبح ۴۱ بار الحمد شریف مع بسم اللہ پڑھ کر اس پر دم کر دیں ۔ والسلام

دُعا گو از گولڑہ

مکتوب نمبر ۳۱۱ مخلصی فی اللہ سیادت پناہ سیّد نادر شاہ صاحب حفظکم اللہ تعالےٰ

بعد سلام و دُعا آنکہ کل تیسری رمضان کو برخوردار غلام محی الدین کے گھر حق سُبحانہٗ و تعالےٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے ۔ اس کی صلاحیت و عمُر درازی کے لئے دُعا فرمادیں ۔ سب صاحبان کو دعوات ۔ داعی و مستدعی مہر علی شاہ بقلم خود

بروز دوشنبہ — مکتوب نمبر ۳۱۲

سیادت پناہ مخلصی سید نادر شاہ صاحب حفظکم اللہ تعالےٰ

بعد سلام آنکہ محبت نامہ کاشف مافیہا ہوا۔ داعی مع الرفقاء بخیریت مکان پر پہنچ گیا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جانبین کو مکروہاتِ زمانہ سے محفوظ فرما کر صراط مستقیم پر قائم رکھے۔ والسلام۔ سب کو دُعا۔

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

۶ر جنوری — مکتوب نمبر ۳۱۳

مخلصی فی اللہ سیادت دستگاہ سید نادر شاہ صاحب حفظکم اللہ تعالےٰ

بعد از سلام آنکہ محبت نامہ کاشفِ مافیہا ہوا۔ عزیزہ اکبر علی شاہ صاحب کی اہلیہ کے لئے تعویذ گلے میں باندھنے کے لئے داخل لفافہ بھیجا تھا۔ ایامِ حمل میں نسخہ استعمال نہیں کیا جاتا ہے۔ چیچک کے لئے آپ سورۃ لایلاف قریش گیارہ مرتبہ اوّل و آخر درُود شریف بھی گیارہ مرتبہ پڑھ کر چاول دم کر دیا کریں۔ تین تین دانہ تین دن علی الصباح نگلوا دیویں۔ گویا ۹ دانہ فی بچّہ کے لئے کافی ہوں گے۔

مکتوب نمبر ۳۱۴ — سیادت پناہ مخلصی سید نادر شاہ صاحب حفظکم اللہ تعالےٰ

بعد سلام آنکہ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے بھائی صاحب وسائر متعلقین کو مکروہاتِ زمانہ سے محفوظ رکھے۔ میرا ارادہ روانگی بقصد حاضری پاکپتن شریف باصرار بعض مخلصان بہ لین کندیاں ملتان پرسوں بروز دوشنبہ ۲۰ر ذوالحج مصمم ہو چکا ہے۔ واللہ ہو الموفق حسب ارشاد حضرت دیوان صاحب گیمر اُتریں گے۔ والسلام۔

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علیشاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۳۱۵

مکرمی جناب حافظ سید عزیز حسن صاحب بقائی وفقکم اللہ لما یحب ویرضےٰ

بعد سلام مسنون الاسلام آنکہ بوجہ علالتِ طبع شایانِ شان ہدیہ کچھ نہیں عرض کر سکتا۔ صرف اسی پر مکتفی ہوں کہ سیرت باقی اپنے منصفانہ وممتازانہ طرز میں افادہ اہلِ حق وہدایت خام خیالوں کے لئے آپ ہی اپنی نظیر ہے۔ جزاکم اللہ تعالیٰ عن المستفیدین خیر الجزاء۔ والسلام۔

الملتجی والمشتکی الی اللہ العبد المدعو بمہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۳۱۶

واعظ قوال کو جو سند عطا فرمائی وہ یہ ہے :۔

یہ صاحب اس فن قوالی میں بے نظیر ہونے کے علاوہ بوجہ ذوقِ باطن لقب صُوفی شاہ

کے مستحق ہیں۔ فصار کدعویٰ الشئ ببیّنتہٖ وبرھان لایحتاج الیٰ تصدیق احد۔

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۳۱۷

استفتاء

ہادیٔ شریعت واصلِ حقیقت جناب پیر صاحب مدظلکم

السلام علیکم۔ کچھ شبہات لکھ کر حضور کی خدمت میں بہ نظر تحقیق نہ بنظرِ اعتراض ارسال خدمت ہیں۔ اُمید کہ جواب سے ممتاز فرما دیں گے۔

الراقم میر زمان نمبردار موضع جھانسہ ضلع کرنال تحصیل تھانیسر ڈاکخانہ ٹھسکہ میرانجی

۱۔ بیعت مروجہ فی زمانہ سنت ہے یا واجب یا فرض اور اس کا ثبوت شرعی کیا ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ بیعت خلافت یا بیعت اسلام تھی۔ بیعت طریقت کا سلسلہ کب سے شروع ہوا ہے؟

۲۔ بیعت مروجہ سے کیا غرض ہے اور اس کا فائدہ کیا ہے۔

۳۔ ایک شخص مدت العمر میں کتنے شخصوں سے بیعت کر سکتا ہے۔ مشہور تو یہ ہے کہ ایک کے سوائے دُوسرے سے بیعت کرنے میں رجعت ہو جاتی ہے۔ اس کی اصلیت کیا ہے۔

۴۔ ارشاد وتلقین کے قابل کون شخص ہوتا ہے۔ کچھ اس کے معیار یا شرائط ہیں یا نہیں۔ جس کا جس پر اعتقاد ہو جاوے۔ بقول پیرِ من خس است واعتقاد من بس است مرید ہو سکتا ہے۔

۵۔ طریقت شریعت کے کچھ خلاف ہے یا اکمال شریعت کو طریقت کہتے ہیں۔ یا کوئی اور شے ہے۔

۶۔ رقص وسرود مروجہ صوفیائے چودھویں صدی وعشق بازی با طفلاں و زناں شریعت میں کیا حکم رکھتا ہے۔ اور متقدمین صوفیائے میں بھی کیا اس پر دار ومدار عشق الٰہی کا تھا۔ جبکہ فی زمانہ صرف رقص وسرود وعشقبازی بازی با امردان مایہ طریقت وکمال سمجھتے ہیں۔

۷۔ فسق وفجور ومحبت دُنیا کیا اہل طریقت کے نزدیک ممنوع نہیں ہے۔

۸۔ بیعت سے سوائے تعلیم وتلقین ذکر واشغال کے کچھ اور فائدہ ہے۔ اگر بیعت سے مقصود تعلیم اذکار واشغال صوفیائے کرام ہیں تو کتابوں میں جملہ اذکار واشغال صوفیاں درج نہیں! ور اگر مقصود بیعت سے توجہ قلبی پیر ومُرشد سے مرید طالبِ حق کو ایک دم میں یا چند مدت میں مقام قربِ الٰہی تک پہنچا نا ہے تو یہ واقعہ کے خلاف معلوم ہوتا ہے کیونکہ ہر فرد مسلمان ہندُستان کا کسی نہ کسی سے مرید ضرور ہے۔ بلکہ بعض مشائخ موجودہ کے تقریبًا ایک لاکھ یا پچاس ہزار تک بھی مرید پائے جاتے ہیں۔

اوران کے کسی مرید میں خلوص اب تک نہیں پایا جاتا۔

ہاں یہ تو دیکھا جاتا ہے کہ پیر کو خُدا بنا لیتے ہیں۔ یا خود خُدا بن جاتے ہیں۔ اب حضُور عالم باعمل واکمل بھی ہیں اور حضور کے متوسلین بھی بہت ہیں۔ ان میں سے واصل حق کتنے ہوئے اور کتنے طالب حق ہیں۔ ان سب کا جواب حضور اپنی قلم سے تحریر فرمادیں تاکہ احقر کی تسلی ہووے۔ ورنہ صوفیائے زمانہ کو دیکھ کر عقل بھی حیران ہوتی ہے کہ خلاف حکم شرع کو فقیری سمجھتے ہیں، یا رقص وسرود وعشقبازی کو۔ عشق بازی ناقصوں کو دواعی شہوات ہے اور خوف ہے کہ مرتکب معاصی ہو جاویں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط حامداً ومصلياً

جواب نمبر۱ : بیعت طریقت مروّجہ فی زمانہ سُنّت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تقویٰ اور اقامت اسلام پر بھی بیعت فرمائی ہے۔ چنانچہ انصار کی مستورات سے نوحہ نہ کرنے پر اور فقراء مہاجرین سے اس پر کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کریں۔ صحیح بُخاری وابنِ ماجہ ملاحظہ ہو۔ بیعت مروجہ کثرت ذکرِ الٰہی وزہد وتقوےٰ بھی اسی قبیلہ سے ہے۔

۱۔ قال اللہ تعالیٰ یاایھا النبي اذا جاءك المؤمنات الآیۃ سیپارہ ۲۸ سُورہ ممتحنہ رکوع ۲

۲۔ وفی البخاری انہ اشترط علی جریر عند مبایعتہٖ الحدیث

۳۔ رواہ ابن ماجہ انہ بایع ناساً من فقراء المہاجرین الحدیث

جواب نمبر۲ : بیعت طریقت سے غرض حصول سکینہ باطمینان قلب واخلاص وشوق وترک ماسوی اللہ ہے۔ سنت اللہ اس پر جاری ہے کہ علماء کی صحبت کے بغیر علم، خیاط کی مجلس کے بغیر خیاطت اور آہن گر کی صحبت کے سوا آہنگری حاصل نہیں ہوتی۔

جواب نمبر۳ : ایک شخص کئی اشخاص سے بیعت تبرک وفیض حاصل کرسکتا ہے اور جائز ہے۔ بشرطیکہ شیخ اوّل کی تحقیر وتوہین نہ کرے ورنہ رجعت ہوگی۔ البتہ وہ شخص مستثنیٰ ہے جس کو جذبۂ عشقیہ اور رابطۂ کمال عشق شیخ کا دُوسری طرف نہ جانے دے۔

جواب نمبر۴ :۔ بیعت کرنے کے قابل وہ شخص ہوتا ہے کہ ضروری علم دینی کے علاوہ اوصافِ ذیل بھی رکھتا ہو۔

متقی کبائر سے مجتنب صغائر پر غیر مصر، زاہد عابد واشغال اذکار پر مداومت کرنے والا، آمر بمعروف ناہی عن المنکر، ذو فہم، مستقل رائے، شیخ کی صحبت سے فیض یافتہ۔

جواب نمبر۵ :۔ طریقت شریعت کے خلاف نہیں۔ شریعت خُدا اور رسُول کی ہدایت وارشاد ہے اور طریقت اس پر چلنے کو کہتے ہیں۔

جواب نمبر۶ :۔ رقص وسرود کے بارہ میں حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا فیصلہ

بگویم سماع اے برادر کہ چیست   مگر مستمع را بدانم کہ کیست   الخ

کافی ہے۔ حصول عشق الٰہی کا مدار توجہ شیخ وکثرت ذکر الٰہی پر بشرط استعداد نہ عشقبازی بازناں وطفلاں جب عوام کے لئے یہ حرام ہیں تو خواص کے لئے جن کا شان یہ ہے۔ حسنات الابرار سیئات المقربین کیسے جائز ہو سکتے ہیں۔ یہ اور بات ہے کہ بعضے اہل اللہ کو حسینوں سے کسی وقت بوجہ مشاہدہ انوار تجلیات میلان ہوا ہو۔ حضرت شمس تبریز و حضرت محبُوب الٰہی وحضرت مجدد رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات مندرجہ کتب مناقب اس پر شاہد ہیں۔ یہ میلان از قبیل حدیث صحیح ان اللہ جمیل ویحبُ الجمال سمجھنا چاہیئے۔

جواب نمبر۷ :۔ بیعت کا فائدہ کتاب دیکھنے سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ اس کی وجہ نمبر۲ میں موجُود ہے۔

جواب نمبر۸ :۔ حصول مطلب کے لئے کوئی مدت معین نہیں۔ علیٰ حسب اختلاف فی الاستعداد زمانہ کی کمی بیشی متصور ہو سکتی ہے۔

جواب نمبر۹ :۔ زمانہ موجودہ میں کن صاحبان کے لاکھ یا زیادہ مرید ہیں۔ باوصاف مندرجہ نمبر۴۔ اور واقعی شیخ ہے تو ضرور مرید کے لئے کم ازکم پابندی احکام شرعیہ ہونی چاہیئے۔ دوسری صُورت میں دونوں میں سے ایک یا ہر دو کا قصُور متصور ہو سکتا ہے۔ درویش واقعی سے کسی وقت انا الحق کا سرزد ہونا اور ہے اور غیر درویش متصنع کا کہنا اور۔ اس میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ مولانا رُوم رحمۃ اللہ علیہ کا بیت ہے۔

آں انا را رحمت اللہ در قفا   ویں انا را لعنت اللہ از خُدا

یا جیسا کہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ نسخہ مثنوی اس وقت زیرِ نظر نہیں۔

جواب نمبر۱۰ :۔ طالب خُدا بہت ہیں اور واصل بمعنی صاحب اطمینان وذوق وشوق بالغنی باللہ از ماسوی اللہ کم۔ والسلام خیر الختام۔

العبد الملتجی الی اللہ سید مہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر۳۱۸ مکرمی ومعظمی جناب صاحبزادہ محمد حفیظ اللہ صاحب در حفظ وامان الٰہی باشند

تسلیم ونیاز۔ عنایت نامہ کاشف مافیہا ہوا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو علم باعمل وتوفیق اعمال صالحہ عطا فرما کر مخدومی ومخدوم الکل رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کو ہمیشہ بابرکت وسرسبز رکھے۔ حسب التحریر تعویذ داخل لفافہ ہذا بھیجا جاتا ہے۔ درُود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ط ایک سو مرتبہ اور یَا حَيُّ یَا قَیُّوْمُ ایک سو مرتبہ

بعد نماز فجر پڑھ لیا کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب بحسب نصوص قرآنیہ اور علم ماکان ومایکون کا از رُوئے احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام منجانب اللہ عطا ہوا ہے۔ علم غیب کُلی اور بالذات علیٰ سبیل الاستمرار خاصہ خُدائی ہے۔ عزاسمہ اور علمِ غیب علیٰ قدر الاعلام والاعطا آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو عالم الغیب بعلم عطائی وہبی کہا جا سکتا ہے۔ میری موجودگی میں مخدومی مخدوم الکل رحمۃ اللّٰہ علیہ کے سامنے کبھی اس مسئلہ کا ذکر نہیں ہوا۔ نیازمند عرصہ تین سال سے بیمار ہے۔ اشتہا بالکلیہ مفقود۔ دماغی کام نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا ارشاد عالی کی پُوری تعمیل نہیں ہو سکی۔

العبد معافی کا خواستگار نیازمند علما مہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۳۱۹ سیادت وست گاہ مخلصی سید فتح شاہ صاحب حفظکم اللہ تعالےٰ

سلام و دُعا۔ مکتوب آں مخلص مشتمل بر خبر ملالت اثر انتقال اہلیہ برخوردار غلام عباس رسید انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ متوفیہ مرحومہ را مغفرت و پسماندگان را صبر و اجر عطا فرماید۔ اللھم لك الحمد و الیك المشتکیٰ وانت المستعان ولاحول ولاقوۃ الا بك والسلام۔

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ بدعو بہر علی شاہ از گولڑہ

مکتوب نمبر ۳۲۰ مخلصی مولوی محمد الدین حفظک اللہ تعالےٰ

سلام و دُعا۔ رقعہ مرسلہ کاشف مافیہا ہوا۔ آپ اگرچہ ہر طرح کی تکلیف اُٹھانے پر آمادہ ہیں۔ مگر ناممکن ہے کہ ایک عالم جس نے عالمانہ کاموں میں اوقات بسر کئے ہوں۔ وہ بے شغل اور بے کار رہ کر عمر ضائع کرے۔ یہاں کے حالات ایسے ہیں کہ سوائے بے شغلی کے کوئی شغل نہیں۔ ایک دُعا نامہ پہلے بھی لکھ چکا ہوں۔ ملاحظہ سے گزرا ہو گا۔ والسلام۔

العبد دُعا گوئی از گولڑہ

مکتوب نمبر ۳۲۱ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بلبل بُستان توحید سرو گلستان تفرید شہباز اوج حقیقت تاجدار کشور معرفت سلامت

السلام علیکم۔ بعد ادائے آداب و نیاز و شوق حصول قدم بوسی آنکہ چند سوالات بغرض استفسار خدمت شریف میں ارسال ہیں۔ اخلاق محمدی فرما کر جوابات سے عزت بخشی جاوے۔

۱۔ اذا اراد شیئًا ان یقول لہٗ کن فیکون میں لہٗ کی ضمیر کا مرجع کون ہے۔ اگر شیئًا مانا جاوے تو اس کو خدائے تعالیٰ نے پیدا ہی نہیں کیا۔ قبل از تخلیق وہ مرجع نہیں ہو سکتی۔

اس کے تو پیدا کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

۲۔ ولی اللہ کے معنے اصطلاح صوفیا میں کیا ہیں۔ یا یوں کہ افراد انسانی میں کون سے فرد پر صحیح معنی میں لفظ ولی اللہ کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ یا یوں کہئے کہ طریقہ سلوک میں کونسا مرتبہ ہے۔ جسے طے کرنے کے بعد سالک ولی اللہ کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے۔ تعریف ایسی ہو جس سے صوفیائے متقدمین مثل مولانا روم اور مولانا محی الدین ابن عربی وغیرہ سے متعلق ہو۔

۳۔ فرقہ صوفیائے کی اسلام میں کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ احکام شرعیہ اور ارکان اسلام کی تبلیغ تو بذریعہ قرآن شریف پیغمبر خُدا نے فرما دی۔ اور اس کی اشاعت علمائے اسلام برابر بذریعہ درس تدریس و تحریر و تقریر کر رہے ہیں۔ جو نجات کے واسطے کافی ہیں۔ صُوفی ان احکام شرعیہ کے سوا کیا بتا سکتے ہیں اور نجات کے سوا اور کیا ہے جو اُن کی تعلیم کے سلسلہ میں مل سکتا ہے۔

راقم سید علی از مکوان شریف مزار شاہ سارنگ صاحب مرحوم
ضلع نواب گنج بارہ بنکی ڈاک خانہ فتح پور

مکتوب نمبر ۳۲۲ حامدًا ومصلیًا

مکرمی شاہ صاحب حفظکم اللہ تعالےٰ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔

۱۔ مکرما اشیاء موجُودہ کے لئے قبل از تخلیق علم باری عزاسمہٗ میں ثبوت ہے۔ اس مرتبہ میں اعیان ثابتہ کہلاتے ہیں۔ ارجاع ضمیر یا یوں کہیئے خطاب کن کے لئے ثبوت علمی کافی ہے۔

۲۔ سالک سائر الی اللہ بعد مشاہدہ و تجلیات (ھو الظاھر) اور نیز تجلیات (ھو الباطن) اولاً بحسب خصوصیات و تمیزات اپنے کے اور ثانیاً بافناء بعض تمیزات ان کے مرتبہ جمع میں۔ اور بالکلیہ فنا کے مرتبہ جمع الجمع میں ولی کہلانے کا مستحق ہوتا ہے۔

۳۔ اور ظاہر ہے کہ تجلیات افعالیہ اور صفاتیہ اور ذاتیہ کا مشاہدہ بحسب مراتب بعضہا فوق بعض درس اور تدریس علم ظاہری سے نہیں ہوتا۔ والسلام

دُعا جوئی و دُعا گوئی حضور بقلم خود

مکتوب نمبر ۳۲۳

سوال :۔ کیا مسلمان کو کانگریس میں شامل ہونا چاہیئے یا نہ ؟

جواب :۔ قبلہ عالم مد اللہ ظلہم العالی

مکرمی شاہ صاحب وفق اللہ تعالیٰ الجانبین لما یحب و یرضےٰ

تسلیم۔ استدعا دُعا۔ میری رائے میں یہ شمولیت اسلام کے برخلاف اور ناجائز ہے ۔

(بوجہ علالتِ طبع جو مدت مدید سے لاحق ہے) زیادہ عرض نہیں کر سکتا۔

العبد دُعا گوئی و دُعا جوئی از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۳۲۴ مکرمی مولوی حفیظ اللہ صاحب وفقکم اللہ لما یحب و یرضٰی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ امّا بعد عنایت نامہ کاشف مافیہا ہوا۔ قبل نماز فجر یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دُعا ذیل گیارہ مرتبہ معمول رکھیں۔ یاحي یاحي یاحي احيني حيٰوة طيبة واسقني من شراب محبتك اعذبه واطيبهٗ ياحي ياحي ياحي ومتع سري ببرك في الحضرات الشهودية واملاء قلبي بالمعارف الربانيه واطلق لساني بالعلوم اللدينيه ياحي ياحي ياحي والسلام۔ مکرمی جناب مولوی امانت اللہ کی خدمت میں سلام۔ مَیں بوجہ علالت طبع جو کئی سال سے عارض ہے، زیادہ عرض نہیں کر سکتا۔

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ از گولڑہ

مکتوب نمبر ۳۲۵

بجواب: محمد یار خان صاحب علی گڑھی جن کو ایک مرض تھی۔ سوتے جاگتے نماز پڑھتے اُٹھتے بیٹھتے بات کرتے ایسی حالت ہوتی ہے جیسے ایک شوقین پتنگ باز اُڑتی ہوئی پتنگ میں ٹھمکیاں دیتا ہے اور پتنگ میں لغزش ہوتی ہے اور وہ ڈوری میری کمر میں بندھی ہوتی ہے۔ جس وقت میں اس ٹھمکی سے بیدار ہوتا ہوں اور جسم میں ٹٹولتا ہوں تو کوئی ڈوری نظر نہیں آتی؟

نقل جواب حضور

مکتوب نمبر ۳۲۶

خان صاحب محمد یار خان حفظک اللہ تعالیٰ

بعد سلام آنکہ۔ قبل ازیں ایسے حادثہ کا وقوع دید شنید میں نہیں آیا تاکہ اس کے دفعیہ کا تجربہ کیا گیا ہو۔ متوکلاً علی اللہ لکھا جاتا ہے کہ سُورہ فاتحہ شریف، آیۃ الکرسی خالدون تک اور قل یاایہا الکافرون الخ اور قل ھو اللہ الخ اور قل اعوذ برب الفلق الخ اور قل اعوذ برب الناس الخ سات سات مرتبہ ہر بار معہ بسم اللہ بعد نماز فجر و بعد عصر پڑھ کر قلب پر دم کیا کریں۔ والسلام

استفتاء

مکتوب نمبر ۳۲۷

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اس بارہ میں کہ ایک شخص کی چوری ہوئی۔ اس نے ایک مخدوم صاحب جو کہ بڑا متقی و پرہیزگار ہے اس کے پاس آیا اور عرض کی کہ

مجھ کو تمام گاؤں کے لوگوں سے قسم لے دیویں۔ انہوں نے تمام شہر کو بلا کر مسجد میں قرآن شریف سامنے رکھ کر قسم لی۔ اب اس قسم کے بعد اگر کسی شخص پر گاؤں مذکور کے لوگوں میں سے شبہ کرے تو آیا مدعی مذکور کو اجرائے دعویٰ کی شرعاً اجازت ہے یا کہ نہیں۔ باوجودیکہ بموجب قول شامی فی الجلد الرابع ۱۴۴ **قولہ** حلفه الحاكم ولا يبطل مع هبيته لكنه ليس له ان يخاصم ما لم يقع البينة على وفق دعواه فان وجدها اقامها وقضى له بها۔ نیز یہ بھی معاہدہ ہوا کہ اگر قسم کے بعد اگرچہ کسی شخص پر صریحاً معلوم ہوا تو میں کوئی دعویٰ مال نہیں کروں گا۔ آیا یہ معاہدہ بھی کوئی حقیقت رکھتا ہے یا کہ نہیں۔ اگر رکھتا ہے تو کس کے حق میں بینوا وتوجروا۔

الجواب وهو الملهم الصواب

مدعی کو اجرائے دعویٰ کی شرعاً اجازت ہے۔ كما في البدائع وبحر الرائق والدر المختار اور معاہدہ مذکورہ دعویٰ کرنے سے مانع نہیں۔ کمافی درالمختار۔ او قال اذا حلفت فانت بری من المال ثم برهن على الحق قبل) هكذا في البدائع۔ وبحر الرائق۔ والدر المختار۔

العبد مہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۳۲۸

محمد اسماعیل صاحب نظامی جھانسوی کیتھو بازار شملہ سے دریافت کرتے ہیں کہ دو سال قبل سے یہاں گروہ در گروہ جشن عید میلاد النبی منانے گئے اور جلوس جھنڈا ۱۲ کو جامع مسجد سے عیدگاہ تک لے جایا گیا۔ اس سال امام احمد حسن صاحب نے جلوس روک دیا۔ کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ ولادت میں ایسی تقریب منانا منع ہے۔

جواب میں حضور قبلہ عالم فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کے لئے خوشی میلاد جائز ہے۔

مکتوب نمبر ۳۲۹ مخلصی سید احمد شاہ صاحب حفظک اللہ تعالیٰ

بعد سلام آنکہ۔ آپ کا کارڈ ملاحظہ سے گذرا۔ مَیں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ آپ انسان کامل چاہتے ہیں۔ البتہ مشائخ عظام کا ارشاد جو مجھے پہنچا ہے۔ آپ سے بھی کہہ دیتا ہوں۔ اگر ہو سکے تو اس پر مداومت رکھیں۔ درود شریف اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ پانچ صدبار اور یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ پانچصد بار۔ والسلام۔

مکتوب نمبر ۳۳۰

مخلصی فی اللہ مفطی للہ جناب مولوی عبدالمالک صاحب امت عنایتکم وحفظکم اللہ تعالیٰ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ کاشف مافیہا ہو کر باعث بر تعمیل ارشاد یعنے تحریر معنی و مراد ہر دو شعر مندرجہ کے ہوا۔ میری نا قابلی کے علاوہ عدم رسائی بھی بمذاق شاعر کہ عارف تھا یا غیر عارف

مانع ازجرأت برتحریر مراد تھی۔ مگر تعمیل بھی واجب جان کر عارض ہوں۔ ہر دو شعر مندرجہ عنایت نامہ و مستفسرہ۔ **قال** ؎ خود را بنظارہ نگارم صف زد۔ **اقول** یعنی برائے نظارہ دیدن خود نگار و محبوب من آمادہ وجلوہ گر شد۔ گو سُبحانہٗ وتعالیٰ قبل ایجاد موجودات حسن وکمال ذاتی خود را در خود میدید در بطون کنت کنزاً مخفیاً۔ لاکن مقتضائے حسن وجمال وحبّی کما یدل علیہ (فاحببت ان اعرف) خواست کہ جمال وکمال خود را در مرایا وآئینہ ہائے کثرت وحجابی ومظاہر تماشا کند (فان رویۃ الشئ نفسہٗ فی نفسہٖ لیست کرویۃ الشئ نفسہ فی المرٔۃ) قال شاعر ؎

یک خال سیاہ برآں رُخ مطوف زد

اقول : رُخ مطوف ترکیب توصیفی مطوف صیغہ اسمِ مفعول از باب تفعیل یعنی ایں چنیں چہرہ کہ گردانیدہ شدہ است ہمہ عالم طائف وطواف کنندہ بگرد او خال سیاہ را دو لحاظ است در بادی نظر داغ وعیب گفتنش بے جا نباشد ودر نظر ثانی موجب زینت وظہور جمال وکمال فہمیدہ شود۔ خال سیاہ ایں جا کنایہ است از داغ کثرت بر چہرۂ وحدت وداغ وعیب شمردن عروض کثرت بوحدت بر نسبت محبوب است نہ بلحاظ عارف چہ عارف کامل محمدی المشرب را دو شہود مے باشد یکے شہود وحدت در کثرت دوم شہود کثرت در وحدت وکل من الشہودین لاینافی فی الآخرہ بخلاف محجوب کہ از ہر دو مشہود محروم است مجذوب کہ بہ سبب استہلاک در شہود اوّل ناقص ماندہ۔

قال ؎ رضوان زتعجب کفِ خود بر کف زد

اقول۔ رضوان یعنی محافظ وناظر باغ کثرت کہ عبارت است از عارف کامل محمدی المشرب از تماشا حُسن وجمال لم یزلی حظ وافر ونصیب کامل برداشت کہ حیرت مے باشد قال علیہ السلام رب زدنی فیك تحیرًا قال الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کمال الادرک العجز عن الادراک عارفی گفتہ ؎

عشق بازی نہ ہمیں زاری گریاں شدن است
حسن معشوق عیاں دیدن وحیراں شدن است

ووجہ محافظ بودن عارف کامل در باغ کثرت را از حدیث لاتقوم الساعۃ الیٰ آخرہٖ واز فص آدمی فصوص الحکم باید جست قال ؎

ابدال زبیم چنگ در مصحف زد

قول : مراد از ابدال رہروانِ طریقت کہ از لغزش پائے دریں راہ بسلامت ماندہ اند ووجہ استغراق واستہلاک در مشاہدۂ وحدت مثل مجاذیب یا بوجہ نارسائی مغز سخن وراز وحدت وجود رشتہ سخن را بر سرحد الحاد وزندقہ رسانیدہ مثل متصوفہ از نقص ولغزش محفوظ بباعث چنگ زدن بہ مصحف و اتباع شرعی شدہ اند زمشاہدہ تجلی تنزیہی لیس کمثلہٖ شئ در حق اوشاں مانع از شہود تجلی تشبیہی (ھوالظاھر) گشتہ ونہ بالعکس ذالك فضل اللہ یؤتیہ من یشآء .... قل ان کنتم تحبون اللہ الخ

والحمد للہ اولاً واٰخراً والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسُولہٖ سیدنا مُحمّد واٰلہٖ وصحبہٖ ظاھراً وباطنا۔ ایں است اجمال آنچہ مامور شدم باظہار آں۔ والعلم عنداللہ۔

نمبرا : مشائخ عظام مریدین کو (اللہ) موقوف اور (ھُو) نیز موقوف فرماتے ہیں۔ یعنی دونوں معاً یہاں پر نہ تو ہا ضمیر کی ہے اور نہ اشباع ضمہ اور قاعدہ مسطورہ منقوض ہے ساتھ (ویخلد فیہ مھانا) کہ جو سورۃ فرقان میں واقع ہے۔

---

۶ رجمادی الثانی | مخلصی الطاف حسین صاحب حفظکم اللہ تعالےٰ | مکتوب نمبر ۳۳۱

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ سوالات مرسلہ کے جوابات حسب ذیل ہیں :۔

۱۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو زندہ ہو یا مُردہ اپنے اعمال حسنہ کا ثواب دے سکتا ہے۔ وہ اعمال بدنی ہوں۔ چنانچہ تلاوت قرآن مجید وغیرہ۔ کلمات طیبات محض حسبۃً للہ۔ ایسا ہی ایصالِ ثواب نماز روزہ یا وہ اعمال مالی ہوں۔ جیسا کہ صدقات یا دونوں سے مرکب جیسا حج۔ اور مُردہ یا زندہ جن کو ثواب بخشا جاتا ہے، دونوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اگر گنہگار ہیں تو مُردہ کو عذاب میں تخفیف ہوگی اور زندہ کے اعمال نامہ میں اندراج ہوگا۔ اگر عباد اللہ الصّالحین سے ہیں تو ترقی درجات وکمالات کا فائدہ ہوگا۔ اِسی طرح ثواب بخشنے والے کو بھی فائدہ ہوگا۔ اگر صالح ہے تو ترقی درجات، اگر گنہگار ہے تو عمل صالح یعنی ایصالِ ثواب اس کے اعمال نامہ میں مندرج ہوگا۔

۲۔ اولیاء اور صالحین قبور میں عبادت مثل تلاوتِ قرآن ونماز وغیرہ اذکار کرتے ہیں۔ اس عبادت کا نتیجہ ثواب نہیں بلکہ از قبیل تنعم اور لذّت حاصل کرنے کے لئے ہے۔ مثل ملائکہ کے اور گنہگاروں کے لئے قبر میں عذاب ہے۔ الا ماشاء اللہ تعالیٰ چنانچہ کسی زندہ کی دُعاء مغفرت ان کے حق میں قبول ہوجائے یا ارحم الرّاحمین کسی سبب سے رحم فرمائے۔ کتاب شامی حاشیہ درمختار، کتاب الجنائز اور کتاب شرح الصدور علاّمہ سیوطی باب احوال الموتیٰ فی قبورھم میں یہ مسئلہ مفصل مذکور ہے۔ والسلام۔

العبد دُعاگو مہر علی شاہ از گولڑہ

مکتوب نمبر ۳۳۲ | مخلصی فی اللہ مولوی صاحب حفظک اللہ تعالےٰ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ مکتوب مرسلہ کاشفِ مافیہا ہوا۔ ع حق رضاء تو یا رسُول اللہ اشارہ ہے عطیہ الٰہیہ مقامِ شفاعت کبریٰ کی طرف جس پر رضا وخوشنودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرتب ہی ہوگی۔ کما قال اللہ تعالیٰ ولسوف یعطیك ربك فترضٰی اعطارب ارضا رب ہوا۔

پس حق تعالیٰ کو رضا اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی منظور ٹھہری۔

دُعاگو از گولڑہ ۲۷ر رمضان المبارک

مکتوب نمبر ۳۳۳ مہربان من حفظک اللہ تعالےٰ

بعد سلام علیکم فصوص الحکم و فتوحات۔ چونکہ علوم و حقائق کشفیہ میں سے ہیں۔ لہٰذا حل مقامات ان کا بغیر تحصیل علوم ظاہری علی سبیل الکمال و حصول مجاہدہ بحسب ہدایات اہل کشف نہیں ہوسکتا۔ والسلام۔

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ

مکتوب نمبر ۳۳۴ مخلصی فی اللہ مولوی محمد واحد نُور صاحب وفقکم اللہ لما یحبُ و یرضیٰ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ آپ کا محبت نامہ موصول ہوکر کاشف ما فیہا ہوا۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اپنا کوئی مقبُول بندہ جس سے آپ کی کامیابی ہو ملائے۔ میں اس قابل نہیں ہوں جیسا کہ آپ نے سُنا ہے۔ والسلام۔

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علیشاہ از گولڑہ

سوال :۔ جناب مخدوم محمّد صدر الدین گیلانی قادری مُلتانی

آیۃ تطہیر کن کے لئے ہے۔ آیۃ تطہیر کے مصداق کون کون لوگ ہیں ؟

جواب حضور قبلہ مکتوب نمبر ۳۳۵

معظمی مکرمی جناب مخدوم صاحب حفظکم اللہ تعالےٰ

وعلیکم السّلام ورحمۃ اللہ۔ جواباً معروض ہے کہ آیۃ تطہیر میں لفظ اہلبیت امہات المؤمنین علیہا الرضوان و آل عبا علیہم السلام دونوں کو شامل ہے۔ سیاق آیۃ و احادیث کثیرہ اسی پر دال ہیں۔ والسلام۔

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

۷۸۶

مکتوب نمبر ۳۳۶ حَامِدًا وَّمُصَلّیًا وَّمُبَسمِلاً

بعد سلام آنکہ آیۃ (ان الذین یؤذون اللہ ورسولہٗ لعنھم اللہ فی الدنیا والاٰخرہ) اور نیز آیۃ (فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئٰك الذین لعنھم اللہ فاصمھم واعمی ابصارھم) اور نیز متفق علیہ حدیث (فاطمۃ بضعۃ منی) میرا ٹکڑا (دیوذینی ما اذاھا) اور نیز

حدیث (من احب الحسن والحسین فقد احبنی ومن ابغضھما فقد ابغضنی) اور نیز حدیث (حُسین منی وانا من حُسین احب اللہ من احب حسینا) اور نیز حدیث (انّ ابنی ھذا یعنی الحسین یقتل بارض من ارض العراق یقال لھا کربلا فمن شھد ذالك منکم فلینصرہ) سب آیات و احادیث صحیحہ یزید شقی اور اس کے تابعان کے مستحق لعنت ہونے پر شاہد ہیں۔ کوئی اہلِ ایمان اس گروہِ اشقیا کی غیر ملعونیت کا قائل نہیں۔ جن لوگوں نے لعن یزید سے منع کیا ہے یزید کو اچھا سمجھ کر نہیں کیا۔ بلکہ اس خیال سے کہ بجائے اس کے اللھم صل علیٰ مُحمّد وعلی والحسن والحسین وفاطمہ) پڑھنا بہتر ہے۔ شیطان کو اگر کوئی رات دن لعن کرے بجائے اس کے تلاوت ذکر اور درود پڑھنا مفید ہے۔

آیۃ استخلاف (وعد اللہ الذین اٰمنوا الی اٰخرھا کا آخری جُملہ ومن کفر۔ بعد ذالك فاولئك ھم الفاسقون) اور نیز یزید شقی کا بعد شہادت سیّد الشہدا علیہ السلام کے کمال خوشی میں آکر یہ کہنا کہ آج ہم نے آل محمدؐ سے روز بدر کا انتقام اور بدلہ لے لیا ہے۔ کما قال

ولست من جندب ان لم انتقم من نبی احمّد ما کان قد فعل

یزید کے کفر پر دال ہیں۔ کما صرح بہ القاضی ثناء اللہ پانی پتی۔ الغرض یزید کے مستحق لعن ہونے میں بہ تصریح ثقات کوئی شک نہیں۔ اگرچہ بے سود امر ہے۔ مگر اہلِ ایمان بمقتضائے (الحب فی اللہ والبغض فی اللہ من الایمان) ان گروہِ اشقیاء پر لعنت بھیجے بغیر رہ نہیں سکتے۔ بفضلہٖ ہم بوجہ اعتقاد حقیقت خلافت خلفاء اربعہ علیہم الرضوان و محبت اہلِ بیت علیہم السلام روافض و خوارج سے علیحدہ ہیں۔ والحمد للہ اوّلاً و اٰخراً والصلوٰۃ والسلام منہ باطناً علیہ ظاھراً و اٰلہٖ وصحبہٖ والسلام خیر ختام۔

مکتوب نمبر ۳۳۷ مخلصی فی اللہ میاں صالح مُحمّد حفظک اللہ تعالےٰ

وعلیکم السّلام ورحمۃ اللہ۔ امابعد محبت نامہ مشتملبر استفسار معانی بعض الفاظ قصیدہ مُبارک ملاحظہ سے گذرا۔ جواباً لکھا جاتا ہے۔ والعلم عند اللہ واہلہ سیما سید الاولیاء رقائلہ۔

ا۔ کئوس بضم کاف جمع کاس یعنی پیالہ

ترجمہ : شراب پیالوں میں بھرے ہوتے میری طرف دوڑتے ہُوئے آئے۔ پس میں اپنے دوستوں کی مجلس میں نشۂ شراب سے مست ہوگیا۔

ب۔ بحالی نہیں بحانی ہے۔ حان بمعنی دکان واؤ اور تا کی زیادت سے حانوت ہوجاتا ہے سعدی علیہ الرحمۃ کہ شبلی ز حانوت گندم فروش۔ گو حالی بھی مفید مطلب ہوسکتا ہے مگر صحیح نسخہ حانی ہے۔

ج۔ مقامکو العلیٰ جمعا ولکن مقامی فوقکو مازال عالی

اے اقطاب تم سب کا مقام صاحب بلندی یعنی (بلند) ہے۔ مگر میرا مقام تم سب سے اُوپر ہے اور دائماً بلند رہے گا۔ اس لئے کہ میرا رب اور اصل الاصول مقام وحدت اور ذات ہے بخلاف تمہارے کہ تمہارے اصول واحدیت میں صفات ہیں۔

د۔ انا فی حضرت التقریب وحدی یصرفنی وحسبی ذوالجلال

میں بارگاہِ قرُب میں اکیلا ہوں پھراتا ہے مجھے اور کافی ہے ذوالجلال میرے لئے

یعنی میں مقامِ تقریب میں (حق سُبحانہٗ و تعالیٰ کا بندہ کو اپنے قرُب میں لانا یا بندہ کا بندہ کو مقام قرب میں پہنچانا۔) بے مثل ہوں۔ اور میں اس کے قبضہ تصرف میں ہوں۔ میرا پھرانیوالا یکے بعد دیگرے وہی ذوالجلال ہے۔

ھ۔ صرت قطباً۔ یعنی میں علم پڑھتے ہُوئے قطب ہوگیا۔

و۔ بطراز عزٍ۔ یعنی مجھے ایسے خلعت پہنائی جو عزت یا عزم (پختہ قصد) کے بیل بوٹے منقش تھی۔

ز۔ لفظ شاؤس بمعنی نقیب اور پیادہ۔

ح۔ مَشَالِیُ یعنی چل کر میری طرف آجائے۔ لِیُ میں لام بمعنی اِلیٰ ہے۔

ط۔ ووقتی قبل قلبی قد صفالی۔ یعنی اوروں کا وقت اور وارد الٰہی تصفیہ قلب سے پہلے صاف نہیں ہوتا۔ بخلاف میرے کہ (کنت نبیا وآدم بین الماء والطین) کی طرح میرے لئے وارد الٰہی بغیر مجاہدہ و تصفیہ قلب) صاف اور غیر مکدر ہے اور کیوں نہ ہو کہ آپ (علیٰ قدم النبي) کے وارث ہیں۔

ی۔ عزومُ یعنی ثابت قدم۔

ك۔ نلت المعالی۔ پہنچا میں بلندیوں کو۔ یا (نلت المنیٰ لی) پہنچا میں مقصُود اپنے کو۔

ل۔ مریدی ھمو وطب واشطح وغنی۔

میرے مرید نشہ توحید میں مست ہوجا۔ اور خوش باش اور بے باک ہوکر بول اور گاؤ۔ یعنی چونکہ تو میرا مُرید اور میرے فتراک سے وابستہ ہے۔ لہٰذا تیرے لئے سدِراہ نہ ہوں گی اور وافعل ماتشاء سے مراد امر خلاف شرع نہیں۔ کیونکہ مخاطب (مریدی) جس کا ارادہ شیخ کے ارادہ میں فانی ہے۔ پس مراد وہی امور متذکرہ بالا یعنی شطح وغیرہ ہیں۔ یعنی تیرے شطحیات عکوس ہیں میرے شطحیات کے۔ لہٰذا باذن اللہ ہوں گی نہ نفسانی خواہش سے (فالاسو عالی) یعنی اسم جل شانہٗ یا اسم عالیجناب قدس سرہٗ۔

۲۔ توحید کو بغیر کثرت دیکھنا سیر عروجی میں ہوتا ہے اور کثرت میں دیکھنا سیر نزدلی میں ہے اور

یہ کمال ہے۔

حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کشفی بیان سے بھی مطابق روایات کثیرہ یہی پایا جاتا ہے کہ آیت مبارکہ تطہیر (انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا) کا نزول آل کسا یعنی سیدۃ النساء و حسن و حُسین و علی علیہم السلام کی شان میں ہے چنانچہ ۲۹ باب فتوحات میں لکھتے ہیں۔ (فدخل الشرفاء اولاد فاطمۃ کلھم رضی اللہ عنھم ومن ھو من اھل البیت مثل سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ الیٰ یوم القیٰمۃ فی حکم ھٰذہ الایتہ من الغفران فھم المطھرون اختصاصاً من اللہ وعنایتہ بھم بشرف مُحمّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم وعنایتہ اللہ بہٖ ولا یظھر حکم ھذا الشرف لاھل البیت الا فی الدار الاٰخرۃ فانھم یحشرون مغفوراً لھم واما فی الدنیا فمن اتیٰ منھم حدًا اقیم علیہ کالتائب اذ بلغ الحاکم امرہٗ وقد زنی اوسرق اوشرب اقیم علیہ الحد مع تحقق المغفرۃ کماعز وامثالہٖ ولا یجوز ذمّہ وینبغی لکل مسلمٍ یومن باللہ وبما انزلہٗ ان یصدق اللہ تعالیٰ فی قولہٖ (لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا) فیعتقد فی جمیع ما یصدر من اھل البیت ان اللہ تعالیٰ قد عفا عنھم فیہ فلا ینبغی لمسلمٍ ان یلحق المذمۃ بھم ولا مایشنا اعراض من قد شھد اللہ بتطھیرہٖ وذھاب الرجس عنہ لا بعملٍ عملوہ ولا بخیرٍ قدموہ بل بسابق عنایتہٖ من اللہ بھم ذالك فضل اللہ یؤتیہ من یشاءُ واللہ ذوالفضل العظیم) یعنی سادات فاطمیہ جو قیامت تک ہونے والے ہیں حکم میں اس آیت کے داخل ہیں۔ خواہ کیسے ہی گنہگار ہوں۔ حشر ان کا اس حالت میں ہوگا کہ مغفور ہوں گے۔ یہ محض خُدا تعالیٰ کا فضل اور اس کی عنایت ہے کسی عمل کا نتیجہ نہیں۔ اللّٰھم صل وسلم وبارك دائمًا علی سیدنا مُحمّدٍ واٰلہٖ واصحابہٖ۔

پھر اسی باب میں لکھتے ہیں (فلو کشف اللہ لك یا ولی عن منازلھم فی الاٰخرۃ لوددت ان تکون مولیً من موالیھم یعنی اے دوست اگر اللہ تعالیٰ تمہارا حجاب دُور فرما کر تجھے اہلبیت کا شان اور رتبہ جو ان کو عنداللہ آخرت میں حاصل ہوگا، معائنہ کرائے، ضرور تو تہِ دل سے ان کی غلامی کو چاہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تطہیر و اذہاب الرجس کی صُورت انزال احکام و ہدایات شرعیہ نہیں بلکہ بمعنی عفو و مغفرت ہے۔ اس بیان سے یہ خیال نہ کیا جائے کہ آیت تطہیر کا مطلب اباحت و آزادی ہے۔ برخلاف تقیید با وامر و نواہی بلکہ فضل و عنایت ایزدی کی بشارت ہے جو بحسب (افلا اکون عبداً شکورا) پابندی احکام کے منافی نہیں۔ الحاصل آیۃ تطہیر کا مورد

خواہ امہات المومنین ہوں، فقط یا مع آلِ کسار۔ یا صرف آل کسار علیہم السلام ایسا ہی تطہیر در رنگ انزال احکام شرعیہ ہو یا درصُورت عفو ومغفرت۔ بہرکیف خطا کا صدور مطہرین سے ممکن ہے اور اس نعمت عظمیٰ یعنی قرآن کریم کا نزول چنانچہ اس پاک خاندان کے طفیل ہوا ہے۔ ایسا ہی قرآن کا فہم اور سمجھ بھی انہیں کی وساطت سے ہے۔ سیّدۃ النسار علیہا وعلیٰ ابیہا الصلوٰۃ والسلام کی تحریک اور سلسلہ جنبانی نے یہ سمجھا دیا کہ آیۃ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین میں خطاب اُمّت مرحُومہ کی طرف ہے۔ اور علاوہ خلفار ثلاثہ کے بھی اہلبیت پاک علیہم السلام نے باغ فدک کے غیر مورث ہونے کو اپنی طرز سے ثابت کر دکھایا۔ اللھم صل علیٰ محمد وّاٰلہٖ واصحابہٖ عدد مافی علمك اور سارے عالم پر واضح ہوگیا۔ میری ناقص رائے میں جناب سیّدۃ النسار کی درخواست اور دعویٰ فدک اُمّت مرحُومہ کے لئے موجب رحمت ٹھہرا۔ یعنی اس تحریک سے سب نے سمجھ لیا ہے کہ قرآن کریم کی آیت یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین کا مطلب یہ ہے۔ نزول قرآن بھی اِسی گھر کے طفیل ہوا۔ پھر اسی گھر کی بدولت سمجھ بھی عطا ہُوئی۔ یہ خیال کرنا کہ جناب سیدہ النسار رضؓ اس فیصلہ سے ایسے ناراض ہوئے کہ وفات تک صدیق اکبر رضؓ سے قطع کلام کر دیا اور سیّدنا علی رضؓ کو وصیّت فرمادی کہ مجھے رات کو دفن کرنا اور کسی کو مجھ پر نماز جنازہ پڑھنے کی اجازت نہ دی جائے۔

حالانکہ آپ کی ناراضگی بموجب احادیث صحیحہ یا فاطمۃ ان اللہ یغضب بغضبك ویرضیٰ لرضاك وایضاً قال علیہ السلام فاطمۃ بضعۃ منی من اذاھا فقد اذانی و من اذانی فقد اذی اللہ خُدا اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا موجب ہے ٹھیک نہیں۔ آپ کا قطع کلام ہر کسی سے بباعث فرطِ غم تھا۔ بوجہ فراق نبویؐ آپ کو سخت تکلیف تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ مہینہ کا پورا کرنا سخت مشکل ہوگیا تھا۔ فیصلہ شرعی سے ناراضگی اور پھر ایسی کہ نماز جنازہ پڑھنے تک اجازت نہ دی جائے، شایانِ شان اہلبیت پاک علیہم الرضوان نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلا وربك لا یؤمنون حتیٰ یحکموك فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجاً مما قضیت ویسلموا تسلیماً۔ یعنی خُدا ورسُول کے فیصلہ سے جو ناراض ہو وہ مومن نہیں۔ اگر یہ فیصلہ مطابق حکم خدا ورسُول نہ تھا تو حضرات ذیل علی و امہات المومنین وحسن وحسین کیوں ناراض نہ ہوئے اور کیوں بعہد مرتضوی اسی پر عمل رہا۔ رات کو دفن کرنے کا ارشاد غالباً بلحاظ اہتمام ستر ہوا ہوگا۔ پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ اتہام ظلم وغضب وغیرہ سب کا دفعیہ قرآن کریم نے فرمادیا۔ اسی آیت استخلاف میں جملہ یعبدوننی ولا یشرکون بی شیئا خلفائے اربعہ علیہم الرضوان کو سب بہتانات سے بری و پاک کر دیتا ہے۔ ایسا ہی آیت تطہیر انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ اور نیز آیۃ

مباہلہ فقل تعالوا ندع ابناءنا وابنائکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین۔ آل کسار علیہم السلام کو نامناسب الزامات سے پاک اور صاف بتاتی ہے۔ اس مقام پر آیت مباہلہ کو بھی کسی قدر بیان کر دینا ضروری اور موجب تقویت ایمان معلوم ہوتا ہے۔ جو لوگ لفظ پنجتن پاک کہنے والے کو دائرہ اہلسنت سے خارج سمجھتے ہیں ان کو بھی ہدایت ہو جائے۔

نقل ہے کہ امام حسن علیہ السلام اچھی پوشاک پہنے ہُوئے گھوڑے پر سوار ہو کر مدینہ منورہ سے باہر جا رہے تھے۔ ایک یہودی ذلیل حال نے پُوچھا۔ کہ اے حسنؓ سچ کہا ہے کہ دُنیا مومن کے لئے دوزخ ہے اور کافر کے لئے بہشت۔ آپ نے فرمایا کہ بیشک سچ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے لئے جو انعامات واحسانات وہاں تیار ہُوئے ہیں ان کی نسبت میری موجودہ حالت کو ہیچ بلکہ دوزخ سمجھنا چاہیئے اور تمہارے لئے جو وہاں عذاب مقرر کیا گیا ہے اس کے لحاظ تمہاری اس حالت کو بہشت کہلانے کا استحقاق ہے۔

تنبیہہ ضروری : قال اللہ تعالیٰ یا اھل الکتٰب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ولا تتبعوا اھواءَ قومٍ قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرًا وضلوا عن سواء السبیل ط اللہ تعالےٰ کو اعتدال اور میانہ روی ہر کام میں پسند ہے۔ اور یہی ہے صراط مستقیم جس کی درخواست کے لئے ہم مامور ہیں اور غلو وتجاوز گو دین میں ہی ہو، موجب ضلالت وغضب الٰہی ہے۔ بسا امور ایسے ہیں کہ فی ذاتہٖ صحیح بلکہ منجملہ اسباب کمال ایمان کہلانے کے مستحق ہوتے ہیں باوجود اس کے بوجہ غلو اور حد سے بڑھ جانے کے بدطینت اور فاسد الرای انسان انہیں امور صحیحہ سے نتائج فاسدہ استنباط کر لیتا ہے۔

حضرت شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے نتائج کو شیاطین معنویہ کے ساتھ تعبیر فرماتے ہیں۔ مثلاً حُب اہلبیت بشہادت قرآن وحدیث وقرار داد اہل اللہ کمال ایمان کا موجب بلکہ بلحاظ اصول عین ایمان سمجھا گیا ہے۔ اس اصل صحیح میں غلو کرنے والے دو فرقہ ہُوئے۔ ایک فریق نے تو بغض وسب صحابہ کرام کا راستہ لے لیا۔ اس وجہ سے کہ انہوں نے بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اہلبیت کا منصب اور حق غصب کر لیا ہے۔ دُوسرا فریق معاذ اللہ خُدا اور رسُول اور جبرائیل تک گستاخ ہوئے بدیں خیال کہ رُتبہ اہلبیت اور تقدم علی الصحابۃ پر نص صریح کیوں نہیں وارد ہوئی۔ یہ سب نتائج فاسدہ اسی اصل صحیح حُب اہلبیت سے تجاوز کے ہیں۔ ایسا ہی حُب عباد اللہ الصالحین ذرائع تقرب الی اللہ میں سے اعلیٰ درجہ کا ذریعہ ہے۔ باوجُود اس کے اگر حد سے متجاوز ہو یعنی انہیں صُلحار کو معبود بنا لیا جائے یا ان کو متصرف مستقل سمجھا جائے یا شریک فی التصرف اس طرح پر کہ اللہ تعالیٰ بغیر شراکت ان کے انتظامِ عالم نہیں کر سکتا تو یہی حُب موجب شرک ہو جائے گی۔ حُب اہلبیت دربارہ صاحبِ

اعتدال و صراطِ مستقیم کے مفید اور موجب کمال ثابت ہوئی ۔ چنانچہ طرفین بوجہ افراط و تفریط منجملہ ضالین شمار ہوئے ۔ خلافت و ترتیب کذائی منصوصی امر ہے ۔ مگر پہلے بوجہ عدم انکشاف یہ امر کسی قدر محلِ نزاع و تخالف رہ کر بعد ازاں وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتا رہا ۔ اور یقیناً واضح ہو گیا کہ آیت استخلاف وعد اللہ الذین اٰمنوا منکم وعملوا الصلحٰت الخ سے مراد یہی خلفاء اربع ہیں ۔ بلکہ اس حد تک کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بوجہ کشف نبوّت و وعدہ استخلاف اس امر میں ایسا اطمینان تھا کہ مرض وفات کے آخری ایام میں خیال شریف میں آیا اور فرمایا کہ لاؤ کاغذ میرے پاس کہ میں لکھ دوں تاکہ میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ ۔ مگر وعدہ الٰہی کے بھروسہ پر لیستخلفنھم اور لیمکننھم اور لیبدلنھم اور نیز لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ کا فرمانے والا اصدق الصادقین ہے ۔ ضرور ہی اس وعدہ کو جن کے ہاتھ پر پورا کرنا ہے ، پورا فرماوے گا ۔ بیعت صدیقی پر شکر رنجی شیر خدا کی صرف اِتنی ہی بات پر تھی کہ ہم اہلبیت رسُول اللہ ایسے نظر انداز کیوں کئے گئے کہ بر وقت تنازع فی ما بین مہاجرین و انصار اقامت حجت ہر ایک فریق کے ہمارا ذکر تک بھی نہ ہوا ۔ حالانکہ جس حجت اور دلیل سے مہاجرین کو بہ نسبت انصار کے اس امر کا اہل اور مستحق سمجھا گیا ہے یعنی الایمۃ من قریشٍ وہی حجت ہے ہمارے لئے کیونکہ ہاشمی کو بہ نسبت قریشی کے زیادہ قرابت اور ارتباط ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے ساتھ وہ تھوڑی سی کدورت بھی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان معذرت سے جاتی رہی ۔ یہ لوگ علیہم الرضوان یعبدوننی ولا یشرکون بی شیئًا کے مصادیق تھے ۔ ان کے پاک سینوں میں کدورت کا مقام کیسے ہو سکتا تھا ۔ اس روز نہ صدیقی ادراک اور نہ مرتضوی فہم موعود لھم کی شخصیت تک پہنچا ہوا تھا ۔ ورنہ اِتنا تنازعہ بھی نہ ہوتا ۔ رفتہ رفتہ روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ خلافت خلفاء اربعہ کی منصوصی ہے اور یہی خوش قسمت لوگ اس نعمتِ عظمٰی اور اقامت دین پسندیدہ کے لئے منتخب کئے گئے ہیں ۔ چنانچہ جنگِ فارس کے ایام میں بعد استشارہ جناب عمر فاروق باب مدینۃ العلم علی مرتضیٰ نے سب سے اوّل اس دقیقہ کو سمجھا اور فرمایا کہ نحن موعودون بالنص یعنی آیت استخلاف میں ہم لوگوں کو نصرتِ الٰہی کا وعدہ دیا گیا ہے ۔ لہٰذا فتح ہمارے حصّہ میں ہے اور چونکہ بر وقت نزول سورۂ نور الذین اٰمنوا منکم کا خطاب علم الٰہی میں انہیں حضرات اربعہ کی طرف تھا اور ایفاء وعدہ بھی ضروری ، لہٰذا فضیلت و کمال سیاسی شیخین کے علاوہ ترتیب اعمار بھی موجب ترتیب خلافت ٹھہری ۔ کیونکہ درصورت انتفاء ترتیب خلافت بعض حضرات کے حق میں ایفاء وعدہ ناممکن تھا ۔ اگر بلا فصل سب سے اوّل حضرت عثمان خلیفہ ہوتے تو جناب ابوبکر اور حضرت عُمر محروم ہو جاتے ۔ علیٰ ہذا القیاس عُمر فاروق کو اگر خلیفہ اوّل مانا جاتا تو صدیق اکبر بے بہرہ تھے ۔ ایسا ہی علی المرتضیٰ اگر بلا فصل خلیفہ ہوتے تو تینوں حضرات محروم تھے ۔ کیونکہ وفات مرتضوی سب سے پیچھے وقوع میں آئی ۔ مہاجرینؓ انصار کا تقاضا اس غرض سے ہوا کہ ہر ایک فریق چاہتا تھا کہ اقامتِ دین اور خدمتِ اسلام سے ہم لوگ مشرف

ہوں ، نہ بوجہ نفسانیت جیسا کہ اہلِ دُنیا کا شیوہ ہے ۔ خیال کرنا چاہیئے یہ لوگ اس مقدس ذات کے جانشین تھے ۔ جس کی صحبت کا اثر سالہا تک باقی رہنا چاہیئے ۔

مکتوب نمبر ۳۳۸ مخلصی شیر عالم صاحب

السّلام علیکم و رحمۃ اللہ ۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ تم کو صحتِ کاملہ مرحمت فرمائے ۔ آمین والسّلام ۔ دُعا گو از گولڑہ

مکتوب نمبر ۳۳۹ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ الذی ھدانا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ موصوف بما نص علیہ فی القرآن المجید بحسب ما اراد وان محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم عبدہٗ ورسولہ ۔ وان ما جاء بہ النبی علیہ السلام حقٌ وان خلافۃ الخلفاء الاربعۃ علی الترتیب الذی وقع حقٌ فھذہٖ عقیدتی علی سبیل الاجمال وکفٰی باللہ شھیدًا ط

انا العبد

الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ عفا ربہ عنہ

مکتوب نمبر ۳۴۰ نقل مکتوب شریف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حامدًا و مصلیاً ۔ از نیازمند اہل اللہ المدعو بمہر علیشاہ اِلیٰ سید المکرم جناب مخدوم صدر الدین شاہ صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ دامت عنایتہٗ (مُلتانی)

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ ۔ امّا بعد عنایت نامہ مشتمل بر تنازع علمائے کرام در بارہ جواز اطلاق بشر بر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ و عدم آں و حاضر و ناظر بودن حضرت سید البشر و انتفائے آں ملاحظہ سے گزرا ۔

میں اس قابل نہیں ہوں کہ اہلِ علم و فضل کے مابین محاکمہ و مداخلت کروں ۔ مگر امتثالاً للامر السامی ماحضر عرض کرنے پر مجبُور ہوں ۔

مخدوما ! اس میں شک نہیں کہ اہلِ ایمان کے لئے ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطریق تکریم و تعظیم واجب اور ضروری ہے ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ لفظ بشر کے معنے میں بحسب لغت عربیہ عظمت و کمال پایا جاتا ہے یا حقارت ۔ میری ناقص رائے میں لفظ بشر مفہوماً و مصداقاً متضمن بکمال ہے ۔

مگر چونکہ اس کمال تک ہر کس وناکس سوائے اہلِ تحقیق وعرفان کے رسائی نہیں رکھتا۔ لہٰذا اطلاق لفظ بشرؔ میں خواص بلکہ اخص الخواص کا حکم عوام سے علیحدہ ہے۔ خواص کے لئے جائز اور عوام کے لئے بغیر زیادت لفظ دال بر تعظیم ناجائز۔

توضیح : آدم علیٰ نبینا علیہ السلام کو بشرؔ کس واسطے کہا گیا۔ (۱) وجہ اسکی یہ ہے کہ آدم علیٰ نبینا علیہ السلام کو شرف مباشرتِ بالیدین عطا فرمایا گیا ہے۔ (ما منعك ان لا تسجد لما خلقت بیدی) چونکہ ملائکہ اس کمالِ آدمؑ سے بے خبر تھے۔ ایسا ہی ابلیس بھی فقالوا ما قالوا۔ فرق اتنا ہے کہ ملائکہ جتلانے کے بعد سمجھ گئے اور معترف بالقصور ہوئے۔ فقالوا سبحانك لا علم لنا الا ما علمتنا اور ابلیس کو علاوہ قصور جہل کے غرور بھی تھا۔ لہٰذا ابیٰ واستکبر الخ هكذا قال الشيخ الاكبر قدس سره الاطهر بمالهٗ وما عليه فی جواب سوال حکیم الترمذی۔

۲۔ بشرؔ ہی کو کمال استجلاء کے لئے مظہر بنایا گیا ہے اور ملائکہ بوجہ نقص مظہریت اس کمال سے محروم ٹھہرے اور مظاہر اور مرایا کمالات استجلائیہ سے از گروہ انبیاء علیہم السلام سیدنا ابو الفت ہم آنحضرت اصالتہً و از جماعت اولیاء کرام وارث مصرع وانی علی قدم النبی بدر الکمالی سیدنا عبد القادر و امثالہٗ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وراثتہً مظہر اکمل واتم لاسم الاعظم ٹھہرے۔ بشر ہی کے لئے تنزل اخیر ہونے کے باعث اس قدر اہتمام ہوا کہ ہیئت اجتماعیہ و ترکیبات اسمائیہ و اتصالات و اوضاع انی خمرت طینۃ آدم۔ سے لے کر تا ظہور جسد عنصری صلی اللہ علیہ وسلم و اتباعہٖ من الکمل کو متوجہ کیا گیا ہے اور خدام بنائے گئے تاکہ من رأنی فقد رأی الحق کا آئینہ و چہرہ علی وجہہ الکمال اور پورا حق نما ہوا۔ قصہ مختصر بشرؔ ہی ہے کہ جس کو کہ ؎

گر خواہی خدا بینی در چہرۂ من بنگر
من آئینۂ اویم او نیست جدا از من

ہونے اور کہنے کا استحقاق حاصل ہے۔ اس تقریر سے ثابت ہوا کہ عارف کا بشرؔ کہنا از قبیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بالاسماء المعظمہ ہوا۔ بخلاف غیر عارف کہ اس کے لئے بغیر انضمام کلمات تعظیم صرف لفظ بشرؔ ذکر کرنا جائز نہیں ہے۔ چنانچہ آیت کریمہ میں بشرؔ کے بعد یوحیٰ الی اور تشہد میں عبدہٗ کے بعد رسولہٗ اور کلام اہلِ فضیلت وعرفان میں ہے۔ فمبلغ العلم فیہ انہٗ بشرٌ وانہٗ خیر خلق اللہ کلهم۔ میرے خیال میں فریقین از علمائے کرام متنازعین اہلِ سنّت والجماعت سے ہیں اور ذکر آنحضرت کو بالاسماء المعظمہ واجب اور ضروری اعتقاد کرتے ہیں۔ لہٰذا ان سے ہرگز ہرگز متصور نہیں کہ معاذ اللہ فرقہ ضالہ نجدیہ وہابیہ کی طرح صرف لفظ بشرؔ کا اطلاق جائز کہیں۔ البتہ ان کا خیال ہے کہ بقصد تحقیر لفظ بشرؔ کا استعمال ناجائز اور بغیر اس کے جائز مگر میری رائے وہی ہے جو اُوپر بیان کر چکا ہوں کہ صرف لفظ بشرؔ کا اطلاق بغیر انضمام کلمات تعظیم نہ چاہیئے۔

کہ بوجہ شیوع عرف وقصد فرقہ ضالہ صرف بشر کہنے میں ایہام امر ناجائز کا ہے۔

۳۔ رہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بالجسد العنصری ہر مکان و ہر زمان میں حاضر و ناظر ہونا۔ تو یہ امر مختلف فیہ ہے۔ فقائلٌ ومنکرٌ ولکل وجهة میرے خیال میں ظہور و سریان حقیقت احمدیہ ہر عالم و ہر مرتبہ اور ہر ذرہ ذرہ میں عند المحققین من الصوفیہ ثابت ہے۔ اس کو حقیقت الحقائق کہتے اور لکھتے ہیں۔ فهو نورهٗ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اولاً جو بصورۃ معنویہ قلب تقی نقی اور جسد شریف عنصری کے ظاہر ہوا۔ ظہور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بصورۃ مثالیہ شریفہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہر مکان و ہر زمان میں احادیث صحیحہ میں ثابت ہے۔ جس کا اقرار واقعی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اقرار اور اس کا انکار آپ کا انکار مانا گیا ہے۔ کما فی حدیث البخاری فی کتاب الایمان۔ اہلِ تجربہ کو ظہور کذائی مثالی کا کراتاً مراتاً اتفاق ہوتا رہتا ہے۔ البتہ ظہور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بجسدہ العنصری العینی کا پتہ بعض اہلِ مشاہدہ کے ہاں سے ملتا ہے اور بلحاظ واقعہ معراج شریف و خصائص و لوازم مختصہ جسد شریف علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے مستبعد بھی نہیں۔ هذا ما عندی والعلم عند اللہ۔

آخری معروض : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دربارہ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا تھا کہ ابنی هذا سیدٌ لعل اللہ یصلح به بین الفئتین بین المؤمنین۔ آپ بھی چونکہ سید حسنی ہیں فریقین کو تحریر ہذا سُنا کر آپس میں ملا دیں اور ہدایت کریں کہ ایک دُوسرے کو بُرا نہ کہیں اور ایسا ہی عوام کو بھی ع

ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۳۴۱

از جناب زبدۃ العلماء وافضل مشائخ طریقت اکمل اولیائے حقیقت جناب مولانا سیادت پناہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب سجادہ نشین گولڑہ شریف ادام اللہ برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ وآلہٖ وصحبہٖ اصحاب الوفا وارباب الصفاء اما بعد شروح دیوان ترجمان لسان الغیب حضرت حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ کہ از قلم سحر رقم مخلصی فی اللہ محمد ولی اللہ بمنصۂ ظہور آمدہ وللہ در المؤلف نبذے ازاں از مطالعہ ایں بے ہیچ خاک عتبہ علیہ در والہان حیرت و گمنامی و کاسہ لیس خوان سرگشتگانِ بادیہ بے خودی و بے نشانی گذشت۔ اگرچہ ادراک و فہم حقائق و معارف اہالی مقام وحال مناسب مرتبہ امثال ما فقیراں نیست۔ چہ ہر کس بحسب استعدادی خواہد بود لکن شرح ہذا خالی از تناسب بمقالات و احوال حضرت اوشان علیہم الرضوان وعاری از ارتباط و پیوستگی پرواز شہباز عالم قدس نیافتم۔

ازفقیر دُعاست کہ او سبحانہٗ و تعالےٰ شرح ہذا را موجب رضاء ولقاء درحق مؤلف وباعث خوشنودی ناظرین شائقین سلوک مسلک ازخود رفتن و بدو پیوستن گرداناد بحرمت النبی الہاشمی المکی وآلہ الامجاد وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ ظہورہ الاوّل خاتم النبیین وآلہ وصحبہ اجمعین ۔

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ عفی عنہ ربہ بقلم خود

از گولڑہ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ

مکتوب نمبر ۳۴۲

۷۸۶

ازمہر علی شاہ — بجواب پیغام کمشنر صاحب

آپ کا پیغام دربارہ اتناعی ہدایت بعض مخالفین دولت برطانیہ پہنچا۔

اس پر

کیا مجھے غیر اسلام وغیر اہلِ اسلام کا طرفدار سمجھ کر مخاطب بنایا گیا ہے تو یہ خیال بالکل غلط وخلاف واقع ہے ۔

ا۔ اگر اس وجہ سے مخاطب بنایا گیا ہوں کہ گروہ مخالفین دولت برطانیہ سے متفق الرائے نہیں ہوں ۔ تو میرا تخالف بوجہ اصول اسلامیہ تجاویز جزئیہ میں ہے نہ مطلقاً اور نہ اصل مدعیٰ اور نتیجہ و غایت میں ۔

ب ۔ مجھ سے مطلوبہ ہدایت اسی صورت میں متصور ہوسکتی ہے کہ مکانات مقدسہ مکہ و مدینہ و بغداد و بیت المقدس پر قبضہ چھوڑا جائے ۔ ورنہ معاذ اللہ دائرہ اسلام سے خارج ہو کر آپ کے پیغام کی تعمیل بالکل ناممکن ہے ۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ ۔ والحمد للہ اولاً وآخراً ۔

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۳۴۳

علامہ زمان قطب دوراں حضرت خواجہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب قبلہ کے حضور سے

جسٹس کنور دلیپ سنگھ کے فیصلہ " رنگیلا رسول " کے خلاف

وائسرائے ہند اور گورنر پنجاب کو تار

جسٹس دلیپ سنگھ کے نامبارک فیصلہ نے اسلامی دنیا کو خون کے آنسو رُلا دیئے ہیں جو ہستیاں دُنیا و مافیہا سے بالکل یکطرف ہو کر یادِ خدا میں مصروف رہی ہیں ۔ اس فیصلہ نے اُن کو بھی امن سے نہیں رہنے دیا ۔ ہماری مراد علامہ زماں قطب دوراں حضرت خواجہ سید پیر مہر علی شاہ صاحب قبلہ ادام اللہ برکاتہم سجادہ نشین گولڑہ شریف سے ہے ۔ آپ ہی وہ بزرگ ہستی ہیں جن پر تحریکات جدیدہ

کا دُنیائے عالم میں طوفان برپا ہوجانے کے باوجود بھی ان کی سیاسی حیثیت کے خیال سے ایک خس برابر یا پرکاہ اتنا بھی اثر نہیں ہوا ۔ مگر فیصلہ " رنگیلا رسول " کی خبر سُن کر کئی روز تک آپ نے بطیب خاطر کھانا تک نہیں کھایا ۔ اور آخر ذیل کا تار وزیر ہند، وائسرائے ہند اور گورنر صاحب پنجاب کی خدمت میں بھیجنا تجویز فرمایا کہ اس فیصلہ کی تنسیخ سے آنے والے خطرات کو روکا جائے ۔ کیونکہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان برقرار رکھنے کے مسئلہ پر دُنیائے اسلام کے تمام فرقے متفق ہیں ۔

مکتوب نمبر ۳۴۴

مضمون تار

" میں اور میرے جملہ مخلصین قیام امن اور اسلامی تعلیم کو ملحوظ رکھتے ہوئے مسلمانوں کے مذہبی جذبات اور برہمی کو آپ کے پیش کرتے ہیں ۔ کتاب " رنگیلا رسول " کے متعلق جسٹس دلیپ سنگھ جج پنجاب ہائی کورٹ کے فیصلہ پر آنے والے اندیشناک خطرات روکنے کی خواہش کرتے ہیں اور واضح کرتے ہیں کہ رسول عربی کی عظمتِ شان برقرار رکھنے پر دُنیائے اسلام متفق ہے ۔ "

مکتوب نمبر ۳۴۵

دفتر جمعیت اصلی وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

مورخہ ۲۶ شوال ۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

مکرمی دام مجدہ السلام علیکم ۔ چند امور متعلق امامت استرشاداً التماس کئے جاتے ہیں امید ہے کہ ان کے جواب سے سرفراز کیا جاؤں گا ۔ مقصد صرف اصلاح ہے نہ فساد نہ کسی منصب کی طلب نہ کسی شخصیت سے عناد ہے ۔ اس واسطے جواب صاف اطمینان بخش ہونا چاہیئے ۔

میں اس جگہ اُن خطرات وشبہات کو بھی ذکر نہیں کرتا ہوں جو حالت مجبوری کے پیش آنے والے ہیں ۔ نہ ان افعال کی حقیقت کھولنا چاہتا ہوں جو بعض اکابر سے اس قسم کے سرزد ہوئے نہ ان تجربات کو ذکر کرنا چاہتا ہوں جو اس تحریک میں غدر کے وقت حاصل ہوئے اور جن پر نظر کرکے یہ تحریک دبی رہی اور علماء نے اس کے اجراء پر جرأت نہیں کی ۔ میں صرف تین سوال کرتا ہوں جو اپنے نزدیک فیصلہ کن سمجھتا ہوں ۔

سوال اوّل :۔ مسلمانانِ ہند میں جس قدر مذہبی سیاسی انتشار ہے اس کے رفع کرنے کے لئے کیا جمعیت علمائے ہند کافی نہیں ہے اور اس کی اصلاح پر اور استحکام سے کیا یہ مقصد حاصل نہیں ہوسکتا ہے ۔ یہ ظاہر ہے کہ عقائد وعبادات میں کسی مرکز کا قائم ہوجانا غیر متوقع ہے اور سیاست مذہبی میں بیعت کی کیا ضرورت ہے ۔

سوال دوم :۔ بیعت امامت جب کبھی کسی غیر متسلط نے کی ہے، اگر کامیاب ہُوئے تو فتنہ برپا ہوا۔ اگر ناکامیاب ہُوئے تو ایک جدید فرقہ مسلمانوں میں پیدا ہوا جس کے نمونہ ہندوستان میں بھی ہیں۔ اس لحاظ سے بلاضرورت اقدام اس بیعت پر کیا بے موقع نہیں ہے۔

سوال سوم :۔ مجھے جہاں تک علم ہے استیلاء کفار کی صورت میں اس قسم کی بیعت خلاف سُنت ہے۔ بلکہ دار الحرب میں بھی ایسی بیعت لینا اہل دار سے ثابت نہیں ہے۔ اگر جناب کو ثبوت ملا ہو تو اس سے ضرور ایماء فرمایئے۔ میں بیعت ہجرت اور جہاد کے ثبوت پر بھی اکتفا کر لوں گا۔ اس واسطے کہ مقصد ان بیوع کا مشترک ہے۔ اگر اس قسم کی بیعت ثابت ہوگئی تو بلا توقف میں قبول کر لوں گا ورنہ خطرات وشبہات کے ہوتے ہوئے اور تجربیات اکابر پر جو رائے مبنی ہے اس کے خلاف کرنا میرے نزدیک دانشمندی نہیں ہے۔ باوجود اس کے جمہور کی اتباع سے گریز کرنے کا قصد نہیں ہے۔ فقط

فقیر محمد قیام الدین عبد الباری فرنگی محل لکھنو

الجواب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للّٰہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ۔ اما بعد! جناب کے سوالات ثلٰثہ مرسلہ بذریعہ ڈاک موصول ہوئے تعمیلاً للارشاد ماحضر پیش خدمت ہے ورنہ بوجہ بضاعۃ علمیہ وکم فرصتی میں اس قابل نہیں کہ جوابات کے لئے مجھے مخاطب بنایا جاوے۔ جناب نے تحریر فرمایا ہے کہ میں تین سوال کرتا ہوں جو اپنے نزدیک فیصلہ کن سمجھتا ہوں۔

سوال اوّل :۔ مسلمانانِ ہند میں جس قدر مذہبی سیاسی انتشار ہے اس کے دفع کرنے کے لئے کیا جمعیت علماء ہند کافی نہیں ہے اور اس کی اصلاح واستحکام سے کیا یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ عقائد وعبادات میں کسی مرکز کا قائم ہو جانا غیر متوقع ہے اور سیاست مذہبی میں بیعت کی کیا ضرورت ہے۔

سوال دوم :۔ بیعت امامت جب کسی غیر مسلط سے کی ہے اگر کامیاب ہُوئے تو فتنہ برپا ہُوا۔ اگر ناکامیاب ہوئے تو ایک جدید فرقہ مسلمانوں میں پیدا ہوا۔ جس کے نمونہ ہندوستان میں بھی ہیں۔ اس لحاظ سے بلاضرورت اقدام اس بیعت پر کیا بے موقع نہیں ہے۔

سوال سوم :۔ مجھے جہاں تک علم ہے استیلاء کفار کی صُورت میں اس قسم کی بیعت خلاف سُنت ہے۔ بلکہ دار الحرب میں بھی ایسی بیعت لینا اہل دار سے ثابت نہیں۔ اگر جناب کو ثبوت ملا ہو تو اس سے ضرور ایماء فرمایئے۔ میں بیعت ہجرت اور جہاد کے ثبوت پر بھی اکتفا کر لُوں گا۔ اس واسطے کہ مقصد ان بیوع کا مشترک ہے۔ اگر اس قسم کی بیعت ثابت ہوگئی تو بلا توقف میں قبول کر لوں گا۔ ورنہ

خطرات وشبہات کے ہوتے اور تجربیات اکابر پر جو رائے مبنی ہے اس کے خلاف کرنا میرے نزدیک دانشمندی نہیں ہے۔ باوجود اس کے جمہور کی اتباع سے گریز کرنے کا قصد نہیں ہے۔ ۱۲ بس

الجواب وھو الموفق للصواب

میں جناب کے سوالات ثلاثہ کا صرف ایک ہی جواب فیصلہ کن سمجھتا ہوں۔ وھو ہذا :

امامت یا خلافت چونکہ عبارت ہے ریاست وتسلط عام سے تصدی میں اقامت دین کیلئے جس کے تحت میں کئی انواع مندرج ہیں مثلاً احیاء علوم دینیہ واقامت ارکان اسلام وقیام بالجہاد وما یتعلق بہ چنانچہ ترتیب جیوش وفرض للمقاتلہ یعنی فیئ میں سے ان کو دینا اور قیام بالقضا اور اقامت حدود ورفع مظالم وامر بالمعروف ونہی عن المنکر نیابۃً عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم تو صورت استیلاء کفار یا دار حرب جب امامت ہی متصور نہیں تو بیعت امامت کا کیا معنی اور طریق چہار گانہ انعقاد امامت کا کیا ذکر۔ ریاست عامہ کے مفہوم میں تعلیم علماء مسلمین جو علوم دینیہ کی اشاعت فرماتے رہے اور قضا قضاۃ امصار وتعمیلات امراء جیوش بعہد خلافت وامامت داخل نہ تھیں۔ تو آج کل بحالت استیلاء کفار جمعیت علماء کی کارروائی یا نام کی مدافعت کے لئے تسلط اور ریاست کے مفہوم میں داخل ہونے کا کیا استحقاق ہے۔ خلاصہ یہ کہ موجودہ زمانہ میں علماء کی کارروائی نہ خلافت ہے نہ امامت تاکہ منجملہ طریق اربعہ انعقاد بیعت کو بھی فی الجملہ ضروری سمجھا جائے اور نہ کوئی شخص درصورت استیلاء بیعت لینے کا مستحق ہے! ورنہ اس کے لئے جائز کیونکہ درصورت عدم مکافات بہ تصریح فقہا کرام امام کے لئے قتل ومقاتلہ مباح نہیں۔ مذہبی سیاسی انتشار کی مدافعت میں جمعیت علماء کی غیر مبصرانہ وکورانہ تحریکات نے بغیر اس کے کہ محرک ومتحرک الی الکابل کو مضحکہ ومحل تمسخر کفار بنایا ہو۔ کیا فائدہ بخشا۔ معروض ہذا میں تدبر فرمانے کے بعد جناب خود ہی اپنے ارشاد مندرجہ سوال سوم (میں بیعت ہجرت وجہاد کے ثبوت پر اکتفا کر لوں گا) شرطیہ صادقہ بصدق الربط الایجابی ٹھہرائیں گے نہ یہ کہ اس کو بصدق الطرفین اوا احدہما صادق مابین تجربیات اکابر بقول حافظ علیہ الرحمۃ ؎

بشنو کہ پند پیراں ہیچت زیاں ندارد

مبنی علیہ للآراء ہونے مستحق ہیں اور یہی دانشمندی ہے۔ ہذا ما عندی والعلم عند اللہ ولہ الحمد اولاً وآخراً والصلوٰۃ والسلام منہ باطنا وعلیہ ظاہرا وآلہ وصحبہ طراً۔

العبد

الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ عفی عنہ ربہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۳۴۶ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بجواب خط سجادہ نشین صاحب سیالوی رح

مکرمی و معظمی جناب سجادہ نشین صاحب دامت عنایاتکم

تسلیمات تمیلاً للارشاد بجواب سوالات ثلاثہ گذارش ہے۔

سوال اوّل : جناب کے خیال میں شریعت اسلامی کے رو سے مسلمانانِ ہند کو کیا کرنا چاہیئے۔ اگر حمایتِ اسلام ان پر فرض ہے تو بیدست و پا مسلمان جو مادی قوت نہیں رکھتے بیدست و پا حمایت کا کیا طریقہ اختیار کریں ؟

جواب اوّل :۔ بلحاظ مصائب دائرہ نہ صرف مسلمانانِ ہند بلکہ کل اہل اسلام کو حاکم سے محکوم تک منشاء مصائب کو ازالہ کرنا چاہیئے۔ یعنی تہ دل سے بخضوع و خشوع ربنا ظلمنا انفسنا الآیہ بجناب باری عزاسمہٗ عرض کریں اور اپنے نامشروعہ افعال سے تائب ہوں۔ قال تعالیٰ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم الآیۃ از ماست کہ برماست ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس تاکہ یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم کی تعمیل میں حسب وعدہ صادقہ کان حقا علینا نصر المؤمنین کی کامیابی ہو۔ آیہ استخلاف میں قید و عملوا الصالحات واجب اللحاظ و مدار حکم لیستخلفنھم فی الارض ہے اور ظاہر ہے کہ ارشاد جہاد و کریمہ سیف کا تعلق سلاطین اسلام و اصحاب جمعیت سے ہے۔ خدا کرے کہ سلطنت منظلومہ اسلامیہ ظالموں کے پنجہ سے خذلہم اللہ تعالیٰ نجات پاکر بعد حصول جمعیت و استطاعت جس کی مدار قلت و کثرت نہیں بلکہ تقویٰ و قوت ایمانیہ ہے تعمیل کریمہ مذکورہ بالا کا اعزاز حاصل کرے۔ بغیر اس کے کہ امام کو بھی قتال مباح نہیں مسلمانان ہند کی ہستی تو ہیچ ہے بمصرحہ و مسلمہ فقہاء کرام ہے۔ ھٰذا اذا غلب علی ظنہ انہ یکافیھم والا فلا یباح قتالھم۔

سوال دوم :۔ حکومت برطانیہ کے ساتھ نصرت و حمایت کے تعلقات رکھنا جن پر حکومت کو قوت و شوکت حاصل ہو حرام ہیں یا نہیں ؟

جواب دوم :۔ ایسے تعلقات جن میں اعانت کفر و معصیت ہو مسلم سے بھی حرام ہیں۔ فضلا عن الکافر بغیر ان کے دنیوی معاملات جس میں اسلام پر ضرر نہ ہو۔ بغیر مرتد کے کسی کافر سے مطلقاً بتصریح فقہا حرام نہیں۔ البتہ بلحاظ مظالم دائرہ موجودہ زمانہ کے اگر سلسلہ تجارت کی کلی بندش ہو سکے تو کسی قدر انتقامی مد میں شمار کی جا سکتی ہے۔ وما ہذا علی اللہ بعسیر مگر اصلی طریق ازالہ منکرات دائرہ کا وہی ہے جو کریمہ بالا میں ہے۔

سوال سوم :۔ دنیوی لحاظ سے جو معمولی ہستیاں تھیں لیکن ان کے دل درد اسلامی سے معمور تھے انہوں نے حکومت کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر دی ہے۔ عوام کو مطلع کرنے کے لئے

تحریر سے تقریر سے وہ فریضۂ تبلیغ انجام دینے میں سرگرم نظر آتی ہیں لیکن جو ہستیاں اسلام کے علمبردار اور مخلوق کی نظر میں باوقار اور مؤثر تھیں وہ ساکت ہیں کہ گویا ان میں حس ہی نہیں۔

جواب سوم :۔ جناب خیال فرما سکتے ہیں کہ چونکہ معمولی ہستیوں کا یہ حال ہے تو علم بردار ہستیں ازالہ مظالم واردہ میں ساکت و بے حس کیسی ہو سکتی ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ بوجہ اختلاف آراء درباره مدلولات آیات بینات و مشروعیت و نامشروعیت خصوصیات و کیفیات جلسات درصورت شمولیت بوجہ تفرقہ اصلی مدعا فوت ہو جاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ حسبِ طرز مشائخ کرام حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی و حضرت خواجہ اللہ بخش و سیدنا حضرت خواجہ محمد شمس الدین سیالوی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم بفضلہ تعالےٰ و توفیقہٖ تبلیغ میں دریغ نہیں۔ دُعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ ہدایت و توفیق استقامت بر صراط مستقیم عنایت فرماوے زیادہ زیادہ۔

نیازمند از گولڑہ

مکتوب نمبر ۳۴۷

نقل فتویٰ حضور قبلہ عالم اعلیٰ حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہٗ الکریم

الاستفتاء

چہ مے فرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین اندریں مسئلہ کہ مسمی محمد خان ساکن ملہوٹ بہ یکے از ہاشمیات سیدات فاطمیات عقد نکاح و ازدواج نمود عنیر مسترضی من احد من ولاۃ القریبۃ او البعیدۃ ھل یجوز ھذا النکاح ام لا

الجواب ھو الموفق للصدق والصواب

نکاح مذکورہ جائز نیست و مفتی بجوازہ نہ تنہا بر ولاۃ سیدہ ظلم روا داشتہ بلکہ بر کافۂ اہلِ اسلام کہ بمقتضائے آیت قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودۃ فی القربیٰ و بفحوائے حدیث لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہٖ والناس اجمعین مودۃ و حُب قرابت نبویہ را برخود فرض و از اصول ایمان مے شمارند جور بیحد و ستم بیعد نمودہ چہ پُر ظاہر است کہ در صحت نکاح سیدہ ہاشمیہ فاطمیہ در غیر کفو بناءً علی المودۃ والمحبۃ المذکورۃ ہزارہا دل بوجہ ہتک حُرمت اہل بیت رنجیدہ و شکستہ خواہند بود متون فقہ مملو اند و مشحون از عدم ایں چنیں نکاح لعدم الکفاءۃ العجمی لا یکون کفوًا للعربیۃ ولو کان عالما او سلطانا وھو الاصح در مختار و یفتی فی غیر الکفوء بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتویٰ لفساد الزمان در المختار۔

پس در صُورت مسطورہ صحبت صحبت زنا خواہد بود۔ لہٰذا بر اہلِ اسلام لازم کہ سیدہ را از عجمی جُدا

کنانند و مفتی صاحب را واجب کہ آئندہ ایں چنیں افتائات کہ مستلزم ہتک حرمت شان اہلبیت باشند توجہ نہ نماید و متمسک نباشد بدینکہ سیادت قطعیہ نیست فان عدم قطعیۃ السیادۃ لا یستلزم قطعیۃ عدم السیادۃ فرائحتہا تکفی مصادرۃ فی موجبات الھتک عن المحب اعاذنا اللہ عنہ فکیف حال الواذ وقد طلب صلی اللہ علیہ وسلم من المودۃ فی قرابتہ قال العامری ؎

احب لحبھا السودان حتی　　　احب لحبھا سود الکلاب

وقال الشیخ الاکبر قدس سرہ الاطہر فی ہذا المعنی ؎

احب لحبک الحبشان طرًا　　　واعشق لاسمک البدر المنیرا

قیل کانت الکلاب السود تناولتہ وھو یتحبب الیھا اعنی المجنون فھذا فعل المحب فی حب من لا یفیدہ محبتہ عند اللہ فھل ھذا الامن صدق المحبۃ وثبوت الود فی النفس ولو صحت محبتک للہ ولرسولہ صلی اللہ علیہ وسلم ورأیت کل مایصدر منھم فی حقک مما لایوافق طبعک ولاغرضک انہ حال تتنعم بوقوعہ منھم فتعلم عند ذالک ان ھذا عنایۃ من اللہ الذی احببتم من اجلہ (الی ان قال) واللہ ما ذالک الامن نقص ایمانک ومن مکر اللہ بک واستدراجہ ایاک من حیث لاتعلم وصورۃ المکر حیث ان تقول و تعتقد انک فی ذالک تذب عن دین اللہ وشرعہ ۔ والسلام خیر الختام ۔

العبد الملتجی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ عفی عنہ اللہ

مکتوب نمبر ۳۴۸

استفتاء

۷۸۶

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ گاؤں میں جمعہ درست ہے یا نہیں ؟ بینوا و توجروا ۔

الجواب ھوالصواب

گاؤں میں جمعہ درست نہیں ہے ۔ اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ و خلفاء عظام و صحابہ کرام کے وقت میں شہر و فنا شہر و قصبات کے سوا جمعہ قائم نہیں ہوا ہے فلہذا

استدلال ابوحنیفہ بما رواہ عبدالرزاق عن علی رضی اللہ عنہ ۔ قال لاجمعۃ ولاتشریق الا فی مصر جامع وکذا رواہ ابن ابی شیبۃ من طریق حجاج الخ و روی ایضاً بسند صحیح حدثنا جریر عن منصور الخ　اور جو لوگ قیام جمعہ بجواثی سے گاؤں میں جمعہ درست ہونے کی سند لاتے ہیں وہ صحیح نہیں ۔ اس واسطے کہ پہلے ہی امر قابل تسلیم نہیں کہ جواثی قریہ ہے ۔ کیونکہ محققین نے مدینہ یعنی شہر بیان کیا ہے ! اور بشرطِ تسلیم اس کا ثبوت کہاں سے ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیام بجواثی کی خبر ہوئی اور آپ نے اس کو قائم رکھا ۔ اس لئے کہ حدیث اس سے ساکت ہے و نیز باوجود تعمیم آیۃ کریمہ فاسعوا الی ذکراللہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بعض اماکن میں قیام جمعہ کا اختصاص فرمانا مرفوعیتِ حدیث کی دلیل ہے ۔ کیونکہ خلاف قیاس قول صحابی کا وقوع ممکن نہیں ہے مگر بوقت سماعِ حدیث سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم علاوہ ازیں یہ آیت کریمہ اپنے عموم پر تو بالاتفاق باقی نہیں ہے اس واسطے کہ کوئی شخص اقامۃ جمعہ فی البراری والصحرا کا قائل نہیں ہے ۔ پس جب آیۃ کریمہ اپنے اطلاق پر باقی نہ رہی تو ضرور خصوصیت مکان اقامۃ جمعہ کے لئے ضروری ہوئی ۔ ہوالمراد ۔

حررہ العبد الملتجی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ عفی عنہ اللہ

نوٹ

حضور قبلہ عالم قدس اللہ تعالیٰ سرہم العزیز کے چار اہم مکاتیب علیحدہ "فیوضات مہریہ" کے نام سے شائع ہوئے تھے ۔ مکتوبات طیبات کی دوبارہ طباعت کے موقعہ پر یہ مجموعہ شامل مکتوبات کر دیا گیا ہے جو حسبِ ذیل ہیں ۔ ان کے آخر میں چند ایسے مکاتیب شامل کئے گئے ہیں جو طبع اول کے موقع پر درج نہ ہو سکے تھے ۔

مکتوب نمبر ۳۴۹　　　بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حفظک اللہ ۔ بعد سلام آنکہ

آیت (لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا) میں ضمائر ثلاثہ کا مرجع اللہ جل جلالہٗ ہے ۔ ہاں ممکن ہے کہ پہلی دو ضمیروں کا مرجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو ۔ مگر یہ احتمال بوجہ لزوم انتشار فی الضمائر (یعنی ہر دو ضمیر اولین کا مرجع رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تیسری کا مرجع اللہ) مرجوع اور ضعیف ہے ۔ کیونکہ تیسری ضمیر کا مرجع رسول صلی اللہ علیہ وسلم بوجوہ ذیل ہرگز نہیں ہو سکتا ۔ (ا) تسبیح کا معنی یاد الٰہی بطریق تنزیہ کلی یعنے وہ سُبحانہٗ ہر عیب و نقص سے منزہ ہے ۔ لہذا کسی بشر کو مثلاً سبحان النبی یا سبحان الولی کہنا شرک صریح ہے ۔ تسبیح کے معنے یہ نہیں کہ بعض نقائص سے مبرا و منزہ ۔ (ب) آیت میں تقیید (بکرۃً واصیلاً) آئی ہے اس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

مرجع ضمیر ثالث قرار دیا جائے اور جلالین نے یہ نہیں لکھا کہ ضمائر ثلٰثہ کا مرجع اللہ جل جلالہٗ اور رسُول صلی اللہ علیہ وسلم ہردو ہوسکتے ہیں۔ بلکہ اُس نے یوں لکھا ہے کہ پہلی دو ضمیرین کا مرجع اللہ اور رسُول ہردو ہوسکتے ہیں۔ اور تیسری ضمیر کا مرجع فقط اللہ ہی ہے۔ عبارت جلالین یہ ہے :

وضمیرھما اللہ اور رسُولہ وتسبحوہ ای اللہ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّىْ لَمْ اَخُنْهُ تا غفُورٌ رَّحِیْمٌ طرز نبوّت پر بولا گیا ہے اور مقولہ ہے یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا اور نظر بخصوص طرزِ نبوت مقولہ زلیخا نہیں ہوسکتا۔ پس ذٰلك کا مشار الیہ قول بعید ہے نہ قریب۔ معدن کلمات قدسیہ (ان اللہ لایھدی کید الخائنین۔ وَمَاۤ اُبَرِّئُ نفسی اِنَّ النّفس لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ غفُورٌ رَّحِیْمٌ) یوسفی قلب ہے نہ قلب مائی صاحبہ۔ دُوسرا (اَنِّىْ لَمْ اَخُنْهُ) جناب مائی صاحبہ ہرگز نہیں کہہ سکتی۔ کیونکہ خیانت کا معنے کسی شخص کی ملکیت میں دست اندازی کرنی۔ لہٰذا یوسف علیہ السلام فرما سکتے ہیں کہ مَیں نے عزیزِ مصر کی ملکیت میں بحالت غیبوبت رخنہ اندازی نہیں کی اور میں چاہتا ہوں کہ میری عدم خیانت اور برأت قبل اس کے کہ مَیں حاضر کیا جاؤں، ثابت ہو تاکہ مالک کو میرے پر بدظنی اور مجھ کو اس کے سامنے نادم نہ ہونا پڑے۔

اور اگر بطریق تکلّف خیانت سے مراد یوسفی عفّت وعصمت میں دست اندازی اور بہتان بندی لی جائے تو خیانت بمعنے ہٰذا کی نفی بقولہا (لم اخنہ) مائی صاحبہ نہیں کرسکتی۔ کیونکہ عرصہ دراز تک خیانت ہٰذا یعنے بہتان بندی کی وہ مرتکب رہی ہیں۔ اخیر میں باوجود ارتکاب ممتد جب کہ الحق یعلوا ولا یُعلیٰ کا وقت آپہنچا تو (انہ لمن الصادقین) کہہ دینے سے مائی صاحبہ کو یہ استحقاق نہیں کہ (ذٰلك لیعلم انی لم اخنہ) کہہ کر احسان مندی ظاہر کرے ادھر سے (قُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ) عورتوں کا سچا بیان اس احسان مندی کا ممنون یُوسف علیہ السلام کو نہیں ٹھہراتا۔ چنانچہ قصہ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ یا دُبُرٍ والے واقعہ میں ایک گہوارہ نشین بچّہ کی شہادت پر مائی صاحبہ کا مقولہ (ما جزاء من اراد باھلک سوءً الّا ان یسجن او عذاب الیم) بے اثر ٹھہرا ہے اور نیز لحاظ خصُوصیت لفظ (کید) جو (وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ) میں واقع ہے ظاہر قرینہ ہے اس پر کہ (ان اللہ لایھدی کید الخائنین) مقولہ ہے اس قائل کا کہ جس نے لفظ (کید) کو اپنی سابق کلام میں ذکر کیا ہے وہ کون ہے یوسف علیہ السلام کیونکہ پہلے (اِنَّ رَبِّىْ بِكَيْدِهِنَّ عَلِيْمٌ) فرما چکے ہیں جو بفاصلہ ایک سطر مائی صاحبہ کے قول سے بیشتر مقولہ یوسفی میں واقع ہے۔ اس بیان سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ (ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّىْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ) کو بلحاظ قرب مقولہ زلیخا سمجھنا صاف ناسمجھی ہے کتب نحو ومعانی میں ہے کہ (ذٰلِكَ) کا مشار الیہ حقیقۃً بعید اور مجازاً امر مہتم بالشان ہونا چاہیئے۔ ما نحن فیہ میں جب مجاز متصوّر نہیں تو پھر حقیقت کے بغیر اور کیا لے سکتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ

تمہارے بزرگ کو کسی مولوی صاحب نے فتوحات وغیرہ سے دکھلا دیا کہ دیکھو صاحب فتوحات علیہ الرحمۃ (ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّىْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ) کو مقولہ زلیخا لکھتے ہیں اور حضرت مولوی صاحب نے یہ خیال نہ فرمایا کہ حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ متعددہ نصوص میں مراد النص بیان نہیں فرماتے اور نہ آپ کو اس مراد کا انکار ہے۔ صرف بلحاظ وسعت کلام الٰہی تلمیعاً وتلویحاً والہاماً مدلول النص بیان کر دیتے ہیں خواہ وہ مراد ہو یا نہ ہو۔ مَیں از خود نہیں کہتا بلکہ حضرت شیخ نے فص نوحی فصوص الحکم میں اس امر کی تصریح فرما دی ہے۔ فص نوحی ملاحظہ ہو۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ اس آیت میں بدظنی سے نہی درحق اہلِ خیر وصلحاء ہے اور فساق پر بدظنی ہونے میں کوئی گناہ نہیں۔ جلالین میں ہے: كَظَنِّ السُّوْٓءِ بِاَهْلِ الْخَيْرِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَهُمْ كَثِيْرٌ بِخَلَافِهٖ بالفسّاق مِنْهُمْ فَلَا اثم فیہ فی نحو ما یظھر منھم قولہ تعالیٰ وَلَا تَجَسَّسُوْا یعنے مسلمانوں کے پیچھے مت پڑو اور اُن کے عیوب میں بحث مت کرو۔ کوئی شخص اگر اپنی عورت کے پیچھے درصُورت مسطورہ جاتا ہے تو اس کی بنا بدظنی پر ہے اور بدظنی بحق فساق ممنوع نہیں۔ کما مر ونقل من الجلالین۔ تجسّس اور چیز ہے یعنی مسلمانوں کے عیوب میں بحث کرنا۔ جلالین میں ہے: لا تجسّسوا حذف منہ احدی التائین لا تتبعوا عورات المسلمین ومعائبھم بالبحث عنھا۔ اور اگر صُورت مسطورہ میں تعاقب زوج تجسّس قرار بھی دیا جائے تو یہ بھی مخصوص بحق صلحا ہوگا نہ بحق فساق خصوصاً درصورت بدچلنی عورت اپنی کے۔ رہا قانون اور دفعہ ۳۰۲ سو اس کی بنا جواز یا عدم جواز اس فعل پر جو کہ موجب اشتعال ہو نہیں بلکہ اس کا مبنی علیہ صدور بالذات اور بلاواسطہ اس فعل کا ہے جو موجب اشتعال ہو۔ جب شوہر نے خود بخود تعاقب کیا اور منکوحہ کو بحالت زنا مشاہدہ کیا تو بغیر مداخلت کسی دُوسرے شخص موجب اشتعال کا مرتکب ہوا۔ لہٰذا قاتل عمداً کہلانے کا مستحق ہوا گویا کہ از دست کہ بروست۔ اگر تعاقب نہ کرتا یا تعاقب پر باعث دوسرا شخص ہوتا تو درصُورت اولیٰ مشتعل نہ ہوتا اور دُوسری صورت میں خود بخود اور بالذات قاتل نہ ٹھہرتا۔ بلکہ دُوسرے شخص نے اس کو اشتعال دے کر قاتل بنایا۔ یہ ہے مطلب قانون کا۔ والعلم عند اللہ۔

داعی مہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۳۵۰ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ واٰلہٖ وصحبہٖ

مہربانِ من جناب چشتی صاحب۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ امابعد آپ کے پہلے خط کے پہنچنے پر آپ کے سوالات کے جوابات لکھ کر بھیجے گئے تھے جن کے بارہ میں آپ دُوسرے مکتوب میں

لکھتے ہیں کہ مجھے تسلی نہیں ہوئی۔ آج تیسرا خط برخوردار قائم علی کا پہنچا۔ جس میں بحکم جناب لکھا ہے کہ لَا تَجَسَّسُوْا والا اعتراض ہماری غلط فہمی پر مبنی تھا اب وہ مندفع ہوگیا۔

دُوسرے خط میں آپ تحریر فرماتے ہیں (تعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ) میں صاحب جلالین تسبحوہ کی ضمیر کا مرجع صرف اللہ جل جلالہٗ اور دو ضمیروں (تعزروہ وتوقروہ) کا مرجع اللہ جل جلالہٗ یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشترک ٹھہراتا ہے۔ میرے خیال میں ہے یا تو (۱) تینوں ضمیروں کا مرجع صرف اللہ جل جلالہٗ ہونا چاہیئے۔ (۲) یا صرف رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عربی صرف ونحو کا کوئی ایسا قاعدہ ہے جس کے رُو سے جلالین کے اس قول متذکرہ بالا کا استدلال ہوسکے۔ انتہیٰ بمضمونہ بحذف الزائد۔ جواباً گذارش ہے۔ آیہ کریمہ لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ سابق الذکر میں چونکہ اللہ جل جلالہٗ اور رسُول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں مذکور ہیں اور بلحاظ معنی تعزروہ وتوقروہ کے ہر دو مرجع بنائے جا سکتے ہیں۔ یعنے تعزیر (تائید) اور توقیر دونوں کا متعلق اللہ جل جلالہٗ اور رسُول صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو ہوسکتے ہیں۔ تائید دین الٰہی اور تائید رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ ایسا ہی تعظیم الٰہی اور تعظیم رسُولی ہر دو واجب ہیں علٰے حسب شانہما بخلاف تُسَبِّحُوْہُ کے کہ مسبّح و منزہ از والد و مولود و زوجہ وغیرہ وغیرہ مما لا یلیق بشانہ حق سبحانہ وتعالےٰ کے بغیر کوئی فرد مخلوق میں سے نہیں ہوسکتا خواہ فرشتہ اور نبی کیوں نہ ہو۔ تسبیح کا معنے تنزیہ جزئی نہیں نہ لغتہً نہ شرعًا۔ لہٰذا سبحان الرسول مثل سبحان اللہ ہرگز نہیں کہا جاسکتا۔ اس لئے صاحب جلالین نے تیسری ضمیر کے مرجع میں تخصیص اور مرجع ضمیرین اولین میں تعمیم فرمائی نہ اس بنا پر کہ قاعدہ صرفی یا نحوی اس تعمیم اور تخصیص کا مقتضی ہے۔ اسی دُوسرے مکتوب میں آپ لکھتے ہیں (اس بارہ میں میرا اطمینان نہیں ہوا کہ صرف ونحو عربی کے کون سے قاعدہ کے مطابق ضمائر ثلٰثہ کا مرجع اللہ جل جلالہٗ کو قرار دیا جائے درآنحالیکہ عبارت میں (رسُولہ) کے ساتھ ضمائر ثلاثہ کا زیادہ تر اتصال ہے انتہیٰ اقول ارجاع ضمائر ثلٰثہ بجانب اللہ جل جلالہٗ صحت معنی پر مبنی ہے کما مرّ نہ کسی صرفی یا نحوی قاعدہ پر اور سابق الذکر (لتؤمنوا باللہ ورسُولہ) میں ہر دو مرجع قریب ہی ہیں۔ ہاں تسبحوہ کا معنے اگر کسی پہلو سے جائز التعلق رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتا تو بے شک ضمائر ثلٰثہ کا مرجع لفظ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہوسکتا۔ مگر اس کا کیا علاج کہ تسبیح کا وقوعی تعلق مختص بذات باری عزاسمہٗ ہے قال غالباً لف نشر مرتب کا مسئلہ یہاں پیدا نہیں ہوتا۔ اقول غالباً یہ جملہ استفہامیہ ہے بحذف حرف استفہام یعنے کیا۔ جواب میں کہتا ہوں کہ نہیں ہوتا۔ لف نشر مرتب جب ہو کہ وقوعی تعلق توقروہ کا بذاتِ باری ناممکن ہو اور نیز درصُورت لف نشر امور لاحقہ وسابقہ تعداد میں برابر ہونے چاہئیں۔ واذ لیس فلیس قال جناب کے جواب باصواب سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ صاحب جلالین کی تفسیر اس بارہ میں مرجوح اور ضعیف ہے اور ضمائر ثلٰثہ کا مرجع

صرف اللہ جل جلالہٗ ہے۔ اقول چشتی صاحب سطحیوں کی طرح یہ ناکردہ جرُم مجھ پر کیسے عائد کیا گیا۔ یا بمحاورہ جناب دفعہ قائم کیا گیا۔ میرا جواب غور سے ملاحظہ ہو۔ بات یہ ہے کہ ضعف فی الکلام یعنی کلام کی نظم وسوق ایسے نہج پر ہو جو مسلمہ قاعدہ نحاۃ یا اہل محاورہ کے برخلاف ہو تو فصاحت و بلاغت میں مخل ہوتا ہے۔ مثلاً اضمار قبل الذکر مطلقاً یا انتشار فی الضمائر وغیرہ وغیرہ کہ اس میں سامع کو فہم مراد میں اشتباہ ولبس واقع ہوتا ہے۔ ہاں درصورت عدم اشتباہ بروقت وجود قرینہ چنانچہ آیت کریمہ زیر بحث میں خصُوصیت ہے۔ تسبیح کی بذات باری عزاسمہ فصاحت میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔ باایں ہمہ بظاہر متبادر عندالسامع یہی ہے کہ ضمائر ثلٰثہ کا مرجع ایک ہی ہو۔ اور بوجہ خصُوصیت معنے تسبیح چونکہ لفظ رسُول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہیں تو پھر اللہ جل جلالہٗ ہوگا۔ فتدبر۔ یا پہلے بھی تین امر کا ذکر ہوتا کہ علٰے طریق اللف والنشر مؤید ہوتا در ذہن سامع کے لئے۔ قال کیا کل لغات کی کتابوں میں تسبیح کا لفظ صرف اُس تنزیہہ کلی کے معنے میں آیا ہے یا اور کسی معنے میں بھی اقول نہیں قال اس وقت اس امر سے بحث نہیں کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فص نوحی کے آغاز میں تنزیہہ کے قائلین کی نسبت کیا فرمایا ہے۔ اقول اسوقت مجھے بھی اس امر سے بحث نہیں کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فص نوحی کے آغاز میں تنزیہہ من حیث ہو کے قائلین کی نسبت ہرگز ہرگز ہرگز نہیں فرمایا جو کچھ کہ فرمایا قال حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فص نوحی میں یہ تحریر نہیں فرمایا ہے کہ ہم مراد النص بیان نہیں کرتے۔ اقول ہم نے کب کہا کہ حضرت شیخ قدس سرّہٗ نے ایسا فرمایا ہے کہ ہم مراد النص بیان نہیں کرتے اور ہم کو اس افترا کی جانب حاجت ہی کیا تھی ہم کو تو بحوالہ فص نوحی اظہار سلب جزئی سے ایجاب کلی کا نقض مقصود تھا سو وہ حاصل ہے۔ یہ مضمون آج تک فتوحات میں مَیں نے نہیں دیکھا۔ جب آپ نے (ذٰلك ليعلم انی لم اخنه بالغیب) کو مقولہ زلیخا بوقت شب لاہور میں مخلصی غلام محمدؐ کے مکان پر ٹھہرایا اور فرمایا کہ جناب مولوی عبدالقادر صاحب مرحُوم بھیردی نے بحوالہ فتوحات ایسا ہی کہا ہے۔ لہٰذا میں نے جوابی خط میں اس قصّہ کی طرف اشارہ کیا۔ بچشم خود جب تک فتوحات میں دیکھ نہ لوں مجھے یہ جرأت (انتساب الی الشیخ رضؓ) نہیں ہوسکتی۔ اور بر تقدیر تسلیم درجواب پہلے خط آپ کے نقض ایجاب کلی کے لئے میں نے بھی سلب جزئی کا ذکر بحوالہ فص نوحی کردیا۔ قال اس موقع پر حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے الہام کو دلیل قرار نہیں دیا۔ بلکہ الفاظ کے مفہوم کو اور الہام کا ذکر تک نہیں۔ اقول مہربانِ من فصوص اوّل سے لے کر آخر تک الہامی کتاب ہے۔ آپ نے فصوص کا خطبہ ملاحظہ نہیں فرمایا ہوگا۔ وہاں پر فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی اور فرمایا کہ یہ کتاب فصوص الحکم ہے اس کو لے لے اور اس کو لوگوں کی طرف پہنچا۔ ۱۲۔ یہ لینا دینا از قبیل الہام ہی تو تھا اور کیا تھا۔ پھر اسی خط میں کتاب ہذا کے الہامی ہونے کے ساتھ تصریح

فرماتے ہیں۔ بالالقاء السبوحی والنفث الروحی فی الروع النفسی ۱۲ مَیں نے جوابی خط میں اگر مضمون نصوص کو الہامی کہا ہو تو بایں معنی ہوگا۔ **قال** تو ایسی حالت میں مدلول النص سے زیادہ گمراہ کرنے والی کوئی چیز نہیں ہو سکتی! اور بادی النظر میں وہ الہام بھی سخت خطرناک ہے **اقول** الہام یا مدلول النص جن کا ذکر میرے جوابی خط میں کیا گیا ہے نہ وہ گمراہ کرنے والے ہیں نہ خطرناک۔ ایسے مضامین اہل اللہ علیہم الرضوان کے کسی باسمجھ خوشہ چین و فیض یافتہ سے حل ہو سکتے ہیں۔ **قال** سمجھ میں یہ امر نہیں آتا کہ ترتیب قصّہ کی یُوں چلی آتی ہے کہ اوّل[1] تو یہ نظارہ بیان ہو رہا ہے کہ عزیز مصر نے حضرت یُوسف علیہ السلام کو جیل خانہ سے بلوا بھیجا۔ **اقول** عزیز مصر نے نہیں بلوایا بلکہ بادشاہ نے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (وقال الملك ائتونی بہ) **قال** اور وہ تمکنت و وقار کے ساتھ فرمانے لگے کہ میں نہیں آتا جب تک مقدمہ کی تحقیقات ہو کر میری بریت نہ ہو جائے۔ دُوسرا[2] نظارہ بعد ازاں عزیز مصر کا دربار ہے اور دربار میں اس کی تحقیق مقدمہ کرنے کا حال ہے۔ **اقول** عزیز مصر کا دربار نہیں اور نہ وہ مقدمہ کی تحقیق کرنے والا ہے۔ عزیز مصر وزیر تھا اور یہ بادشاہ کا دربار تھا اور بادشاہ ہی یُوسف علیہ السلام کو تعبیر خواب کی سننے کے بعد بلوانے والا تھا اور مقدمہ کی تحقیق کرنے والا اور مصر کی عورتوں سے دریافت کرنے والا۔ (**قال** ما خطبکن اذ راودتن یوسف عن نفسہٖ) قال کا قائل بادشاہ ہے نہ عزیز اور قائل اللہ جل شانہٗ ہے نہ بادشاہ۔ **قال** کہ اس نے بی بی زلیخا اور دیگر عورتوں کو بلوا بھیجا الی ان قال پہلے نظارہ[1] ہے یُوسف علیہ السلام کے جیل خانہ میں ہونے کا۔ بعد ازاں دُوسرا نظارہ ہے دربار عزیز[2] مصر کا جس میں مسلم طور پر حضرت یُوسف علیہ السلام غائب ہیں۔ تیسرا نظارہ ہے پھر یوسف علیہ السلام کا جیل خانہ میں جہاں ان کو پیغام دعوت حاضری دربار پہنچا۔ بعد ازاں چوتھا نظارہ ہے حضرت یُوسف علیہ السلام کا دربار عزیز مصر میں آنے کا، پس یہ خیال میں نہیں آتا کہ نظارہ نمبر دوم میں جہاں دربار عزیز[3] مصر کا لگا ہوا ہے جس میں مُستغیثہ[4] کا بیان ہو رہا ہے، اس کے ساتھ ہی بیچ میں آ کر حضرت یُوسف علیہ السلام کیونکر بولنے لگ گئے جو مسلمہ طور پر اس وقت تک جیل خانہ میں ہیں۔ **اقول** ہم بھی کہتے ہیں کہ اس وقت حضرت یُوسف علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقولہ (ذٰلك لیعلم انی لم اخنہ الخ) نہیں بولا۔ **قال** یہ تاویل تو بالکل معقول نہ ہوگی کہ حضرت یُوسف علیہ السلام دربار میں صرف یہ بات کہنے کے لئے جیل خانہ سے آئے اور پھر جیل خانہ میں چلے گئے! اور بعد ازاں پھر آئے۔

---

[1] [2] [3] یہ وہی غلطی ہے۔ ۱۲ منہ

[4] یہاں پر مستغیثہ بی بی زلیخا نہیں اور نہ کوئی اس کا استغاثہ ہے۔ ہاں اگر مستغیث ہے تو یُوسف علیہ السلام جن کے استغاثہ پر عورتوں کو بلوا کر استفسار کرنا منظور ہے۔ ۱۲ (از حضور غریب نوازؒ)

اقول ہم بھی اس نامعقول تاویل کے قائل نہیں۔ **قال** دُوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت یُوسف علیہ السلام نے قول زیر بحث یعنے (لم اخنہ الخ) اور (وما ابرئ نفسی) کس سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور کہاں کہا اور کونسا موقع اس قول کا آ پڑا تھا۔ الی آخر ما قال **اقول** اس قول کا مخاطب وہی مخبر اور بادشاہ کا فرستادہ ہے۔ جس کو پہلے بھی مخاطب بنا کر واپس کر دیا گیا تھا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے (فلما جاءہ الرسول قال ارجع الٰی ربك) ارجع کا مخاطب وہی مخاطب ہے (ذٰلك لیعلم الخ) کا یا کوئی اور فرستادۂ شاہی۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ جب پہلے یُوسف علیہ السلام نے اس کی پیغام رسانی پر تعمیل نہ فرمائی اور کہہ دیا کہ جا کر بادشاہ سے کہو کہ تا وقت بریّتُ تحقیق حادثہ ماضیہ مَیں حاضر نہیں ہوتا اس نے جا کر اسی طرح عرض کر دی۔ اب بادشاہ نے عورتوں کو بلوا کر استفسار کیا۔ سب نے معہ بی بی زلیخا یُوسف علیہ السلام کی بریّت بیان کی۔ پھر دوبارہ اس کو یا کسی اور کو بادشاہ نے بعد تعمیل ارشاد یوسفی بلانے کے لئے بھیجا تاکہ یُوسف علیہ السلام کو کہدے کہ آپ آئیے تاکہ ملزموں کو سزا دی جاوے۔ کما قال الکاشفی۔ اُس نے جا کر یُوسف علیہ السلام سے عورتوں کا جوابی ماجرا اور ان کی بریت وغیرہ کا ذکر کیا۔ تب یُوسف علیہ السلام نے اُس سے مخاطب ہو کر پہلی دفعہ حاضری سے انکار کرنے کی اور شاہی حکم کی تعمیل نہ کرنے کی وجہ بقولہ (ذٰلك لیعلم انی لم اخنہ بالغیب ای لیعلم العزیز انی لم اخنہ او لیعلم الملك انی لم اخنہ ای الملك فان خیانۃ الوزیر خیانۃ الملك او لیعلم الملك انی لم اخنہ ای العزیز) بیان فرمائی اور کہا کہ میں ان کو سزا دلانی نہیں چاہتا۔ میرا مطلب تحقیق طلبی سے صرف اِتنا ہی تھا کہ لیعلم الخ اور ظہور بریت پر احسان خُداوندی بقولہ الا ما رحم ربی جتلایا چونکہ لم اخنہ سے مدح نفس خود اور استقلال فی الصلاحیت سمجھا جاتا تھا۔ لہٰذا دفعیہ اس کا بقولہ (وما ابرئ نفسی الخ) سے واجب ہوا گویا (وانہ لمن الصادقین) کے بعد اور ذٰلك لیعلم کے ماقبل (فاخبر یوسف بذٰلك فقال مقدر ہے۔ (ذٰلك لیعلم انی الخ) **قال** میرے خیال میں یہاں مختلف جرائم کو گڈ مڈ کر دیا ہے۔ کید یعنی مکر الگ جُرم ہے۔ اِفترا اور بہتان کرنا الگ جرم ہے۔ خیانت ایک الگ جرم، یہ امر یہاں تک صاف ہے کہ واضعان انگریزی قانون نے بھی ازالہ حیثیت عرفی یعنی اِفترا۔ اور بہتان کے لئے الگ تعریف اور دفعہ قائم کی ہے یعنی دفعہ ۵۰۰ تعزیراتِ ہند اور کید اور دغا کے لئے الگ دفعہ ۴۱۵ اور خیانت کے لئے الگ دفعہ ۴۰۶۔

اقول کید لفظ عربی ہے نہ انگریزی کید کا معنی مطلق حیلہ سازی۔ اور یہ جنس ہے اپنے ماتحت کے لئے انواع ہوں یا اشخاص کوئی اہلِ عقل جنس اور اس کے انواع یا اشخاص کے مابین تقابل اور تغایر فی الوجود کا قائل نہیں، یعنی یہ نہیں کہا جا سکتا۔ ہذا اما حیوان و اما فرس وغیرہ وغیرہ۔ آپ کے واضعان انگریزی موضوع مسئلہ سے خارج ہیں کیونکہ وہ اپنے آپ کو اعلم من اللہ العلام

سمجھ کر برخلاف قرآنِ کریم کے قانون بندی پر کمر بستہ ہیں۔ کید کے جزئیات میں سے کتمان شہادت بھی ہے۔ یُوسف علیہ السلام فرماتے ہیں (اِنَّ رَبِّیْ بِکَیْدِھِنَّ عَلِیْمٌ) یعنی ہاتھ کاٹنے والی عورتوں کا یہ کید کہ باوجود اس کے کہ اُن کو زلیخا کا اقرار میری عفت کے ساتھ معلوم تھا کیونکہ اُن کو مخاطب بنا کر زلیخا نے کہا تھا (ولقد راودته عن نفسه) اور یُوسف علیہ السلام کی برّیت کا فاستعصم کے ساتھ اظہار واقرار کیا تھا۔ انہوں نے اس اقرار زلیخا پر شہادت نہ دی یعنی (وشهد شاهد) کے موقعہ پر۔ کید کے جزئیات میں سے بہتان وافترا بھی ہے۔ چنانچہ زلیخا نے کہا (قالت ما جزاء من اراد باهلك سوءًا الا ان يسجن او عذاب اليم) ایسا ہی وہ تدابیر جن کو موصل الی المطلوب سمجھا جاوے کامیابی ہو یا نہ چنانچہ اپنے ہاتھ کاٹنے والی عورتوں نے بی بی زلیخا کے (ليسجنن وليكونا من الصاغرين) کہنے کے بعد یوسف علیہ السلام سے کہا تھا اطع مولاتك (اپنی مالکہ کی اطاعت کر) بی بی زلیخا والے بہتان مذکور اور عورتوں کی تدبیرات موصلہ الی المقصُود سے لفظ کید کے ساتھ تعبیر فرمائی گئی (قال انه من كيدكن ان كيدكن عظيم) ایسا ہی تدبیر خفی الٰہی سے جو کامیابی یوسف علیہ السلام کے لئے کی گئی تھی تاکہ بھائی ان کا بنیامین ان کے پاس ہی رہے لفظ کید کے ساتھ تعبیر فرمائی گئی۔ قال اللہ تعالےٰ (كذالك كدنا ليوسف) وہ کید الٰہی نفع رسانی یُوسف علیہ السلام کے لئے کیا تھا۔ یہ تھا کہ ان کے بھائیوں سے یہ کہلوایا کہ (جزاؤه من وجد في رحله فهو جزاؤه) ورنہ بادشاہ مصر کے قانون میں سارق کی سزا ضرب وغیرہ تھی نہ یہ کہ سارق کو مال مسروقہ کے مالک کے سپرد کیا جاوے۔ کید کے جزئیات مواضع متعددہ قرآنیہ سے آپ معلوم کر سکتے ہیں۔ (الم يجعل كيدهم في تضليل۔ واراد وابه كيدًا فجعلنا هم الاخسرين) وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ خیانت خائن (یعنی خیانت عزیز دربارہ امانت الٰہیہ یعنی یُوسف علیہ السلام کو قید میں ڈالنا) سے بھی تعبیر کید کے ساتھ کی گئی ہے اسی آیت زیرِ بحث میں غور فرمائیے۔ (وان الله لا يهدي كيد الخائنين) اس مقام پر ایک محقق ماہر عربیت لکھتے ہیں (وسمى فعل الخائن كيدًا الان شانه ان يفعل بطريق الاحتيال والتلبيس) فمعنے هداية الكيد اتمامه وجعله مؤديا الى ماقصد به انتهٰى۔ اب آپ ہی فرماویں کیا میں نے برخلاف واضعان انگریزی جو تغایر وجودی فیما بین جنس وجزئیات اسکے ٹھہرانے والے ہیں گڈ مڈ بقول جناب مجائی یا کہ کلام معجز نظام میں ایسا ہی آیا ہے جس کی شان یہ ہے (قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا) قال بحصله (اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ كَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ) کو بعد اقبال جُرم مائی زلیخا کی طرف منسُوب کرنا موزوں معلوم ہوتا ہے۔ ایسا ہی (وَمَآ اُبَرِّئُ نَفْسِیْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ) ایک عام گنہگار بندہ کی جانب سے زیادہ موزوں معلوم

ہوتا ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ اس کو ایک نبی کی طرف منسُوب کیا جائے جو کہ مسلمہ طور پر معصُوم ہے اور جس کے مقابل اس کا نفس امارگی نہیں کر سکتا! ورجس کی ذات مُبارک میں گناہ وسوء کا دخل و تصور نہیں ہوتا۔ **اقول** یہاں پر گنہگار بندہ مائی زلیخا تھیں۔ کوئی عاقل یا کسی عاقل کا وجدان شہادت دے سکتا ہے کہ مائی صاحبہ جو واقعہ ہذا کے وقت بُت پرست تھیں اور حصول مقصود (وصالِ یُوسفی) کے لئے اپنے بُتوں کے سامنے سربسجود ہو کر حصول مُدعا مانگتی تھیں اُس مائی صاحبہ مشرکہ بُت پرست کے یہ نُورانی الفاظ ہوں (اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ كَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّیْ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ) ابھی تو عزیز مصر زندہ ہے۔ اس کی وفات کے بعد بھی مائی صاحبہ بحالت شرک رہیں۔ بعد ازاں بُت کو توڑا۔ کتب تاریخ اور نہ ہی قِصّہ یُوسف زلیخا مؤلفہ حضرت مولانا جامی علیہ الرحمۃ ملاحظہ ہوں اور نیز مائی صاحبہ کا شاہی دربار میں یہ ظاہر کرنا (ليعلموا اني لم اخنه) بے محل معلوم ہوتا ہے۔ البتہ مصر کی عورتوں اور یُوسف علیہ السلام سے علیحدگی میں مناسب تھا۔ تیسرا عزیز مصر سے یُوسف علیہ السلام کو ناحق قید کروا ڈالا۔ پھر (لم اخنه) کیسے کہہ سکتی ہے۔ کیا آپ کا وجدان اور طبع سلیم اس امر کو گوارا کر سکتی ہے کہ اضافت تحبیبیہ جو ربّی میں ہے، اس کو ایک مجوبہ مشرکہ کی طرف منسُوب کیا جائے اور بحکم (ادوا الامانات الى اهلها) ان نُورانی کلمات کا منبعِ قلب نبیٔ انسان مقدس نہ ٹھہرایا جائے۔ ہمارے خیال میں یہ آیہ ذٰلك ليعلم سے لے کر غفور رحيم تک مقولہ ہے یُوسف علیہ السلام کا۔ خواہ کیسی ہی دقتیں اس تقدیر پر پیش آئیں تو وہ گوارا ہو سکتی ہیں۔ کیونکہ ممکن نہیں کہ مشرکہ بُت پرست یہ کہے کہ میرا رب غفور رحیم ہے مگر بفضلہٖ تعالیٰ یہاں پر کوئی دقت بھی بعد ادنےٰ تامل نظر نہیں آتی۔ ایک انسان کی کلام کا اتصال کلام دُوسرے انسان سے بغیر فصل اس کی نظیر قرآن مجید میں موجُود ہے۔ قال الملأ من قوم فرعون ان هذا الساحر عليم ط يريد ان يخرجكم من ارضكم کلام ہے جماعت کا اور بلا فصل متصل اس کے (فَمَاذَا تَاْمُرُوْنَ) فرعون کا کلام ہے۔ یُوسف علیہ السلام بعد اخبار مخبر فرماتے ہیں۔ وہ تحقیق طلبی اس غرض سے تھی تاکہ بادشاہ یا عزیز میری ملاقات سے پہلے معلوم کر لیوے کہ میں نے ان کے حق میں بحالت غیبوبت خیانت نہیں کی اور نیز یہ بھی ان کو معلوم ہو جائے کہ بحسبِ عادت الٰہیہ خیانت کنندہ کے فعل کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا۔ اگر میں بھی خائن ہوتا تو آخر جا کر بے عیب اور بری کیوں ثابت ہوتا۔ گویا کہ یہ جُملہ قول یوسفی میں قیاس استثنائی کی طرز پر استدلال ہے ثبوت بریّت یوسفی کیلئے اور تعریض ہے ساتھ زلیخا وعزیز و باقی عورتوں مصر کے، ایسا ہی ان النفس لامارة بالسوء کے ساتھ جب الاما رحم ربی منضم ہے تو اس سے یہ کیسے لازم آتا ہے کہ قائل قول ہذا کا نفس امارگی کر سکے۔ کمال تو اس میں ہے کہ نفس بحسب الطبع میلان کرے اور خوف الٰہی و حفظ ایزدی درجہ اختیار و قصد مصمم تک بھی نہ پہنچنے دے۔ خصی اور عنین میں قابلیت مدح کیا ہوگی۔

اگر آپ ذرا غور سے کام لیویں تو فوراً سمجھ سکتے ہیں کہ (انّ النفس لامارۃ بالسوء الا مارحم ربی) بعینہٖ بیان ہے اس قول یوسفی کا و الا تصرف عنی کیدھن اصب الیھن اے امل الیھن بطریق العزم المصمم لکن صرفت عنی کیدھن فما صبوت پھر آپ ہی فرمادیں کہ ایک قول جو متحد المعنی ہے دُوسرے قول کے ساتھ جس میں صرف تغایر لفظی ہے مقولہ ٹھہرایا جائے انسان کامل یعنی نبی کا اور دُوسرا قول متحد المعنی باقول اوّل مقولہ ایک بُت پرست کا مانا جائے (ھل ھٰذا الا تہانت وھل ھٰذا الا بھتان عظیم) اس میں شک نہیں کہ نفوس مقدسہ انبیاء صافیہ راضیہ مرضیہ ہوتے ہیں مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ بحسب الطبع آمادگی ان کی طرف منسوب نہ کی جاوے بلکہ بحسب الطبع میلان ہو مگر بحسب حفظ الٰہی متصور نہیں کہ ان سے آثار امارگی ظہُور اور وقوع میں آئیں حتیٰ کہ میلان بھی قصد مصمم کی حد تک ممکن نہیں کہ پہنچے۔ طبعی میلان کو بحد قصد مصمم وارتکابِ جرم تک نہ پہنچنے دینے کی غرض سے والا تصرف عنی کیدھن اور ایسا ہی الا مارحم ربّی اور حدیث شریف رب لا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین ولا اقل من ذٰلک وارد ہوا ہے۔ سُورۃ انعام میں ہے: وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ۔ حضرت شیخ نجم الدّین دایہ قدس سرّہٗ فرماتے ہیں: نشیطان الانس نفسہ الامارۃ بالسوء وھی اعدی الاعداء انتھٰی۔ یُوسف علیہ السّلام جبکہ اپنی صلاحیت و بریّت و تقویٰ بقولہ انی لم اخنہ سے ظاہر فرما چکے جس کا مفاد تزکیۂ نفس اور مدح ہے حالانکہ فلا تزکوا انفسکم آچکا ہے۔ لہٰذا بقول ذیل حقیقتِ امر کو ظاہر فرمایا اور قول سابق کو واجب التدارک سمجھا اور کہا کہ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ یعنی بحسب الطبع گو ہر ایک نفس میلان رکھتا ہے بدی کی طرف اور میرا نفس بھی منجملہ افراد نفس مطلقہ کے ہے مگر اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندگان کو بچالیتا ہے تو یہ بچنا گناہ سے میرے نفس کا ذاتی کمال نہیں بلکہ میرا رب اپنی عنایت اور عصمتِ کاملہ سے بعض نفوس (انبیاء و اولیاء) کو بچالیتا ہے۔ آثار امارگی ظاہر نہیں ہونے پاتے۔ حتیٰ کہ عزم مصمم تک بھی صرف میلانِ طبعی محل شکایت نہیں۔ چنانچہ صرف بھُوک پیاس کے ہونے سے جب تک مملوک غیر کو استعمال نہ کرے یا استعمال کرنے پر عزم مصمم نہ کر لیوے محل شکایت نہیں ہوسکتا۔ اگر بھُوک پیاس طبعی نہیں تو مُردہ ہے نہ زندہ اور مسئلہ زیر بحث میں عنین ہے الا مارحم ربّی سے مشرف ہونے کی قابلیت کہاں اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ میرا رب بحق تعمیل کنندگان نفس امارہ مغفرت کرنے والا ہے۔ اور (رحیم) مبالغ فی الرحمۃ ہے نفوس انبیاء کے لئے کہ ان سے مقتضی طبعی صادر ہونے نہیں دیتا۔ غفور متعلق ہے امارۃ بالسوء کے ساتھ اور رَحِيْمٌ اِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ سے تعلق رکھتا ہے فافھم۔

پہلے لکھ چکا ہوں کہ قول یوسفی وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَائِنِيْنَ معرضِ استدلال

میں اپنی برأت پر بطرز قیاس استثنائی قائم کیا گیا ہے۔ اس تقدیر پر یہ جملہ تاکید ٹھہرا پہلے جُملہ انی لم اخنہ بالغیب کے لئے حاصل یہ ہوا کہ اگر میں خائن ہوتا تو اللہ تعالےٰ میرے امر کیلئے بحسب عادت الٰہیہ پختگی اور درستی اور حسن خاتمہ نہ فرماتا۔ لکن التالی باطل فالمقدم مثلہ پس ثابت ہوا کہ میں خائن نہیں ہوں اور نیز مقصُود اس جملہ ثانیہ سے تعریض بھی ہے۔ بی بی زلیخا اور اس کے شوہر عزیز اور ایسا ہی مصر کی عورتوں کے ساتھ یعنی بی بی زلیخا نے اپنے شوہر کی امانت میں خیانت ورزی پر عزم مصمم کرلیا اور تحصیل خیانت میں اپنی طرف سے کوئی حیلہ باقی نہیں چھوڑا اور شوہر یعنے (عزیز مصر) نے امانت خداوندی کے متعلق خیانت کی کیونکہ اس نے باوجود مشاہدہ کر لینے امارات و علامات برأت میرے کے مثلاً شہادت طفلی وغیرہ اپنی بی بی کی میرے بے گناہ قید کرنے میں اطاعت کی اور مصر کی عورتوں نے باوجود علم باقرار زلیخا دربارہ برأت یوسفی کتمان شہادت کیا مگر آخر الامر بحسب عادت الٰہیہ (وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ كَيْدَ الْخَائِنِيْنَ) خائب خاسر رہے اور مَیں اظہارِ برأت و عدم خیانت ورزی اپنی کا بطریق مدح و تزکیہ نفس خود نہیں کرتا کیونکہ اگر عصمت الٰہیہ و حفظ خداوندی سے قطع نظر کی جاوے تو ضرور ہی نفس پورا کرنے میں مقتضی طبعی و فطرتی اپنے کے کامیاب ہوسکتا ہے۔ ابوالبشر آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بمجرد دیکھنے مائی حوا صاحبہ کے مائل ہوئے مگر آپ محل شکایت نہیں ہوسکتے کہ ابھی تک من جانب اللہ کوئی ہدایت اس بارہ میں نہیں پہنچی تھی۔ بعدازاں نکاح کی ہدایت ہونے پر عقد کیا گیا۔ یہاں تک بیان ہے وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِيْ اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ اِلَّا مَا رَحِمَ کا پھر فرمایا اِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ پہلے غفور اور بعدش رحیم۔ اس لئے کہ جملہ سابقہ (ان النفس الخ) دُو گروہ پر حاوی ہے۔ عوام اور انبیاء و اولیاء مطلب یہ ہوا کہ غیر انبیاء و اولیاء سے اگر اطاعت امر نفسانی و مخالفت حکمِ ربانی ہو جائے تو اللہ تعالےٰ اگر چاہے مغفرت فرما دیتا ہے اور دُوسرے گروہ انبیاء و اولیاء کے حق میں تو رحیم صیغہ مبالغہ کا ہے یعنی مبالغ فی الرحمۃ اس حد تک ہے کہ ان کو حفظ و عصمت کی چادر سے ڈھانک لیتا ہے۔ جن کے شان میں وارد ہے (اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ) معلوم ہوا کہ فقرہ (الا مارحم) اور ایسا ہی (رحیم) علیٰ ہذا القیاس (اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطَانٌ) وغیرہ امثال ان کے ظہور میلان طبعی کے منافی نہیں۔ جب تک میلان بحد قصد مصمم و عزم بالجزم نہ پہنچا ہو۔ یہاں پر تین امر ہیں: ۱۔ نفس کا میلان طبعی اضطراری۔ ۲۔ میلان اختیاری معہ آمادگی و کمر بستگی۔ ۳۔ ارتکاب جُرم۔ آیت (وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ) میں ھم زلیخا سے وہی دُوسرا امر (میلان مع آمادگی) اور (هَمَّ بِهَا) میں ھم یوسفی سے مراد امر اوّل یعنی نفس کا میلان ہے۔ یہاں پر بحسب الطبع سوال پیدا ہوتا ہے کہ لفظ ھم ایک ہے تو پھر ھم زلیخاوی سے مراد دُوسرا امر محل شکایت اور ھم یوسفی سے

مراد پہلا ھم یعنی نفس میلان طبعی جو عنداللہ موجب شکایت نہیں اس کی کیا وجہ ؟ جواباً گذارش ہے کہ وجہ اس کی نظم قرآنی میں غور کرنے سے معلوم ہوسکتی ہے۔ بی بی زلیخا کا علانیہ اقرار ہے (وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ) اور قرآن کریم میں بھی حق سُبحانہٗ وتعالیٰ فرماتا ہے (وَرَاوَدَتْهُ الَّتِیْ هُوَ فِیْ بَیْتِهَا عَنْ نَّفْسِهٖ وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ وَقَالَتْ هَیْتَ لَكَ) اس لئے ہَمّ زلیخاوی سے مراد عزم مصمم مع آمادگی ہے اور یوسف علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے (وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِیْلًا) قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی (قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْٓ اَحْسَنَ مَثْوَایَ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ) اور نیز بی بی زلیخا نے عفتِ یوسفی کا اقرار مصر کی عورتوں کے سامنے کیا تھا۔ (وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ) عورتوں کو مخاطب کرکے کہتی ہے کہ میں نے اس کا نفس لینے میں یعنی تحصیل جماع میں حتی الوسع حیلہ سازی بحسب ہدایات تمہارے کی پھر اس نے اپنے آپ کو بچا ہی لیا اور بچا ہی لیا۔

یوسفی عفت پر تقوے پر یہ آیات روز روشن کی طرح شاہد ہیں لہٰذا (وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا) میں ھَمَّ زلیخاوی سے عزم بالجزم مع آمادگی اور ھَمَّ یوسفی سے صرف میلان طبعی مراد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ (وَلَقَدْ هَمَّا) بصیغۂ تثنیہ اور ایسا ہی (وَلَقَدْ هَمَّ كُلٌّ وَّاحِدٍ مِّنْهُمَا) نہیں فرمایا گیا گویا اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ ھَمّ یوسفی اور ھَمّ زلیخاوی ایک جیسے اور ایک نوع سے نہیں تھے۔ ہاں تعبیر بالھم صرف مشاکلت کے لئے کی گئی یعنی فعل یوسفی کا ذکر چونکہ فعل زلیخاوی کے قرب و ہمسائیگی میں کیا گیا ہے لہٰذا ایک ہی لفظ کے ساتھ دونوں فعلوں سے تعبیر کی گئی اور ایک ہی شکل دونوں فعلوں کو دی گئی۔ ورنہ درحقیقت فعل یُوسفی صرف میلان جو طبعاً و اضطراراً انسان کامل الرجولیۃ کو ہوتا ہے نہ اختیاراً نہ قصداً اور فعل زلیخاوی اختیاراً و قصداً نہایت ہی آمادگی کے ساتھ چنانچہ (غلقت الابواب) وغیرہ۔

حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ بروقت حصول معراج معنوی و مُلاقات یُوسفی فرماتے ہیں (وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ) زلیخا نے عزم مصمم تحصیل جماع پر کرلی اور (وَهَمَّ بِهَا) یُوسف علیہ السلام نے عزم مصمم اس کے دفعیہ میں کی۔ مکرراً معروض ہے کہ (ذٰلك لیعلم) سے لے کر (غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ) تک بعد استماع برأت از مخبر و پیغام دہندہ کلام یوسفی ہے جبکہ دوبارہ بادشاہ نے پیغام بھیجا کہ اب آیئے میں نے حسب الطلب تحقیق کرلی اور آپ کی برأت ثابت ہوگئی۔ قال الکاشفی ملک یوسف را پیغام داد کہ زناں بگناہ معترف شدند بیا تا بحضور تو ایشاں را عقوبت کنم۔ یُوسف فرمود غرض من عقوبت نبود ایں خواست برائے آں کردم کہ (لِیَعْلَمَ اَنِّیْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَیْبِ الخ) پیغام رسان کے پیغام اور خبر سُنانے پر اتنے کلمات آپ نے بولے اور یہ بولنا بے محل نہ تھا۔ اس تقدیر پر طبعاً سوال پیدا ہوتا ہے کہ عدم خیانت درزی یُوسف علیہ السلام کی بادشاہ اور عزیز

مصر کو اول سے معلوم تھی۔ جبکہ شہادت بچّہ کی خرقِ عادت کے طریق پر ہُوئی تھی۔ جواب انی لم اخنہ از قبیل ماانا قلت کے ہے۔ قائل کے قول ہٰذا مزعومی تخصیص خیانت بمسند الیہ (یوسف علیہ السلام) کی تردید میں مجموعہ سلب مسندالیہ اور مفاد جملہ معطوفہ (وَاَنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ كَیْدَ الْخَآئِنِیْنَ) سے تردید میں کام لینا چاہتا ہے فتدبر۔ اور یہ مجمُوع بعد راست بیانی زلیخا و عورتوں مصر کی عزیز اور بادشاہ کو معلوم ہوا۔ بی بی زلیخا کو عرصہ دراز تک کلمات و عبادات یوسفیہ کے دیکھنے سُننے کا اتفاق ہوا۔ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ کو بے تعداد مرتبہ ان کی زبان پاک سے سُنا۔ لہٰذا جس وقت سات کوٹھیوں کے دروازے بند کردیئے اور جماع کی خواہش ظاہر کی تو یوسف علیہ السلام نے انکار کیا اور اس فعل شنیع سے پہلوتہی کرنے کے متعلق جامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

زہے خجلت کہ در روزِ قیامت — کہ اُفتد بر زناکاراں غرامت

جزائے آں جفاکیشاں نویسند — مرا سر دفترِ ایشاں نویسند

بی بی زلیخا کی نہایت التجا پر فرمایا ؎

بگفتا مانع من ایں دو چیز است — عتاب ایزد و قہرِ عزیز است

درجواب اس کے مائی صاحبہ کا قول ذیل محل استشہاد ہے ؎

تو میگوئی خدائے من کریم است — ہمیشہ بر گنہگاراں رحیم است

یعنی تیرا ہر وقت کا وظیفہ ہے۔ ان ربی غفور رحیمؐ ان ربی غفور رحیمؐ تو میری مطلب براری میں پھر تجھے کیا خطرہ ہے۔

مجھے عدیم الفرصت ہونے کے علاوہ آج کل ضعف طبع بھی تعمیل ارشاد سے مانع تھا۔ مگر بہرکیف حسب الطلب کچھ لکھنا ضروری سمجھا گیا۔ جس سے مقصود مجھے اپنا خیال ظاہر کرنا ہے نہ یہ کہ بالضرور میری بات کو خلعت تسلیم سے مشرف کیا جاوے۔ وما انا علےٰ ھٰذا بحریص۔

اب تیرے خط جناب کی تعمیل کی جاتی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ لا تجسسوا فی لا تجسسوا قال میرے سوال کی بنا غلطی پر تھی بس اقول اچھا بس والسلام خیر ختام۔

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

۲۸ شوال ۱۳۳۴ھ

مکتوب نمبر ۳۵۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ

مہربان من چشتی صاحب حفظک اللہ تعالےٰ

بعد سلام آنکہ آج فتوحات کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ جن لوگوں نے کہا ہے کہ حضرت شیخ

رضی اللہ تعالےٰ عنہ آیت کریمہ ذٰلك لیعلم انی لم اخنه بالغیب کو مقولہ زلیخا ٹھہراتے ہیں وہ لوگ میرے خیال میں حضرت شیخ کے مطلب کو نہیں سمجھے۔ قال الشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لو نسب الیه صلی اللہ علیه وسلم مانسب الی لطلب صحة البراة بغیبته فانها ادل علیٰ برأته من حضوره حضرت شیخ اپنے معراج معنوی کے بیان میں بعد ذکر معراج جسمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرماتے ہیں کہ میں نے یوسف علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آپ نے بلانے والے کے حکم کی تعمیل کیوں نہیں کی۔ حالانکہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں ہوتا تو ضرور بادشاہ کے بلانے پر فوراً جیلخانہ سے نکل آتا اور اس امر کا منتظر نہ ہوتا کہ بادشاہ کی تحقیق پر عورتوں نے کیا کہا اور بادشاہ کی خبر رسانی کا دربارہ نتیجہ تحقیق واقعہ انتظار نہ کرتا۔ عبارت یہ ہے (ولو بقی فی السجن حتی یاتیه الجواب من الملك بما تقول النسوة) اس سے صاف معلوم ہوا کہ بادشاہ کی جانب سے یُوسف علیہ السلام کو نتیجۂ تحقیق سے خبر دی گئی تھی جس پر یُوسف علیہ السلام کو قول ذیل کہنے کا موقعہ ملا۔ (ذٰلك لیعلم الخ) گویا فاخبر یوسف بذالك فقال (ذالك لیعلم الخ) ایسے تقدیرات کلام اللہ میں بہت ہیں اسی مقام پر ملاحظہ کیجئے (قال ماخطبكن) کے ماقبل (فرجع فاخبر الملك فجمعهن) مقدر ہے بغیر اس کے چارہ نہیں۔ عبارت مذکورہ کے بعد لکھتے ہیں (والرسول یطلب ان یقرر فی نفس المرسل الیه مایقبل به دعاء ربه فیما یدعو به الیه والذی نسب الیه معلوم عند کل احد انه لا یقع من مثل من جاء بدعوته الیهم فلا بد ان یطلب البراءة من ذالك عندهم لیؤمنوا بما جاء به عند ربه ولو یحضر بنفسه ذالك المجلس حتی لا تدخل الشبهة فی نفوس الحاضرین بحضوره وفرق کثیر بین من یحضر فی مثل هذا الموطن وبین من لا یحضر۔ یعنی قاعدہ کی بات ہے کہ خدا کے رسُول و پیغمبر جن لوگوں کی طرف تبلیغ کے لئے بھیجے گئے ہیں ان لوگوں کے دلوں میں اپنی صداقت و بے عیبی کو اس لئے ثابت کرنا چاہتے ہیں تاکہ ان کے اصلی مطلب تبلیغ میں نقص واقع نہ ہو اور وہ لوگ حسب پیغام دہی ان کی تعمیل کریں۔ اس عبارت سے یہی صاف طور پر ظاہر ہے کہ رسُولوں کو اپنی بے عیبی و برأت مبلغ الیہم و امت کو جتلانی منظور ہوتی ہے اور یہ مضمون اسی تقدیر پر مفہوم ہو سکتا ہے جبکہ ذالك لیعلم انی لم اخنه کو مقولہ یوسفی ٹھہرایا جائے۔ زلیخا کا مقولہ ہونے کی صُورت میں زلیخا کو اپنی بے عیبی یوسف علیہ السلام کو جتلانی منظور ہوگی۔ جو غرض شیخ سے بعید ہونے کے علاوہ سوق آیۃ سے بھی نامناسب ہے۔ اس کے بعد حضرت شیخ کی عبارت اسی طرز پر واقعہ ہوئی ہے کہ ضرور ہی ناظرین کو اس امر کا یقین دلاتی ہے کہ ذالك لیعلم انی لم اخنه الخ زلیخا کا مقولہ ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ عند الشیخ آیۃ کریمہ ہذا یوسف علیہ السلام کا مقولہ ہے۔ وہ عبارت جس سے دھوکہ لگتا ہے یہ ہے: فما برأت نفسها بل قالت ان النفس لامارة بالسوء۔ بس اس سے

صاف ظاہر ہے کہ ان النفس الخ مقولہ زلیخا ہے۔ دُوسری عبارت کہ جو اس دھوکہ کی تائید کرتی یہ جُملہ ہے فاذا کانت المرٔة لم تخن یوسف فی غیبته الخ اس سے بھی بظاہر یہی پایا جاتا ہے کہ حضرت شیخ انی لم اخنه بالغیب کا معنیٰ اور مطلب بیان فرمارہے ہیں۔

اقول۔ بحول اللہ وقوته دراصل یہ بات نہیں ساری عبارت کو ملاحظہ کیجئے۔ فاذا کانت المرٔة لم تخن یوسف فی غیبته لما برأته واضافت المراودة الی نفسها الیعد۔ ان یوسف لم یخن العزیز فی اهله جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ لیعلم ان یوسف آیۃ کریمہ کا بیان ہے۔ اس میں یعلم کا فاعل بادشاہ ہے اور انی والی ضمیر منسوب متصل سے مراد یوسف علیہ السلام۔ پھر حضرت شیخ کی طرف کیسے منسوب کیا جاتا ہے کہ آپ ذالك لیعلم کو مقولہ زلیخا ٹھہراتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ پہلی عبارت فاذا کانت المرٔة لم تخن یوسف فی غیبته آیۃ کریمہ لیعلم کا بیان نہیں بلکہ وہ بیان ہے متفرع علیہ معنی نص کا۔ اس لئے اس کو بعنوان شرط ذکر کیا گیا ہے اور نص (لیعلم الخ) کو علت غائیہ ٹھہرایا گیا ہے۔ وهٰذا من محسنات البلاغة یعنے زلیخا جبکہ راست بیانی میں یوسفی خیانت کی مرتکب نہیں ہوئی اور بالتخصیص کہہ دیا کہ (انا راودته عن نفسه) میں نے ہی نہ یوسفؑ نے کیا جو کچھ کہ خیانت ورزی کے مقدمہ میں کیا جس کی علّت غائیہ یہ ہے یعنی تاکہ (لیعلم الخ) بادشاہ کو میری (یوسفی) عدم خیانت دربارہ عزیز کا علم بالغیب ہو۔ یعنی میری غیر حاضری و غیبوبت کی حالت میں اس کو یقین ہو جائے۔ حاضری کی صُورت میں شبہُ کا اندیشہ ہوتا ہے۔ یہاں تک عبارت شیخ کا مطلب بالکل صاف ہے اور صریح طور پر نتیجہ یعنی علم بادشاہ بعدم خیانت یوسفی کو مدلول و مراد نص (ذالك لیعلم انی لم اخنه بالغیب) ٹھہرایا گیا ہے۔ ناظرین کو دھوکہ صرف پہلی عبارت سے لگ گیا ہے جو متفرع علیہا ہے لیعلم کے لئے یعنی فاذا کانت المرٔة لم تخن یوسف فی غیبته) حالانکہ وہ بیان معنی نص کا نہیں بلکہ وہ اظہار ہے اس امر کا جو معنی منصوص کے لئے متفرع علیہ واصل ہے۔ یا یُوں کہیئے بحسب وجود ذہنی معلول ہے اور باعتبار وجود خارجی علت۔ اب دُوسرا مقام جس سے سخت دھوکہ ناظرین کو لگتا ہے یہ ہے۔ قال الشیخ رضؓ اوعلمت انه احق بهذا الوصف منها فی حقه فما برأت نفسها بل قالت ان النفس لامارة بالسُّوء) جبکہ ان النفس لامارة بالسوء کو زلیخا کا مقولہ ٹھہرایا گیا۔ تو پھر ممکن نہیں (ذالك لیعلم انی لم اخنه) مقولہ یوسفی ہو۔ حالانکہ اُوپر ثابت ہو چکا ہے کہ یہ مقولہ یوسفی ہے۔ درحقیقت یہاں پر بھی مطلب حضرت شیخ رضؓ کا یہ نہیں۔ غور کرنے سے اس مقام میں ایک ایسا قرینہ ظاہر ہو جاتا ہے جو ظاہری معنی سے قطعی طور پر صارف اور روکنے والا ہے کیونکہ جب پہلے قاعدہ کے مطابق ہونے کے علاوہ بالخصوص نتیجہ یعنی لیعلم کو نہ متفرع علیہ (فاذا کانت المرٔة الخ) کو معنی نص یقینی طور پر قرار دیا گیا ہے تو پھر ان النفس لامارة بالسوء

کومقولہ زلیخا کیسے مانا جاسکتا ہے یہ تو ممکن نہیں کہ ذالك ليعلم انی لم اخنه کوحسب قاعدہ مسطورہ بالا وتصریح شیخ بقولہٖ لیعلم ان یوسف لم یخن العزیز فی اھلہ مقولہ یوسفی ٹھہرانے کے بعد صرف ان النفس لامارة بالسوء کو زلیخا کا مقولہ ٹھہرائیں تو ضرور لامحالہ یہ امر واجب التسلیم ہوگا کہ عبارت مذکورہ فمابرّئت نفسھا بل قالت ان النفس لامارة بالسوء کا معنی یہ ہے فما برّئت نفسھا یعنی زلیخا نے مراودة کی نسبت اپنے نفس کی طرف کی ہے اور اپنے نفس کو بری ظاہر نہیں کیا۔ بل قالت کا مقولہ انا راودته عن نفسهٖ ہوگا۔ اور (ان النفس لامارة بالسوء) جملہ تعلیلیہ ہے یا (ان النفس لامارة بالسوء) عبارت ہے اسی (انا راودتهٗ عن نفسهٖ) سے بہرکیف یہ جملہ ان النفس لامارة بالسوء مندرجہ عبارت زلیخا و جملہ مندرجہ قول یوسفی نہیں اِسلئے الامارحم ربی کے بغیر مذکور ہے۔ اِسلئے کہ شان زلیخا سے الامارحم ربی اور ایسا ہی ان ربی غفور رحیم یعنی ذکر صفاتِ الٰہیہ بطرز پیغمبروں کے بمراحل بعید ہے۔ فاذا کانت المرٔة لم تخن یوسف فی غیبتہٖ لما برّتہٖ واضافت المراودة لنفسها لیعلم[1] ان یوسف لم یخن العزیز فی اھلہ وعلمت انہ احق بھذا الوصف منھا فی حقہ فمابرّئت نفسها بل قالت ان النفس لامارة بالسوء۔ اس عبارت میں کانت المرٔة لم تخن جملہ معطوفة علیہا اور علّت انہٗ حق الخ معطوفہ فعل شرط ہے اور فمابرأت نفسھا الخ جزا رشرطِ۔ حضرت شیخ رضؓ نے حضرت یُوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰة والسلام کے اثنا تقریر میں یہ شرطیہ بیان فرمایا ہے جس سے مقصود یہ ہے کہ زلیخا کا بیان چند امور پر حاوی ہے۔

۱۔ براءة یُوسف علیہ السلام اس میں زلیخا کے ساتھ ہاتھ کاٹنے والی عورتیں بھی شامل ہیں۔

۲۔ نتیجہ یعنے بادشاہ یا عزیز مصر کا یقین کرلینا یا زلیخا کا جتلا دینا کہ یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کے حق میں خیانت نہیں کی۔

۳۔ اظہار اس امر کا کہ میں نے چونکہ بحق عزیز شوہر خود خیانت ورزی کی ہے لہذا میرا حق نہیں کہ میں انی لم اخنه کہوں بلکہ یہ کہنا یوسف علیہ السلام کا حق ہے۔

اِس لئے زلیخا نے انا راودته عن نفسهٖ بولا یعنی میں نے ہی خیانت ورزی بحق عزیز کی ہے اور میرے ہی نفس امّارہ نے یہ بات کرائی وانہ لمن الصادقین شرطیہ مذکورہ بالا بیان ہے یہاں تک کا۔ اس کے بعد مقولہ یُوسفی بعد پیغام رسانی فرستادہ بادشاہ کے شروع ہوا۔ فتدبروا غتنم۔ اس تفسیر یوسفی سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تہمت واِفترا بھی خیانت ہے۔ والحمد للہ اولاً وآخرًا والصلوٰة والسلام منہ باطنًا علیہ ظاھرًا۔

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ بقلم خود

۳ر ذیقعدہ ۱۳۳۴ھ

---

[1] فتوحات کے دو نسخے ہیں ۱ لتعلم اور ۲ لیعلم۔ ۱۲ منہ

مکتوب نمبر ۲۵۲ برخوردار قائم علی حفظک اللہ تعالےٰ

بعد سلام و دُعا آنکہ تحریرات کو بعد ملاحظہ کرنے اور کرانے کے واپس بذریعہ ڈاک ارسال کرنا۔ والسلام۔ والدصاحب کو سلام پہنچانا۔ داعی بقلم خود۔ کل والی تحریر میں عبارت ذیل لکھ دیویں حضرت شیخ نے حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰة والسلام کی اثنار تقریر میں یہ شرطیہ بیان فرمایا ہے۔ ایک اور ضروری امر جس کی تعمیل تمہارے پر لازم ہے تحریر ثالث میں جبکہ حضرت شیخ کا مطلب بیان کیا گیا ہے اس مقام میں عبارت ذیل مسطورہ صفحہ دوم ضرور نقل کرنی۔

حضرت شیخ جلد چہارم فتوحات وصایا میں تصریح فرماتے ہیں کہ وما ابرئ نفسی ان النفس لامارة بالسوء الامارحم ربی ان ربی غفور رحیم یوسف علیہ السّلام کا مقولہ ہے۔ بمانصہ ھذا واذا اصرفت عنك معصیته فقل کما قال یوسف علیه السلام وما ابرئ نفسی ان النفس لامارة بالسوء الامارحم ربی ان ربی غفور رحیم انتہٰی بقدر الحاجة۔

اس تصریح سے معلوم ہوسکتا ہے کہ عبارت شیخ منقولہ بالا کا مطلب یہی ہے جیسا کہ لکھا گیا ہے۔ دوسری صُورت میں غایة مافی الباب بیان ہوگا بعض محتملات نص کا ولو بتکلّفٍ ۱۲

تکملہ

اور اگر تسلیم کیا جائے کہ حضرت شیخؓ کا مطلب جملہ شرطیہ (فاذا کانت المرٔة لم تخن لیوسف الخ سے بیان ہے قول زلیخا کا چنانچہ نسخہ (لتعلم) اس کا موید ہے۔ گو دُوسرا نسخہ (لیعلم) بھی منافی نہیں تو غایة مافی الباب حضرت شیخ بھی منجملہ قائلین بقول ثانی ٹھہریں گے اور از رُوئے نظر بوسعت کلامِ الٰہی مضمون ہٰذا کو ہم بھی مدلول ومفہوم اور ایک محتمل من المحتملات مان سکتے ہیں مگر بلحاظ خصوصیت مضمون والفاظ موحدانہ وتفسیر افقہ الناس عبداللہ ابن عباسؓ غالباً مراد النص اسی کو مانا جائے گا کہ ذالك لیعلم انی لم اخنه بالغیب الخ قول ہے یوسف علیہ السلام کا۔ لہٰذا ابن جریر وابن ابی حاتم نے بغیر اس کے کوئی اور قول ذکر نہیں کیا۔ قال ابن جریر حدثنا ابوکریب حدثنا وکیع عن اسرائیل عن سماك عن عکرمة عن ابن عباس قال لما جمع الملك النسوة فسالھن ھل راودتن یوسف عن نفسه قلن حاش للہ ما علمنا علیه من سوءٍ قالت امرٔة العزیز الآن حصحص الحق الآیة قال یوسف ذٰلك لیعلم انی لم اخنه بالغیب الخ جن لوگوں نے اس قول کو مقولہ زلیخا ٹھہرایا ہے انہوں نے صرف اتصال کلام کو ملحوظ رکھ کر ٹھہرایا ہے اور استبعاد ہذا کا دفعیہ پہلے نظیر قرآنی (قال الملاء سے تا فماذا تأمرون کے ساتھ کرچکا ہوں۔ والسلام۔

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ بقلم خود ۶ر ذیقعد

مژدہ

واضح رہے کہ مولوی محمد حبیب اللہ صاحب ساکن امرتسر نے حضور میں ایک عریضہ لکھا ہے جس میں آٹھ سوالات کے جوابات طلب کئے ہیں۔ وہ اعتراضات فی الواقع مرزا غلام احمد قادیانی کے ایک معتقد مرزا ابو العطاء حکیم خدا بخش قادیانی نے اپنی کتاب "عسل مصفٰی" میں حیات مسیح اور رجوع موتٰی پر کئے ہیں۔

مولوی صاحب مذکور لکھتے ہیں کہ میں نے امرتسر کے چند ایک علماء مثلاً مُحمد داوّد بن عبدالجبار مرحوم غزنوی، خیر شاہ صاحب حنفی نقشبندی، ابوالوفاء ثناء اللہ وغیرہ سے ان اعتراضات کے جوابات کے متعلق استفسار کیا۔ مگر افسوس کہ کسی نے تسلی بخش جوابات نہ دیئے۔ لہٰذا اب حضُور میں ارسال ہیں کہ آپ بخیال ثواب دارین اُن کا جواب تحریر فرما کر فرقہ مرزائیہ کے دامِ مکر سے اہلِ اسلام کو خلاصی دیں گے۔

نیز مولوی صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ میری خود یہ حالت تھی کہ عسل مصفٰی کو پہلی بار پڑھنے سے دل میں طرح طرح کے شکوک اُٹھے اور وفات مسیح پر پُورا یقین ہوگیا۔ مگر الحمدللہ کہ آپ کی سیفِ چشتیائی اور شمسُ الہدایت نے میرے متذبذب دل پر تسلی بخش اثر ٹپکایا۔ اور نیز چند ایک مرزائیوں نے اسے پڑھا۔ چنانچہ حکیم الٰہی بخش صاحب مرحوم مع لڑکے اپنے کے آخر مرزائیت سے توبہ کر گئے اور اسلام پر ہی فوت ہُوئے۔

لہٰذا حضور اقدس نے بوجہ افادہ خلق اللہ کمال مہربانی سے باوجُود اپنی عدیم الفرصتی کے اُن آٹھ سوالات کے جوابات صرف قرآن کریم سے اس پیرایہ میں تحریر فرمائے ہیں کہ "بآبِ زر باید نوشت" واللہ اگر دُنیا بھر کوئی پھرتا تو ایسے جوابات پیدا نہ کر سکتا۔ علاوہ متضمن ہونے حقائق ومعارف کے نظائر وامثال سے سلیس عبارت اُردو میں ایسے مشرح ہیں کہ ہر ایک شخص فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔

چونکہ سیف چشتیائی ایک ضخیم کتاب ہے جس کا مطالعہ ہر ایک انسان کے لئے متعسر ہے لہٰذا صرف آٹھ جوابات معہ سوالات طبع کرا کر ہدیہ ناظرین ہیں تاکہ سب کو فائدہ ہو۔

(حلقہ بگوش فقیر احمد پشاوری)

نقل عریضہ مولوی صاحب مذکور — از امرتسر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

جناب حضرتنا شیخنا سیدنا ومولانا زبدۃ المحققین ورئیس العارفین بعد سلام علیکم کے عاجز یُوں

گذارش کرتا ہے کہ فرقہ باطلہ مرزائیہ کی تائیدی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے ایک معتقد مرزا ابوالعطاءؔ حکیم خدا بخش قادیانی نے ایک ضخیم کتاب "عسل مصفٰی" لکھی ہے۔ اس کتاب میں مرزا موصوف نے اپنے زعم میں وفات مسیح کو جہاں تک ہوسکا ثابت کیا۔ مرزا صاحب قادیانی نے تو ازالۂ اوہام مطبع ریاض ہند امرتسر ۱۳۰۸ھ کے صفحہ ۵۹۱ سے تا ۶۲۷ میں ۳۰ آیاتِ قرآنی سے وفات مسیح کا استدلال پکڑا۔ مگر حکیم صاحب اپنے پیر سے بھی بڑھ نکلے۔ یعنی انہوں نے ساٹھ آیات قرآنی سے وفاتِ مسیح کا استدلال پکڑا۔ مثل مشہور ہے: "گرو جنہاں دے جاندے ٹپ۔ چیلے جان شڑپ"۔ راقم الحروف کی اکثر اوقات امرتسر کے مرزائیوں کے ساتھ گفتگو ہوتی رہتی ہے۔ آپ کی کتاب سیف چشتیائی نے مجھے بڑا فائدہ دیا اور چند ایک مرزائیوں نے اسے پڑھا۔ چنانچہ حکیم الٰہی بخش صاحب مرحوم معہ اپنے لڑکے کے مرزائیت سے توبہ کر گئے اور اسلام پر ہی فوت ہوئے اور باقی مرزائیوں کے دل ویسے ہی سخت رہے۔ سچ ہے کہ ؎

خاک سمجھائے کوئی عشق کے دیوانے کو — زندگی اپنی سمجھتا ہے جو مر جانے کو

میری خود یہ حالت تھی کہ عسل مصفٰی کو پہلی بار پڑھنے سے دل میں طرح طرح کے شکوک اُٹھے اور وفات مسیح پر پورا یقین ہوگیا۔ مگر الحمدللہ کہ آپ کی سیف چشتیائی اور شمس الہدایت نے میرے متذبذب دل پر تسلی بخش امرت ٹپکا۔ اُمید ہے کہ کئی برگشتہ آدمی اس سے ایمان میں تر و تازگی حاصل کریں گے۔ عرصہ ایک سال سے عاجز نے کمر بستہ ہو کر یہ ارادہ کر لیا ہے کہ ایک ضخیم کتاب بنا کر "عسل مصفٰی" کی تردید بخوبی کی جائے اور اس کی تمام چالاکیوں کی قلعی کھولی جاوے۔ چنانچہ راقم الحروف "عسل مصفٰی" کے رد میں ایک کتاب "صاعقہ رحمانی بر نخلِ قادیانی" لکھ رہا ہے اور اس کے پانچ باب ترتیب وار باندھے ہیں۔ (۱) حیات مسیح ۱۵ فصلوں پر (۲) حقیقت المسیح ۱۵ فصلوں پر (۳) حقیقت النبوت ۱۵ فصلوں پر (۴) حقیقت المہدی ۱۲ فصلوں پر (۵) حقیقت الدجال ۸ فصلوں پر۔

مصنف "عسل مصفٰی" نے چند ایک اعتراضات مسیح اور رجوع موتٰی پر کئے ہیں۔ عاجز ذیل میں وہ اعتراضات تحریر کر دیتا ہے اور آپ سے ان کے جوابات کا خواستگار ہے۔ مَیں نے امرتسر کے چند ایک عالموں مثلاً محمد داوّد بن عبدالجبار مرحوم غزنوی، خیر شاہ صاحب حنفی نقشبندی، ابوالوفاء ثناء اللہ وغیرہ سے ان اعتراضوں کے جواب پوچھے مگر افسوس کہ کسی نے بھی جواب تسلی بخش نہیں دیئے۔ اب اُمید ہے کہ آپ بخیال ثواب دارین ان اعتراضوں کے جواب تحریر فرما کر فرقہ مرزائیہ کے دامِ مکر سے اہلِ اسلام کو خلاصی دیں گے۔

اوّل (۱) صحیح بخاری مطبع احمدی جلد ۱ ص ۴۸۱ میں ہے: عن ابن عمر قال قال النبي صلی اللہ علیہ وسلم رایت عیسیٰؑ وموسیٰؑ وابراھیمؑ فاما عیسیٰؑ فاحمر جعد

عریض الصدر الخ (۲) پھر اسی بُخاری میں ہے : حدثنا احمد قال سمعت ابراھیمؑ عن ابیہ قال لا واللہ ما قال النبیؐ بعیسٰیؑ احمر ولکن قال بینما انا نائم اطوف بالکعبۃ فاذا رجل آدم سبط الشعر یھادیٰ بین رجلین ینطف رأسہ ماء یھراق الخ

پہلی حدیث میں عیسیٰ مسیحؑ بن مریم ناصری کا حُلیہ سُرخ رنگ ، بال گھونگر دار ، سینہ چوڑا تھا ۔ اور دُوسری حدیث میں مسیح موعود کا حُلیہ گندم گوں رنگ ، بال کندھوں پر لٹکے ہُوئے اور سر کے بالوں سے پانی ٹپکتا ہوا ہے ۔ پس اس سے ثابت ہے کہ مسیح ناصری اور ہے اور آنے والے مسیح جس نے دجال کو مارنا ہے اور ہے ۔

دُوسری حدیث میں یہ بھی ہے ۔ قال ثم اذا برجل جعدٍ قطط اعور العین الیمنی کان عینہ عنبۃ طافیۃ کاشبہ من رایت من الناس با بن قطن واضعا یدیہ علی منکبی رجلین یطوف بالبیت الخ ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کو بھی کعبہ کا طواف کرتے دیکھا ۔ مگر دُوسری صحیح حدیثوں سے صاف عیاں ہے کہ دجال پر مکہ و مدینہ حرام کئے گئے ہیں ۔ پھر مسیح دجال کا طواف کرنا کیا معنے رکھتا ہے ۔

دوم : صحیح بخاری میں ہی ہے : عن ابن عباسؓ قال قال رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحشرون حفاۃ عراۃ غرلا ثم قرأ کما بدأنا اوّل خلق نعیدہ وعدًا علینا انا کنا فاعلین فاول من یکسی ابراھیم ۔ ثم یوخذ برجال من اصحابی ذات الیمین وذات الشمال فاقول اصحابی فیقال انھم لم یزالوا مرتدین علی اعقابھم مذ فارقتھم فاقول کما قال العبد الصالح عیسٰی بن مریم وکنت علیھم شھیدًا ما دمت فیھم فلما توفیتنی الخ جز ، سُورۃ مائدہ میں ذکر ہے کہ مسیح پر سوال ہونے پر مسیح جواب دیں گے کہ سبحانک ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک انک انت علام الغیوب ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ ان اعبدوا اللہ ربی وربکم وکنت علیھم شھیدًا ما دمت فیھم فلما توفیتنی کنت انت ..... الخ قیامت کے دن رسُول اللہ یہ آیات اپنے اُوپر چسپاں کر کے فرمادیں گے اور اپنے بیان کو عیسٰی کی طرح بیان فرمادیں گے ۔ اب یہ بھی ظاہر ہے کہ آپ فوت ہو چکے ہیں ۔ پس آپ یہی کہیں گے کہ جب تو نے مجھے وفات دی ۔ اور کما قال العبد الصالح صاف ظاہر کرتا ہے کہ مسیح بھی یہی کہیں گے ۔ ”جب تُو نے وفات دی“ ۔

اب سے معنی وفات کے لے کر یہ کہا جائے کہ اس سے مراد وہ موت ہے جو مسیح کو زمین پر آنے کے ۴۵ سال بعد آئے گی ۔ تو اس پر یہ اعتراض لازم آئے گا کہ مسیح کے پیرو مسیحی ابھی گمراہ نہیں ہُوئے بلکہ مسیح کی وفات کے بعد ہوں گے اور اس جا آئندہ وفات مراد لینا اِس وجہ سے بھی غلط ہے کہ خُدا تو

مسیح کے اس زمانے کی نسبت سوال کر رہا ہے جبکہ مسیح کو بنی اسرائیل کی طرف بھیجا نہ کہ آئندہ زمانہ کی نسبت اور پھر مسیح اِتنا زمانہ چھوڑ کر آئندہ موت کی بابت کس طرح گفتگو کرتے اور پھر تفسیر مثلاً کمالین وحسینی وغیرہ میں فلما توفیتنی کے معنی رفع الی السماء نہ ہوتا ۔

اور گذشتہ زمانے میں یہ کہنے پر کہ ”جب تُو نے مجھے آسمان پر اُٹھا لیا“ ۔ یہ اعتراض آتا ہے کہ آنحضرت پھر کما قال العبد الصالح فرما کر قیامت کو یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ”جب تُو نے مجھے فوت کر لیا“ ۔ ورنہ یُوں کہنا چاہیئے ۔ ”جب تُو نے مجھے آسمان پر اُٹھا لیا“ ۔ اور یہ غلط ہے ۔ جس حالت میں کہ مسیح کی طرح ہی آنحضرت فرمادیں گے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مسیح کی بابت تو آسمان پر اُٹھایا جانا معنی کریں اور آنحضرت کی بابت فوت ہو جانے کے معنے کریں ۔ کیونکہ اس سے تو مماثلت درست نہیں رہتی ۔

سوم : صحیح بخاری میں کتاب التفسیر میں ہے ۔ ”قال ابن عباسؓ متوفیک ممیتک“ بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ ابن عباسؓ ایسے معنے کرنے میں آیت یا عیسٰی انی ..... الخ میں تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں اُس پر یہ اعتراض آتے ہیں ۔

۱ ۔ صحیح بخاری سے یہ ثابت نہیں کہ ابن عباسؓ تقدیم و تاخیر کے قائل ہیں ۔ کیونکہ کتابُ التفسیر میں صرف متوفیک کے معنے ممیتک لکھے ہیں ۔

۲ ۔ اگر رافعک کے بعد متوفیک کو رکھیں تو لازم آوے گا کہ مسیح کا رفع تو ہو گیا ہے ۔ ومطھرک وجاعل الذین الخ کا وعدہ ابھی پورا نہیں ہوا بلکہ بعد وفات کے ہوگا اور یہ غلط ہے ۔

۳ ۔ اگر متوفیک مطہرک کے بعد رکھئے تو لازم آوے گا کہ رفع و مطہر ہونے کے وعدے تو پورے ہو گئے ہیں مگر مسلمان کافروں پر غالب نہیں ہیں بلکہ موت کے بعد ہوں حالانکہ یہ غلط ہے ۔

۴ ۔ اگر متوفیک کو سب کے آخر رکھیں تو لازم آوے گا کہ قیامت کے دن جب کہ اور لوگ زندہ ہو کر اُٹھیں گے ، مسیح فوت ہو جائیں گے ۔ کیونکہ چوتھا وعدہ یہ ہے کہ قیامت تک تیرے پیروؤں کو کافروں پر غالب رکھوں گا ۔

۵ ۔ یہ چار وعدے ترتیب وار ہیں اگر واؤ ترتیب کے لئے نہیں ہے بلکہ قیامت کے پہلے پہلے یہ سب وعدے پُورے ہو جانے چاہئیں تو الیٰ یوم القیٰمۃ کی ضرورت نہ تھی اور اس کی نظیر میں کوئی اور آیت بھی پیش کرنی چاہیئے ۔

چھارم : بعض مفسرین نے آیت وان من اھل الکتاب الخ کے معنے یہ کئے ہیں کہ مسیح موعود کے وقت میں جتنے اہل کتاب ہوں گے وہ سب مسیح کی موت کے پہلے پہلے اس پر ایمان لائیں گے ۔ اس پر ”عسل مصفٰی“ کے یہ اعتراض ہیں کہ :

۱ ۔ آیت وجاعل الذین ..... الخ سے صاف عیاں ہے کہ کافر قیامت تک رہیں گے

پھر مسیح کے وقت کس طرح سب مومن ہو جاویں گے۔

۲۔ یہ معنے مفسرین کے اس آیت کے مخالف ہیں جہاں ارشاد ہے کہ ہم نے یہود اور نصاریٰ کے درمیان تا قیامت بغض ڈالا ہے۔

۳۔ اور اس آیت کے بھی مخالف ہے کہ جہاں ہے کہ اگر خُدا چاہتا تو تمام لوگوں کو ایک ہی اُمّت پیدا کر دیتا، مگر یہ سنت اللہ کے برخلاف ہے۔

۴۔ یہ کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں تمام اہلِ کتاب مُسلمان نہیں ہُوئے تو پھر مسیح کے زمانے کو کیا خصُوصیت ہے۔

۵۔ دجال یہودی ہوگا اور اس کے ساتھ ۷۰ ہزار یہود ہوں گے۔ باوجُود اہل کتاب ہونے کے پھر وہ کیسے ایمان لانے کے بغیر مر جائیں گے۔

پنجم : عسل مصفےٰ والے مسیح کے معجزات احیائے موتیٰ۔ ابراہیمؑ کے رب ارنی کیف تحی الموتیٰ...... الخ عزیرؑ کے ۱۰۰ سال کے بعد زندہ ہو جانے۔ بنی اسرائیل کے ۷۰ سرداروں کے زندہ ہو جانے سے صاف انکار کیا ہے اور اسی کی باطل تاویلیں کی ہیں اور عدم رجوع موتےٰ پر یہ آیاتِ قرآنی پیش کئے ہیں۔

۱۔ وحرام علی قریة اهلکنٰها انهم لا یرجعون۔ (جز ۱۷، رکوع ۷)

۲۔ الم یروا کم اهلکنا قبلهم من القرون انهم الیهم لا یرجعون۔ (جز ۲۳، رکوع ۱)

۳۔ حتی اذا جاء احدهم الموت قال رب ارجعون لعلی اعمل صالحا فیما ترکت کلا انها کلمة هو قائلها ومن ورائهم برزخ الیٰ یوم یبعثون۔ (جز ۱۸، رکوع ۶)

۴۔ الله یتوفی الانفس حین موتها والتی لم تمت فی منامها فیمسك التی قضیٰ علیها الموت ویرسل الاخریٰ الی اجل مسمًی...... الخ (جز ۲۴، رکوع ۲)

۵۔ ثم انکم بعد ذٰلك لمیتون ثم انکم یوم القیٰمة تبعثون۔ (جز ۱۸، رکوع ۱)

ششم : جز ۳، سُورۃ البقر میں جہاں ابراہیمؑ کا ذکر ہے فرمایا کہ رب ارنی کیف الخ اس پر مرزائی کہتے ہیں کہ مفسرین نے قیمہ کرنا، کوٹنا کس کے معنے کئے ہیں۔ گو فصرهن کے معنے کوٹنا بھی ہیں مگر یہاں "الیك" ایسے معنوں سے روکتا ہے کہ اگر کوٹنا، ٹکڑے ٹکڑے کرنا معنے ہوتے تو صرف فصرهن کافی تھا نہ کہ فصرهن الیك۔ اور جز صرف ٹکڑوں کو ہی نہیں کہتے بلکہ ثابت جسم کو بھی کہہ سکتے ہیں۔ جیسے ۱۶ آدمیوں کا جز ۴ آدمی ۲ آدمی و ۸ آدمی و ایک آدمی بھی ہو سکتا ہے۔ پس اِسی طرح ابراہیمؑ نے چار جانوروں میں سے ایک ایک جانور پہاڑ پر رکھا اور پھر آواز دے کر ان کو اپنے پاس بُلا لیا۔

ھفتم : جس حالت کو قرآن مجید کی بیس سے زیادہ آیتوں میں متوفیٰ کے معنے موت کے آئے

ہیں تو پھر یہاں مسیح کو کیا خصُوصیت ہے۔ اگر پورا لینے کے معنی لیں تو پھر بھی یہ ایک معما باقی رہتا ہے کہ (۱) کیا عمر کو پورا کرنا (۲) کیا جسم و رُوح کو پورا کر لینا (۳) یا کوئی اور معنی اور اگر جسم مع الروح پورا لینا مراد ہے تو باقی آیات میں جہاں توفی وغیرہ ہے تو کیا یہ معنے بنیں گے کہ خُدا یا فرشتے لوگوں کو جسم مع الروح اُٹھا لیتے ہیں۔ بعض مفسرین نے قبض کرنا کے معنے لئے ہیں اور قبض ہمیشہ رُوح کا ہوا کرتا ہے۔

ھشتم : جبکہ خدا تعالیٰ فاعل ہو اور کوئی ذی رُوح مفعول تو متوفی کے معنی ہمیشہ قبض رُوح کے ہوا کرتے ہیں اور اگر مرزائیوں کے آگے آیات "توفی کل نفس"، "ابراهیم الذی وفا" وغیرہ پیش کی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ تو باب تفعل سے نہیں ہیں گو اس کا ماخذ وفا ہی ہے۔

یہ آٹھ سوال گویا تمام "عسل مصفےٰ" کے اعتراضوں کا خلاصہ ہے۔ ان کا جواب دینا گویا مشن مرزائیہ کے سر پہ آسمانی بجلی گرانا ہے۔ اُمید ہے کہ آپ ان کے جوابات تسلی بخش تحریر فرمادیں گے۔

خادم الاسلام محمد حبیب اللہ کٹڑہ مہاں سنگھ
کوچہ ناظر قطب الدین، پاس مسجد غزنویاں۔ امرتسر

مکتوب نمبر ۳۵۲ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ وآلہٖ وصحبہٖ

جواب سوال نمبر ۱ : احمر اور آدم سے مراد ایک ہی شخص ہے کیونکہ درصُورت تغائر دُوسری حدیث کا جُملہ (لا واللہ ما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعیسی احمر ولکن قال بینما انا نائم اطوف بالکعبة فاذا رجل ادم الخ) بے محل اور غیر مربوط ثابت ہوتا ہے۔ اگر احمر و آدم دو شخص ہوتے تو ایک شخص کا رنگ سُرخ اور دُوسرے کا گندم گوں ہونا ناممکن اور غیر واقعی نہیں مانا جا سکتا تو پھر حلفی نفی کا کیا معنےٰ۔ اس قدر تشدد اور تاکید بالحلف اس صُورت میں شایاں ہے کہ ایک ہی شخص کی نسبت حُلیہ بیان کیا جاتا ہے اور اُسی شخص کو ایک راوی احمر بتاتا ہے اور دوسرا آدم روایت کرتا ہے اور راوی ثانی کو اجتماع بین الحلیتین فی شخص واحد غیر واقعی نظر آتا ہو یا صرف روایت باللفظ اس کا مقصود ہو۔ دراصل بات یہ ہے کہ مسیح ناصری وہی مسیح موعود ہے اور فی الواقع دونوں حدیثیں صحیح مانی جا سکتی ہیں۔ راوی ثانی کا مطلب اور مطمح نظر صرف روایت اللفظ ہے۔ نفیاً و اثباتاً مسیح علےٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی رنگت میں چونکہ سُرخی و سپیدی ملی ہوئی تھی کما فی ابی داؤد وغیرہ (فاذا رایتموہ فاعرفوہ فانه رجل مربوع الی الحمرة والبیاض الخ) ایسی رنگت والے کو اگر سُرخ کہا جائے تو بھی اور اگر گندم گوں بنایا جائے تو بھی بجا ہے۔

رہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مسیح اور دجال دونوں کو بیت اللہ کا طواف کرتے ہُوئے دیکھنا

سومعلوم ہوکہ خیال منفصل اور عالم رویا میں عالم شہادت کے محالات ممکنات دکھائی دیتے ہیں ایسا ہی مجردات مجسم ہوکر۔ چنانچہ حق سبحانہٗ وتعالےٰ کا بروز حشر ایک صُورت میں جلوہ گر ہونا جس کا مومنین انکار کریں گے۔ پھر دُوسری صُورت میں متجلی ہونے پر اقرار۔ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا (علم) کو درصورت لبن مشاہدہ فرمانا اور نیز واضح رہے کہ ہر ایک شخص اپنے خیالات اور اعتقادات و اعمال میں مرکز استعداد ذاتی اپنے کے اردگرد گھومتا رہتا ہے۔ یعنی ان اسماء الٰہیہ کے دائرہ سے باہر نہیں جاسکتا۔ کہ جن اسماء کے لئے اس کا عین ثابت فیض اقدس میں بغیر تخلّل جعل مظہر قرار دیا گیا ہے صدیق عین ثابت (ھادی) اور ابوجہل کا عین ثابت (مضل) کے احاطہ سے باہر نہیں جاسکتا۔ ایسا ہی عیسٰی علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا عین ثابت اور دجال کا بھی۔ حدیث کا مطلب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشاہدہ فرمایا کہ عیسٰی ابن مریمؑ اور دجال دونوں اپنے اپنے بیت اللہ اسمائی کا طواف کررہے ہیں۔ ایک یہدی من یشاء کے اظہار میں اور دُوسرا یضل من یشاء کے اسباب میں سرگرم اور کمربستہ ہے۔ ہادی اور مضل کا موصوف چونکہ ذات واحدہ ہے لہٰذا عام رویا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی بیت اللہ مشہود ہوا۔ یہ ہے مطلب مسیح اور دجال دونوں کے طواف کرنے کا۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

دُوسری حدیث جس میں دجال کی عدم رسائی بیت اللہ تک کا ذکر ہے وہ بھی صحیح وبجا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ حسب ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم دجال کو عالم شہادت میں بیت اللہ تک رسائی نہ ہوگی

جواب سوال نمبر ۲ و ۳ : توفّی کا معنے موت نہیں بلکہ موت ایک نوع ہے معنی توفی کے انواع میں سے۔ توفی کا معنی قبض کرلینا، اُٹھالینا، پورا کرلینا، سولانا، دیکھو لسان العرب، قاموس، صراح وغیرہا۔ سیف چشتیائی ملاحظہ ہو۔ پھر قبض کرلینا عام ہے۔ ایسا ہی اٹھالینا۔ اگر اس قبض ورفع کا متعلق نفوس وارواح ہوں اور فاعل اللہ تعالےٰ تو اس کے لئے دو صورتیں ہیں ایک موت دُوسری نیند۔ پس موت ونیند معنی توفی کے لئے جزئیات ومواد ٹھہرے۔ چنانچہ آیت ذیل سے صاف ظاہر ہے (اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا) یعنی قبض نفوسُ ارواح کی دو صُورتیں ہیں ایک موت دُوسری نیند اگر یتوفیٰ کا معنی موت دینا اور مارنے کا لیا جائے تو کلام الٰہی (معاذ اللہ) بالکل بے معنی ہوجاتا ہے۔ کیونکہ جب توفیٰ کے مفہوم میں موت ہے تو پھر (حین موتھا) لغو ٹھہرے گا۔ اور (والتی لم تمت) میں بوجہ عطف کے (الانفس) پر اجتماع ضدین (موت وعدم موت) کا سامنا آئے گا وہو باطل۔ آیت کا مطلب یہ ہوا کہ قبض نفوس گو دو صورتیں موت ونیند میں ہوتا ہے مگر درصُورت موت نفس مقبوضہ کو چھوڑا نہیں جاتا بخلاف حالت نیند کے کہ اس میں نفس مقبوضہ کو اجل مسمیٰ ومعیاد معین تک چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ساری آیت پڑھو (اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسك التی قضی علیھا الموت ویرسل الاخریٰ الیٰ اجل مسمیٰ) پس ثابت ہوا کہ توفیٰ کے معنے صرف

قبض ہے اور مقبوض شدہ شے خواہ نفوس وارواح ہوں اور پھر چھوڑے نہ جائیں۔ چنانچہ موت کی صُورت میں یا پھر چھوڑ دیئے جائیں چنانچہ بحالت نیند وبیداری، یا غیر نفوس ہوں۔ چنانچہ توفیت مالی وغیرہ محاورات عرب کمانی لسان العرب وغیرہ ایسا ہی (متوفیك) اور (فلما توفیتنی) خارج ہے موضوع لہ توفی سے کہ (المضاف اذا اخذ من حیث انہ مضاف یکون التقیید داخلاً والقید خارجا) قاعدہ مسلمہ ہے۔

فرض کیا کہ زید مرگیا اور عمرو سو رہا ہے اور دونوں کے متعلقین نے بعد مرجانے زید کے اور سو جانے عمرو کے ارتکاب جرائم اعتقادی وعملی کرنا شروع کیا۔ زید وعمرو دونوں سے سوال کرنے میں ایک ہی عبارت کا استعمال بحسب شہادت آیۃ مذکورہ بالا (اللہ یتوفی الانفس) کیا جاسکتا ہے مثلاً (أانتما قلتما ان یعتقدوا ویعملوا کذا وکذا) بجواب اس کے دونوں کہہ سکتے ہیں کہ (ما کان ان نقول لھم کذا اکذا الا ما امرتنا وکنا علیھم شھیدین مادمنا فیھم فلما توفیتنا کنت انت الرقیب علیھم وانت علیٰ کل شیئٍ شھید) یعنی برخلاف ارشاد الٰہی ان کو کہنا ہم کو شایاں نہیں تھا۔ ہم جب تک ان میں موجود تھے ان کو ہدایت کرتے رہے اور فرمان خُداوندی پہنچاتے رہے۔ پھر جب تُونے ہمارے ارواح کو قبض کرلیا اور اُٹھالیا پھر تو ان پر نگہبان تھا بشہادت آیۃ مسطورہ بالا وکتب لغت (لسان العرب، قاموس، صراح) توفیٰ کا معنی قبض ورفع کا ٹھہرا اور موت ونیند انواع واقسام ٹھہرے معنی قبض کے لئے اور مسلمہ قاعدہ ہے کہ استعمال کلی کا جزئی میں مجاز ہے نہ حقیقت۔ لہٰذا اہل لُغت نے موت کو معنی مجازی ٹھہرایا ہے توفی کے لئے سیف چشتیائی ملاحظہ ہو۔ ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح ابن مریم علیہما السلام بجواب سوال مذکور لفظ فلما توفیتنی استعمال فرماسکتے ہیں۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم بایں معنی پھر جب قبض کرلیا تُونے رُوح میرا اور مسیح علیٰ نبینا وعلیہ السلام پھر جب قبض کرلیا تُونے مجھ کو یعنی میرے جسم کو مع الرُوح پکڑ لیا اور اُٹھالیا۔ وجہ اس کی وہی ہے کہ توفی کا معنی مطلق قبض ورفع کا ہے اور شئی مقبوض ومرفوع اس کے معنے سے خارج ہے۔ جملہ توفی اللہ زیداً کو تینوں صُورتوں میں بول سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے زید کو مار دیا یعنی اس کی رُوح کو قبض کرنے کے بعد نہ چھوڑا یا اللہ تعالےٰ نے زید کو سلایا یعنی اس کی رُوح کو بعد القبض چھوڑ دیا یا اللہ تعالےٰ نے زید کو بالکلیۃ (جسم مع الرُوح) قبض کرلیا اور اُٹھالیا۔ تیسری صُورت محل نزاع ہے اور پہلی دو صورتیں آیۃ (اللہ یتوفی الانفس) سے صراحۃً ثابت ہیں بلکہ اس آیت میں یتوفی کے معنی میں غور کرنے پر یہ اشکال جاتا رہتا ہے کہ جسم مع الروح کا اُٹھالینا جملہ مذکورہ سے کیسے مراد ہوسکتا ہے۔ حالانکہ محاورہ قرآنیہ میں جس جگہ توفی کا فاعل اللہ تعالیٰ ہو وہاں معنے موت ہی مراد ہے۔ کیونکہ مطلق قبض ورفع توفی کا معنے ہے نہ خاص موت ہی۔

جو لفظ کہ معنی کلی (مطلق رفع وقبض) کے لئے موضوع بشہادت لُغت وقرآن کریم ہے اس لفظ

(توفی) کو ایک اس معنے کی جزی کے لئے موضوع سمجھ لینا مثلاً لفظ انسان کو خاص زید کے لئے موضوع قرار دے لینا سراسر جہالت ہے۔

سطحی فرقہ کو دھوکا لگنے کی وجہ علاوہ قلت مبلغ علمی کے یہ بھی ہے کہ معنے کلی توفی کے جزئیات و مواد میں سے موت والا مادہ فی الواقع بھی بہت ہے اور قرآن کریم میں بھی بکثرت وارد ہوا ہے۔ یہاں تک کہ اس کثرت کی وجہ سے عوام نے موت کو معنے حقیقی توفی کے لئے سمجھ رکھا ہے۔ مگر اہلِ تحقیق و اہلِ بصیرت کی نظر واقعات پر ہوتی ہے۔ یعنی وہ لوگ مثلاً دیکھتے ہیں کہ گو قرآن کریم ہی میں خلقت انسان نطفہ سے بتائی گئی ہے اور اس کے نظائر و جزئیات کے لئے اس قدر وسعت و فراخی ہے کہ شمار میں نہیں آسکتے۔ اور (انا خلقناه من نطفة) اور ایسا ہی (خلق من ماءٍ دافقٍ یخرج من بین الصلب والترائب) بھی کثرت مذکورہ پر شاہد ہیں مگر اس سے ہرگز ہرگز یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ لفظ خلق کا معنی یہی قرار دیا جائے کہ نطفہ سے پیدا کرنا بلکہ معنی خلق کا مطلق پیدا کرنا ہے خواہ نطفہ والدین[1] سے ہو چنانچہ کثیر الوقوع ہے یا صرف نطفہ والدہ[2] سے چنانچہ مسیح ابنِ مریم یا جسم[3] انسانی کے پہلو سے چنانچہ حوا علیہا السلام یا مٹی[4] سے چنانچہ آدم علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ لہٰذا توفی کا معنے صرف موت بشہادت کثرۃ نظائر قرآنیہ سمجھ لیا گیا ہے۔

یہاں پر بالطبع سوال ذیل پیدا ہوتا ہے کہ انا خلقناه من نطفة یا خلق من ماءٍ دافقٍ یخرج من بین الصلب والترائب کے عموم سے نصوص قرآنیہ مثلاً (خلقهٗ من تراب) اور (ان مثل عیسیٰ عند الله الخ) آدم و عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہما السلام کو استثناء کنندہ موجود ہیں۔ اور عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ السلام کو کون سی نص قرآنی کثیرۃ الوقوع جزئیات و مواد سے مستثنیٰ کرتی ہے۔ جواب :۔ وما قتلوه یقینا بل رفعه الله الیه نص قطعی ہے۔ عیسیٰ بن مریم علیٰ نبینا و علیہ السلام کے بتمامہ و زندہ اٹھایا جانے پر۔ سوال : بل رفعه الله الیه سے مراد رفع درجات و اعزاز ہے کما قال سُبحانہ و رفع بعضهم فوق بعض درجات نہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مسیح ابن مریم علیٰ نبینا و علیہ السلام کو زندہ اٹھالیا۔ جواب : بل رفعه الله الیه سے رفع درجات مراد لینا بالکل مخالف ہے سیاق کلام الٰہی کے۔ اس لئے کہ ماقبل میں قول یہود کا ذکر ہے کہ انا قتلنا المسیح عیسیٰ بن مریم رسُول الله۔ یعنی یہود کا یہ خیال تھا کہ ہم نے مسیح علیٰ نبینا و علیہ السلام کو بذریعہ صلیب مار ڈالا جس کی تردید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مسیح کا بذریعہ صلیب قتل کرنا یہ محض یہود کا غیر واقعی زعم ہے۔ انہوں نے مسیح علیٰ نبینا و علیہ السلام کو قتل نہیں کیا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو اُٹھالیا یعنی مسیح کو ان کے ہاتھ سے بچالیا۔ چنانچہ دوسری جگہ فرماتا ہے واذ کففت بنی اسرائیل عنك یعنی اے مسیح منجملہ ہمارے انعامات و احسانات کے جو تجھ پر ہم نے کئے ہیں اور جن کا ذکر ماقبل میں ہے مثلاً احیاء موتےٰ و ابراء اکمہ و تائید بروح

القدس) ایک یہ بھی احسان ہے کہ ہم نے تم کو یہود کے ہاتھ سے بچالیا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ تردید اسی صورت میں تردید ماقبل یعنی قول یہود کی ہو سکتی ہے کہ رفع اللہ الیہ سے رفع جسمانی لیا جائے یعنی اللہ تعالیٰ نے مسیح کے جسم کو اُٹھالیا اور یہود کے پنجہ سے بچالیا کما قال واذ کففت بنی اسرائیل عنك اور نیز در صُورت رفع درجات و اعزاز کلمہ بل کے ماقبل اور مابعد یعنی قتل و رفع میں علاوہ مخالفت سیاق کلام کے تضاد بھی نہیں پایا جاتا جو کہ قصر قلب کا مفاد ہوتا ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔ ما اهنت زیدا بل اکرمتهٗ میں نے زید کی اہانت نہیں کی بلکہ اس پر اکرام کیا ہے اور اس کو عزت بخشی ہے۔ اہانت اور اکرام میں تضاد ہے دونوں جمع نہیں ہو سکتے۔

ایسا ہی قتل اور رفع کا بھی اجتماع نہ چاہیئے۔ قتل جسمی اور رفع جسمی میں تو بے شک تضاد اور عدم اجتماع ہے اور قتل جسمی اور رفع درجات میں تضاد نہیں۔ کیونکہ جو شخص بے گناہ مقتول و شہید ہو اس کے لئے رفع درجات بھی ہوتا ہے لہٰذا رفعه الله الیه سے رفع جسمی مُراد ہے نہ رفع درجات۔ سوال : قتل صلیبی چونکہ حسب تصریح توراۃ موجب لعن و ملعونیت ہے لہٰذا ذکر ملزوم و ارادہ لازم کے طریق پر گویا کلام مذکور بمنزلہ وما کان ملعونا بل رفعه الله الیه کے ٹھہرا اور ملعونیت اور رفع درجات روحی کے مابین تضاد ہے۔ دونوں باہم جمع نہیں ہو سکتے۔ جواب : مقتول صلیبی کا مستوجب لعن ہونا اُسی صُورت میں ہے جبکہ مقتول مرتکب جرم ہو۔ ورنہ در صُورت غیر مجرم ہونے کے مستحق اعزاز و اکرام ہوتا ہے۔ دیکھو توراۃ کتاب استثنا آیۃ ۲۲ اور ۲۳ میں اس امر کی تصریح کر دی گئی ہے جس کو ہم سیف چشتیائی میں توراۃ سے بعبارتہ نقل کر چکے ہیں اس وقت قلم برداشتہ میں لکھ رہا ہوں کوئی کتاب سامنے نہیں۔ آیۃ بل رفعه اللہ الیہ میں تحقق ہے اس وعدہ کا جو آیۃ انی متوفیك ورافعك الی الخ میں دیا گیا تھا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آیۃ (بل رفعه الله الیه) نص قطعی ہے رفع جسمی و حیات مسیح پر اور تحقق ہے اس وعدہ کے لئے جو کہ (متوفیک) و (رافعک) دونوں سے کیا گیا ہے۔ اور (فلما توفیتنی) میں وہی مطلق رفع مراد ہے یعنی در جواب سوال خُداوندی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و مسیح علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام دونوں اسی (توفیتنی) کو استعمال فرمائیں گے چنانچہ اُوپر لکھ چکا ہوں۔ پس ثابت ہوا کہ (انی متوفیك) اور (فلما توفیتنی) اور (بل رفعه الله الیه) میں رفع جسم والروح مراد ہے۔ واضح ہو کہ ابن عباس و بُخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مذہب حیات مسیح کا ہے۔ چنانچہ مرویات ابن عباس مندرجہ تفسیر درمنثور و کتب احادیث اور تراجم بخاری سے ظاہر ہے۔

اور حدیث بر ثملا و صی عیسیٰ ابن مریم سے بھی کل صحابہ علیہم الرضوان کا اجماعی عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔ سیف چشتیائی ملاحظہ ہو۔ لہٰذا قول ابن عباس متوفیک ممیتک مندرجہ بُخاری سے

یہ ثابت نہیں ہوسکتا کہ ان کا مذہب برخلاف عقیدہ اجماعی کے ہو۔ ممکن ہے کہ متوفیک کا معنے ممیتک امتحاناً فرما دیا ہو۔ چنانچہ آپ (ابن عباسؓ) مباحثات یومیہ میں جو فیما بین صحابہ آیات قرآنیہ کے متعلق ہوا کرتے تھے اثنائے تقریر میں مسح علی الرجلین کو مدلل طور پر امتحاناً پایہ ثبوت پہنچاتے تھے۔ حالانکہ مذہب ان کا غسل رجلین کا ہے اور نیز یہ روایت معارض ہے۔ دوسری روایات ابن عباسؓ سے جن کو درمنثور وغیرہ نے باسانید صحیحہ ذکر کیا ہے۔

جواب سوال نمبر۴: آیت (وان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته) مسیح موعود کے وقت جتنے اہل کتاب ہوں گے وہ سب مسیح کی موت کے پہلے اُن پر ایمان لاویں گے۔ مرزائیوں کے اس پر اعتراضات (۱) یہ معنے مخالف ہے آیۃ (وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الی یوم القیامة) سے کیونکہ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کافر قیامت تک رہیں گے۔ پھر مسیح کے وقت کس طرح سب مومن ہو جائیں گے۔

(۱) **الجواب:** قیامت تک غالب رہنے کا معنی مدت دراز تک تا قریب قیامت غالب رہنے کا ہے نہ یہ کہ شروع یوم حشر تک۔ عرصہ دراز سے قرآن کریم میں تعبیر نہ صرف (الی یوم القیمة) کے ساتھ کی گئی ہے بلکہ اس معنے کو (خالدین) کے ساتھ بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ دیکھو (خالدین فیها ما دامت السموات والارض الا ما شاء ربك) حالانکہ مدت دوام آسمان و زمین دنیویہ معدود اور متناہی ہے نہ بطریق خلود۔ اہل عرب کا محاورہ ہے کہتے ہیں (لا آتیك ما دامت السموات والارض وما اختلف اللیل والنهار) اور مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں جب تک زندہ ہوں تیرے پاس نہ آؤں گا۔ اس سے اگر کوئی یہ سمجھ لے کہ قائل لا آتیک تا مدت بقاء آسمان و زمین اور تا تعاقب لیل و نہار زندہ رہے گا تو یہ حماقت ہے۔ جس کا منشا بغیر از جہالت اور نہیں۔ اسی تقریر سے مطلب آیۃ (والقینا بینهم العداوة والبغضاء الی یوم القیامة) کا بھی معلوم ہوسکتا ہے۔ رہی آیت (ولو شاء لهدىكم اجمعين) سو اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تم سب کو راہ راست پر کر دیتا۔ مگر ایسا نہیں چاہا یعنی کسی کو کافر کسی کو مومن بنایا۔ اس سے یہ نہیں پایا جاتا اگر مثلاً خطہ عرب کے سارے موجودہ لوگ مشرف بالایمان بعد از کفر و شرک ہو جائیں چنانچہ ایسا ہوا ہے تو یہ امر آیت ولو شاء لهدىكم سے برخلاف ہوگا۔ ایسا ہی کسی شہر یا کسی ملک یا روئے زمین کے باشندے مختلف المذاہب اگر مسلمان ہو جائیں تو آیۃ مذکورہ کی مخالفت نہیں۔ ایسا ہی مسیح علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے وقت موجودہ لوگ جو قتل و ہلاکت سے بچ رہے ہوں سارے ہی مسلمان ہو جائیں تو ہو سکتا ہے۔

دجال مع ستر ہزار یہود اگر بغیر ایمان لانے کے مر جائیں تو اس سے اس کلیہ میں جو مدلول آیت (وان من اهل الکتاب الخ) کا ہے کوئی خلل نہیں آتا کیونکہ (لیؤمنن) قضیہ موجبہ ہے

اور صدق ایجاب وجود موضوع کا مقتضی ہوتا ہے۔ پس محکوم علیہا وہ افراد ہوں گے جو کہ قتل و ہلاکت سے بچ جائیں گے۔ مثلاً اگر کہا جائے عرب میں سب لوگ مسلمان رہیں گے یا ہوں گے تو اس کا یہ مطلب ہوگا کہ بعد جہاد و مقابلہ جو بچ رہیں گے وہ مسلمان ہی ہوں گے۔ (صدق الایجاب یقتضی وجود الموضوع) قضیہ مسلمہ ہے۔

یہ خیال کرنا کہ جب بعہد مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام اہل کتاب مسلمان نہیں ہوئے تو پھر مسیح کے زمانہ کو کیا خصوصیت ہے بالکل بے جا اور جہالت ہے۔

اگر کوئی کہے کہ اہل فارس و روم وغیرہ بعہد نبوی مشرف باسلام نہیں ہوئے تو بعہد خلیفہ اول یا ثانی یا ثالث یا رابع یا بعہد خلیفہ آخری (مہدی موعود) کیسے مسلمان ہو سکتے ہیں تو ایسے قائل کو جواباً یہی کہا جائے گا کہ خلفاء علیہم الرضوان کی کارروائی چونکہ تاسیس نبوی کی ترقی ہے اور بنیاد ڈالی ہوئی کی تعمیر ہے۔ لہذا بعینہٖ نبوی کارروائی کہلانے کا استحقاق رکھتی ہے بلکہ پیشین گوئی آیت (لیظهره علی الدین کله) والی آخری خلیفہ نبوی کے زمانہ میں بر وقت نزول مسیح متحقق ہوگی۔ چنانچہ وعدہ فتوح بلاد شام مندرجہ سفر توراۃ موسوی زمانہ میں ظہور میں نہیں آیا تھا بلکہ بعہد یوشع خلیفہ موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہما السلام متحقق ہوا۔ ایسا ہی وعدہ لیظهره علی الدین کله بعہد خلیفہ آخری بر وقت نزول عیسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام ظہور میں آئے گا۔ اور یہ سب کمال نبوی ہوگا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

جواب سوال نمبر۵: انکار معجزات مرزا اور مرزائیوں سے کوئی نئی بات نہیں فلاسفہ اور معتزلہ ان سے پہلے منکر چلے آئے ہیں اور اہل السنت اپنے تفاسیر و مؤلفات میں جا بجا مع ما لها وما علیها ان کا ذکر کرتے رہے ہیں۔ آیات خمسہ ذیل میں (۱) وحرام علی قریة اهلکنها انهم لا یرجعون (۲) الم یروا کم اهلکنا قبلهم من القرون انهم الیهم لا یرجعون (۳) حتی اذا جاء احدهم الموت الخ (۴) الله یتوفی الانفس الخ (۵) ثم انکم بعد ذلك لمیتون الخ بیان ہے اکثریہ کا اور انتفاء امر طبعی کا یعنی موتے بحسب الطبع رجوع کو نہیں چاہتے۔ کما قال (لا یرجعون) اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ اگر اللہ تعالیٰ موتے کو اس عالم میں دوبارہ لائے تو بھی ناممکن اور غیر واقع ہے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ خرق عادت ہوگا نہ بر وفق عادت اور قولہ تعالیٰ (ولن تجد لسنة الله تبدیلا) خرق اور وفق دونوں کو شامل ہے۔

جواب سوال نمبر۶: رب ارنی کیف تحیی الموتیٰ۔ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ وہ چار پرندے پہلے مار دیئے گئے تھے۔ بعد ازاں زندہ کیا جانے پر ابراہیم علیہ السلام کے پاس دوڑ کر پہنچے قیمہ کوٹنا وغیرہ وغیرہ ہو یا نہ ہو پہلے ان کی موت تو ضروری ٹھہرتی ہے تاکہ احیاء موتیٰ کا معنے متحقق ہو۔ بخلاف اس صورت کے کہ جب چاروں زندہ پہاڑوں پر چھوڑ دیئے گئے ہوں اور بعض کو اُن

میں سے بُلایا گیا ہو۔ کیونکہ اس صُورت میں احیاءِ موتیٰ والا معنیٰ جس کو ابراہیم علیہ السلام نے معائنہ کرنا چاہا تھا پایا نہیں جاتا۔ مفسرین علیہم الرضوان کا بیان (قیمہ کوٹنا وغیرہ) بیان تاریخی ہے نہ ترجمہ۔

جواب سوال نمبر ۷ : قرآن کریم میں بیسؔ کی جگہ اگر لاکھ جگہ متوفی کا معنی موت لیا گیا ہو تو بھی کلیہ اس سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ جواب سوال نمبر ۲ میں لکھا گیا ہے۔

(۸) آٹھویں سوال کا جواب بھی پہلے جواب سوال نمبر ۲ سے آپ معلوم کر سکتے ہیں۔

والسلام خیر ختام والحمد للہ اولاً و آخراً والصلوٰۃ والسلام منہ باطناً علیہ ظاہراً۔

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ عفی عنہ ربہٗ بقلم خود از گولڑہ

۱۸؍ ذوالحجہ ۱۳۳۴ھ

مکتوب نمبر ۲۵۴ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّهْهُ فِی الدِّیْنِ

ایضاح المراد لدفع الایراد

بجواب عنایت نامہ محبی مولوی عبداللہ صاحب سجادہ نشین گڑھی شریف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حامداً ومصلیاً ومشتکیاً ومتشبثاً

از مشتکی الی اللہ متشبث بذیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدعو بہ **مہر علی شاہ** عفی عنہ ربہ۔ بخدمت معظمی ومکرمی جناب مولوی عبداللہ جیو صاحب متع اللہ المسترشدین بطول حیٰوتہ۔

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ اما بعد صحیفۂ گرامی ومنیقۂ سامی مشتمل بر اظہار[1] ما ہو الحق و ازھاق ما ہو الباطل متفقد حال ایں بے پر و بال گردید۔

اشعار

ولما تجلت للعیون تزاحمت	علی حسنها للناظرین مطامع
تجمعت الابصار فیها وحُسنها	بدیع الانواع المحاسن جامع
اذا ما بدت عینا فکلی اعین	وان هی ناجتنی فکلی مسامع
فیا قلب شاهد حسنها وجمالها	ففیها لاسرار الکمال ودائع

---

[1] ونیز مشتمل بود بر خوشنودی از اندراج اسم جناب موصوف در۔ رد الرد وعدم رضا بر اخراج بعد الاندراج کما حرر (الحمد للہ وکفی باللہ شہیدًا) کہ غایت خوشنودی حاصل گردید۔ اما بعد از اندراج محو کردن وجہے ندارد۔ انتہیٰ بلفظہٖ ۱۲ م ح غ

وصاحب بموسی العزم خضر ولائها	ففیها الی ماء الحیات منافع
تقرّی بها یا نفس عینا فانها	تحدثنی والمولنون هواجع

دربارۃ (بل رفعہ اللہ الیہ) ہدایت شدہ بود کہ ابطال (انا قتلنا است نہ قتلوا انتہیٰ بجملہ) مخدو با در آیت کریمہ وَمَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ ابطال عکس ما یذکرہ المتکلم است اولاً کہ نقیض صریح او ست و ابطال (انا قتلنا) است۔ ثانیاً بوجہ اتحاد معنون۔ واو جمع۔ و نا ضمیرِ متکلم مع الخیر تشریح ایں را در رد الرد مطالعہ فرمائید کہ بہ مصطلحات اہل معانی تعلق دارد۔

ہدائیت ثانیہ

در آیت کریمہ اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ مرجع ضمیر غائب کفار است نہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام پس حاجت نیست بہ تکلف کہ قضیہ مطلقہ عامہ است نہ دائمہ انتہیٰ بلفظہ معظما منشاء ایں ہدایت نیز ذہول است از طرز استدلال خصم کہ مثبت وفات مسیح است بدلالت ایں نص نہ بعبارت او و محل استشہاد (انک میت) است فقط کہ عبارتاً دال است بر وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و دلالۃً[1] بر موت سائر انبیاء علیہم السلام۔ چنانچہ (انهم میتون) دال است بر موت کفار مکہ عبارۃً وغیر مکہ دلالۃً اگر گوئی پس آیت مذکورہ صریح چگونہ خواہد بود در وفات مسیح ابن مریم کما ذکر فی السوال۔ گویم علماء اصول تصریح نمودہ اند بآنکہ دلالت النص قطعیۃٌ یعرفها کل من کان من اہل اللسان وجلی بخلاف القیاس فانہ ظنی وخفیٌّ۔ ومراد از (انهم میتون) کہ بسر سطر ہژدہم واقع است ہماں مفہوم بحسب الدلالت است۔ نہ مذکور فی الآیۃ بحسب العبارۃ۔ فالجواب ھو الجواب لا کما زعم الجناب۔

ہدایت ثالثہ

جواب مرزا قادیانی کہ در آیت خاتم النبیین بانقطاع نبوت و رسالت دادہ اند خلاف از دلائل قطعیہ است جواب شافی کافی آنست کہ مفسرین دادہ اند مراد از خاتم النبیین قاطع حدوث و استقلال نبوت است صلی اللہ علیہ وسلم۔ انتہیٰ بلفظہ۔ مگر ما جواب بانقطاع نبوت و رسالت را کہ خلاف ماذکرہ المفسرین انگاشتہ اند البتہ از موجبات تعجب مینماید۔ مزید برآں او را مخالف از دلائل قطعیہ ہم فرمودہ اند مع آنکہ کلام مفسرین صراحۃً واحادیث صحیحہ عبارۃً شاہد اند بر انقطاع مذکور۔

قال[1] الامام احمد حدثنا عفان حدثنا عبد الواحد بن زیاد حدثنا المختار بن فلفل

---

[1] علی ما ھو المقرر فی علم الاصول من ان المعتبر وجود المناط سواء کان المسکوت اولیٰ او مساویًا۔ ۱۲ منہ

حدثنا انس بن مالك رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسُول الله صلی الله علیه وسلم انّ الرّسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدے ولا نبیّ۔ حدیث[۲] دیگر که امام احمد بروایت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اخراج نمودہ۔ عن النّبی صلی الله علیه وسلم قال مثلی فی النّبیّین کمثل رجل بنی دارا الیٰ فانا فی النبیین موضع تلك اللبنة۔ حدیث[۳] دیگر که ابوداؤد طیالسی بروایت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ آوردہ قال قال رسُول الله صلی الله علیه وسلم مثلی ومثل الانبیاء کمثل رجل نبی دارا۔ الیٰ ختم بی الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام۔ وبخاری ومسلم وترمذی نیز ایں را بطرق متعددہ ذکر نمودہ۔ حدیث[۴] دیگر که امام احمد بروایت ابوالطفیلؓ اخراج نمودہ یقول قال رسُول الله صلی الله علیه وسلم لا نبوّة بعدی الا المبشرات الخ وحدیث[۵] دیگر که امام احمد بروایت ابی ہریرہؓ آوردہ قال قال رسُول الله صلی الله علیه وسلم ان مثلی ومثل الانبیاء۔ الیٰ فکنت انا اللبنة۔ حدیث[۶] دیگر که او را مسلم وترمذی وابن ماجہ بطرق مختلفہ ذکر نمودہ۔ عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه ان رسُول الله صلی الله علیه وسلم قال فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجدًا وطهورا وارسلت الی الخلق کافة وختم بی النبیّون۔ وحدیث[۷] دیگر که امام احمد بروایت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اخراج فرمودہ قال قال رسُول الله صلی الله علیه وسلم مثلی ومثل الانبیاء الی فجئت انا فاتممت تلك اللبنة۔ حدیث[۸] دیگر که امام احمد بروایت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آوردہ۔ قال قال النبی صلی الله علیه وسلم انی عند الله لخاتم النّبیّین وان اٰدم لمنجدل فی طینه۔ حدیث[۹] دیگر که زهری بروایت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آوردہ قال سمعت رسُول الله صلی الله علیه وسلم یقول ان لی اسماء انا مُحمّد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو الله تعالیٰ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر النّاس علی قدمی وانا العاقب الذی لیس بعده نبیٌّ۔ حدیث[۱۰] دیگر که امام احمد بروایت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ آوردہ یقول خرج علینا رسُول الله صلی الله علیه وسلم یوما کالمودع فقال انا النبی الامی ثلثا ولا نبیّ بعدے الخ وغیرہ احادیث۔

عبارات مفسرین را نیز ملاحظہ فرمائید۔ قال البیضاویؒ[۱] (ولا یقدح فیه نزول عیسٰی بعده لانه اذا نزل کان علی دینه مع ان المراد انه اٰخر من نبی) انتہٰی قال الخازن[۲] (قلت ان عیسٰی علیه السلام ممن نبیٔ قبله وحین ینزل فی اٰخر الزمان ینزل عاملا بشریعة مُحمّد صلی الله علیه واٰله وسلم ومصلیا الی قبلته کانه بعض امته) انتہٰی وفی المدارک[۳] (وعیسٰی ممن نبیٔ قبله وحین ینزل ینزل عاملا علی شریعة محمّد صلی الله علیه وسلم کانه بعض امته) انتہٰی وفتح البیان[۴] (وعیسٰی ممن نبیٔ قبله وحین ینزل عاملا

علی شریعة مُحمّد صلی الله علیه وسلم کانه بعض امته) انتہٰی وقال[۵] العلاّمة ابوالسعود (ولا یقدح فیه نزول عیسٰی بعده علیهما السلام لان معنٰی کونه خاتم النبیین انه لا ینبأ احد بعده وعیسٰی ممن نبیٔ قبله وحین ینزل انما ینزل عاملا علی شریعة مُحمّد صلی الله علیه واٰله وسلم ومصلیا الی قبلته کانه بعض امته) انتہٰی وفی روح البیان[۶] (ولا یقدح فی کونه خاتم النبیین نزول عیسٰی بعده لان معنٰی کونه خاتم النبیین انه لا ینبأ احد بعده کما قال لعلی رضی الله عنه انت منی بمنزلة هارون من موسٰی الا انه لا نبی بعدی۔ وعیسٰی ممن تنبأ قبله وحین ینزل انما ینزل علی شریعة محمّد علیه السلام مصلّیا الی قبلته کانه بعض امته فلا یکون الیه وحی ولا نصب احکام بل یکون خلیفة رسُول الله) انتہٰی موضع الحاجة۔

وقال[۷] ابن کثیر (فهذه الاٰیة نص فی انه لا نبی بعده واذا کان لا نبیّ بعده فلا رسُول بالطریق الاولیٰ والاحری لان مقام الرسالة اخص من مقام النبوّة۔ وفی روح[۸] المعانی لکنه لا یتعبّد بها لنسخها فی حقه وحق غیره وتکلیفه باحکام هذه الشریعة اصلاً و فرعًا فلا یکون الیه علیه السلام وحی ولا نصب احکام بل یکون خلیفة رسُول الله صلی الله علیه وسلم وحاکما من حکام ملته بین امته۔ انتہٰی موضع الحاجة۔

وفی الشهاب علی البیضاوی[۹] (فالظاهر ان المراد من کونه علی دینه انسلاخه عن وصف النبوة والرسالة بان یبلغ ما یبلغه عن الوحی الخ) انتہٰی

از عبارات مسطورہ پیدا است که عیسٰی را علی نبینا وعلیه السلام پیش از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت تشریعیه بالاستقلال ووحی بشرع عیسوی بودہ وبعد از نزول در رنگ احاد امت مرحومہ عامل بشرع محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام خواہد بود ونبوت تشریعیه ووحی بشرع عیسوی منقطع خواہد گشت وہمیں است مراد شہاب از انسلاخ او از وصف نبوت ورسالت واز انقطاع مذکور در احادیث صحیحہ نہ آنکہ مسیح علیہ السلام بعد از نزول از منصب رسالت معزول خواہد گشت واطلاق نبی و رسُول بر و نخواہد ماند۔ حاشا وکلاّ۔ چنانچہ صاحب روح المعانی در بیان مراد شہاب مے فرماید۔ ولا اظنه عنٰی بالانسلاخ عن وصف النبوة والرسالة عزله عن ذٰلك بحیث لا یصح اطلاق الرسول والنّبی علیه السلام فمعاذ الله ان یعزل رسُول او نبی عن الرسالة او النبوة بل اکاد لا اتعقل ذلك ولعله اراد انه لا یبقٰی لهٗ وصف تبلیغ الاحکام عن وحی کما کان له قبل الرفع۔

پس جناب راحب اقرار خویش ہذا (جواب شافی وکافی آں است که مفسرین دادہ اند) لازم که جواب شمس الہدایت را قبول فرمایند۔ وآنچہ فرمودہ اند که (جواب بانقطاع نبوت ورسالت

خلاف از دلائل قطعیه است) منشاء او بغیر اغماض از احادیث صحیحه و اقوال مفسرین مرقومه بالا چه خواهد بود۔ مخدوما آیا این همه مفسرین برخلاف دلائل قطعیه فرموده اند آنچه بالا مرقوم گشته۔ و بر تقدیر انکار از دلیل قطعی بر کفر و در صورت عدم علم بداں بر جهالت مرده اند۔ حاشا وکلا۔ یا شارع علیه السلام از دلائل قطعیه جناب بے خبر مانده۔ در احادیث مذکوره تصریح به انقطاع نبوت فرموده۔ العیاذ باللہ۔ مخدوما اعتراض جناب نه تنها بر شمس الهدایت است بلکه بر فرمان پاک آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم که موصوف است به (وما ینطق عن الهویٰ ان هو الا وحیٌ یوحیٰ) بوده لهٰذا بلب ادب ملتمسم که ازیں عقیده نامرضیه که ناشی است از التزام مطالعه کتاب امروهی توبه نمایند۔ مومن چگونه روا دارد که سرور عالم مالک علم اولین وآخرین صلی اللہ علیه وسلم۔ برخلاف دلائل قطعیه ارشاد فرموده باشد۔ معاذ اللہ سخت متعجب ام که جناب چگونه احادیث انقطاع نبوت و رسالت را مع اتفاق الائمة علی صحتها مخالف از دلائل قطعیه انگاشته اند۔ اگر فرمایند که مراد از انقطاع نبوت و رسالت آنست که ایں هر دو بطریق حدوث واستقلال منقطع شده اند گویم همیں است معنے عبارات منقوله مفسرین و معنے عبارت شمس الهدایت و معنے احادیث صحیحه منقوله بالا۔

از ایں بیان کالشمس فی النهار واضح گشته که جناب در اعتراض ثالث که بعنوان جواب ثالث تعبیر فرموده اند بچهار وجه فکر صائب را مبذول نه فرموده اند۔

اوّل: آنکه انقطاع نبوت و رسالت را بعد آنحضرت صلی اللہ علیه وآله وسلم خلاف از دلائل قطعیه نوشته اند مع آنکه به نصوص قطعیه ثابت است کما ذکرنا۔

دوم: آنکه مفسرین را بانقطاع نبوت و رسالت قائل نشمرده اند مع آنکه از تصریحات اوشاں ثابت است۔

سوم: آنکه بر ناصیه علم ایں متبحران داغ جهل و نادانی از احادیث مذکوره بالا نهاده اند۔

چهارم: آں معنی که جناب به نسبت مفسرین ذکر فرموده اند۔ او را مغایر از انقطاع نبوت و رسالت دانسته اند مع آنکه انقطاع استقلال نبوت عین انقطاع نبوت و رسالت تشریعیه است۔ زیرا که استقلال فی النبوت عبارت است از تعمیل بشرع خویش بغیر اتباع بکسے پس انقطاع استقلال فی النبوت عین انقطاع نبوت و رسالت تشریعیه خواهد بود۔

شاید وجه انکار جناب از قول بانقطاع نبوت و رسالت آنست که قول مذکور بزعم جناب مستلزم معزولیت معصوم است از منصب نبوت۔ چنانچه مرزا در ایام صلح وامروهی در شمس بازغه همیں معنی را دلیل آورده اند برائے بطلان نزول مسیح اسرائیلی۔

و همه مفسرین و محدثین و فقهاء امت مرحومه را از خیر القرون الی یومنا هذا زیر ایں الزام داشته اند۔ مخدوما ایں الزام اوشاں فی الواقع ناشی است از جهالت و از همیں قبیل است استدلال بعض

معتزله و جهمیه بآیت خاتم النبیین برائے انکار از احادیث نزول تشریحش آنکه نبوت و رسالت را دو رُخ است ظهور و بطون۔ ظهور عبارت است از توجه الی الخلق و دعوت الی الشریعت چنانچه بطون عبارت است از استفاضه من اللہ و حصول مقام اختصاص۔ و ظهور نبوت بسبب تغیر و تبدل شرائع و احکام متغیر و متبدل میگردد و هیچ نقصے ازیں تغیر و تبدل عائد به حال نبی و رسول نمے شود۔ بلکه حکیم مطلق ایں تغیر و تبدل را در حق داعی و مدعو سبب تکمیل حالات اوشاں ساخته۔ هر چند که دعوت بشرع مستقل خویش منصبی است عظیم لکن اتباع شرع محمدی علی صاحبه الصلوٰة والسلام مقامیست بس بلند و بزرگ که تابع را بعد حصول فناء اتم از ثرے تا به ثریا۔ بل بما فوق العرش و دراء الورے میرساند۔ و همه انبیاء عظام چونکه فی الحقیقت نواب آنحضرت صلی اللہ علیه وسلم بوده اند کما صرح به صاحب الفتوحات پس بر تقدیر حیات اوشاں در دوره محمدی صلی اللہ علیه وسلم لابد است از اتباع همیں شرع شریف کما قال علیه السلام لو کان موسیٰ حیا ما وسعه الا اتباعی۔ تخصیص موسےٰ از روئے نظر به خصوص محل است والا فالحکم عامٌ۔ ولنعم ما قیل ؎

ایکه از بهر وجود همه عالم سببی — شافع روز جزا دافع رنج و تعبی
همه خوانند بشوقت چه نبی و چه ولی — مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدائت چه عجب خوش لقبی

گفتنت شمس و قمر گه نه پسند د جانم — نسبت حور و ملک با تو محقر دانم
چه بگویم چه نویسم چه بجسنت خوانم — من بیدل بجمال تو عجب حیرانم
اللہ اللہ چه جمال است بدیں بوالعجبی

اے فلک اوج و ملک فوج و شه هر دو سرا — بشرے را بتو هم پله مشمارم حاشا
عالم پاک کجا مرتبهٔ خاک کجا — نسبتے نیست بذات تو بنی آدم را
بهتر از آدم و عالم تو چه عالی نسبی

و از جهت نیل همیں شرف و فوز همیں سعادت سیدنا الغوث الاعظم رضی اللہ عنه فرموده خضنا بحر الم یقف علی ساحله الانبیاء مراد از بحر ذات مبارک آنحضرت است صلی اللہ علیه وآله وسلم کما فی (شعر)

کالزهر فی ترفٍ — والبدر فی شرفٍ
والبحر فی کرمٍ — والدهر فی همم

آری بطون نبوت و مقام اختصاص بالکل مبرا و منزه است ازیں که زوال و انقطاع را در و مساغی باشد چه ایں مستلزم خزی و خذلان است که انبیاء و رسل علیهم السلام بالقطع محفوظ و مصون اند ازو۔ کما صرح به العلامة السیوطی وغیر واحدٍ من السلف و صاحب روح المعانی حیث قال (فمعاذ الله ان ینعزل رسول او نبی عن الرسالة او النبوة

بل اکادلا اتعقل ذٰلك وایضاً ذکر) (ثم انه علیه السلام حین ینزل باقٍ علی نبوته السابقة لم یعزل عنها بحال الخ) ۔

پس مراد از نبوت و رسالت منقطعہ ظہور اوست یعنے تبلیغ و دعوت بحسب شرع عیسوے علیہ السلام محدود است تا بظہور شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نہ اینکہ عیسٰی علیٰ نبینا و علیہ السلام بعد النزول از منصب مقام اختصاص کہ لازم غیر منفک است مر انبیاء را علیہم السلام معزول خواہد بود چہ قول بانقطاع نبوت و رسالت بایں معنے کفر است و خلاف نصوص بیّنہ و چونکہ حصول ایں مقام حضرت عیسٰی علیہ السلام را پیش از سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بودہ لہٰذا نزول او با وصف نبوت من حیث البطون منافی بآیت خاتم النبیین نخواہد بود مگر نبوت مزعومہ قادیانی کہ بوجہ حدوث بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لامحالہ بآیت مذکور منافی است ۔ ازاینجا بر ناظر زکی بوضوح پیوستہ باشد کہ حصولؔ بطون نبوت عیسویہ قبل از بعثت محمدیہ و بودنؔ عیسٰے بعد النزول در رنگ احاد اُمت مرحومہ ہر دو را دخل است در دفع منافات مذکورہ ۔ پس جواب خازنؔ و مدارکؔ و فتح البیانؔ و ابو السعودؔ و صاحب رُوح البیانؔ اتم و اسلم است از آنچہ قاضی بیضاوی دریں مقام فرمودہ ۔ الا ان یحمل کلامه علٰے خلاف الظاهر ۔

و نیز وجہ تطبیق میان قولؔ بانسلاخ از وصف نبوت و قولؔ بعدم انسلاخ از و کما صرح به العلامة السیوطی ویدل علیه حدیث عائشة الصدیقة رضی الله تعالیٰ عنها لا تقولوا لا نبی بعده کما فی در المنثور بظہور پیوست یعنے مراد از نبوت و رسالت منقطعہ نبوت و رسالت تشریعیہ است ۔ آرے نبوت و رسالت غیر تشریعیہ برحال خود است فعیسٰے علیه السلام بعد النزول نبیٌّ و رسُولٌ برسالة غیر تشریعیة عامل بشرع مُحمّد صلی الله علیه وسلم والحاصل ان اللازم غیر قادحٍ والقادح غیر لازم کما قال الشیخ رضی الله عنه فی الباب الثالث والسبعین من الفتوحات فان النبوة التی انقطعت بوجود رسُول الله صلی الله علیه وسلم انما هی نبوة التشریع لا مقامها فلا شرع یکون ناسخاً لشرعه صلی الله علیه وسلم ولا یزید فی شرعه حکماً اٰخر وهذا معنے قوله صلی الله علیه وسلم ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسُول بعدی ولا نبی ای لا نبی بعدی یکون علی شرع یخالف شرعی بل اذا کان یکون تحت حکم شریعتی ولا رسُول ای لا رسُول بعدی الی احد من خلق الله بشرع یدعوهم الیه فهذا هو الذی انقطع و سد بابه لا مقام النبوة فانه لا خلاف ان عیسٰے علیه الصلوٰة والسلام نبیٌّ و رسُولٌ وانه لا خلاف انه ینزل فی اٰخر الزمان حکماً مقسطاً عدلاً بشرعنا لا بشرع اٰخر ولا بشرعه الذی تعبد الله به بنو اسرائیل من حیث ما نزل هو به بل ما ظهر

من ذٰلك هو ما قرره شرع مُحمّد صلی الله علیه وسلم ونبوة عیسٰے علیه السلام ثابتة له محققة فهذا نبیٌّ و رسُولٌ قد ظهر بعده صلی الله علیه وسلم وهو الصادق فی قوله انه لا نبی بعده فعلمنا قطعاً انه یرید نبوة التشریع خاصة ۔ انتهٰی موضع الحاجة وکما صرح به صاحب رُوح المعانی حیث قال ولعله اراد انه لا یبقی له وصف تبلیغ الاحکام عن وحی کما کان له قبل الرفع ۔ انتهٰی

الحاصل نبوّت و رسالت من حیث التشریع بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ نبوّت تشریعیہ بر مشرع سابق بعد وجود مشرع لاحق منقطع گشتہ و ہمیں مراد است از احادیث و از آنچہ در شمس الہدایتؔ اندراج یافتہ و بودن حدوث نبوّت یا ثبوت او مدلول برائے صیغۂ نبی مبحثے است نفیس و انسب بمقام لکن خوف ملالت طبع جناب آبی است از تشریح او ۔

و اعتراض چہارم کہ بعنوان سوال ذکر فرمودہ اند یعنے از وجہ استلزام بین الآیتین الشریفتین استفسار فرمودہ اند مگر ماغرض سائل از معنے کلمۂ توحید ابطال ہر دو شق است یعنے ارادہ معنے وجوب و امکان ازالۂ ہر دو صحیح نمے تواند شد ۔ پس عدم وجود استلزام نیز از وجوہ ابطال است منشار ایں سوال و اعتراض جناب ہم ذہول است از غرض سائل ۔

الغرض ہر چہار اعتراض جناب مشابہ اند بہ اعتراضات امروہی و قادیانی کہ بر احادیث صحیحہ و سلف صالحین نمودہ اند بغیر ایں کہ غرض قائل را فہمیدہ باشند گویا از قبیل "قبل از مرگ واویلا" ہستند ۔ عالی جاہا ایں طرز کہ تخمیناً از عرصۂ یک و نیم سال بر خود گرفتہ اند ہرگز بر جامۂ درویشی نمی زیبد ۔ طرز مشائخ عظام را باید ورزید ۔ غور فرمایند کہ حضرات تونسویہ و مکھڈیہ و حضرت صاحب میروی بلکہ کل سجادہ نشینان پنجاب و ہندوستان بر کدام راہ میروند و جناب کدام طریق گرفتہ اند ۔ آیا مثل جناب علم و تقویٰ نہ دارند یا لباس اظہار حق و از ہاق باطل بالائے قدشاں راست نمے آید ۔ کلمات قدسیہ حضور تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و فقرات نصحیہ حضرت میروی و مخدومی امیر حمزہ صاحب را خیال نہ فرمودند پشاور و ہزارہ و میرہ شریف و مکھڈ شریف و علاقہ کوہ مری و گڑھی شریف وغیرہ مواضع ہر جا کہ تشریف ارزانی فرمودہ اند باظہار فضیلت و کمال علمی حریف مقابل و تجہیل و تغلیظ ایں نیازمند شغلے داشتہ اند ۔ مخدوما ایں بے ہیچ را نہ دعوے علم است نہ کمال دیگر وما ابرئ نفسی ان النفس لامارة بالسوء تا کہ از عنایات کذائیہ جناب خطرناک باشد ؎ دستار نداریم غم ہیچ نداریم

لـه ومحصله ان التقسیم فی الاعتراض غیر حاصرٍ ونختار شقاً ثالثاً وهو ان عیسٰے بعد النزول نبیٌّ و رسُولٌ یعمل بشرع مُحمّد علیهما السلام لا نقطاع النبوّة والرسالة التشریعتین بعد خاتم النبیین صلی الله علیه واٰله وسلم ۱۲ منه ۔

البتہ ورزش ایں وضع مرکسے راکہ برجادۂ مشیخت باشد معزاست برائے خودش مع المعتقدین کہ موثر ترمے آید درحق عوام وموجب تذبذب میباشد دراسلام۔

چہ خوش بودے اگر جناب قبل از اشاعت مذکورہ مراد احادیث واقوال مفسرین بغور فہمیدندے یا مثل دیگر علمائے کرام اغماض فرمودندے۔ تاکہ ایں کرم فرمائی جناب موجب خوشنودی مخالفین نہ بودے اینست آنچہ نیازمند درایں مقامات مراد داشتہ ونوشتہ وما ابریٔ نفسی والانصاف علی الناظرین من العلماء العظام والصوفیۃ الکرام۔

الٰہی اگر ازیں بےہیچ کہ مستندے بغیر از فضل وکرم تو ندارد خطائے ونسیانے سرزدہ باشد عفو فرما فانہ لاحول ولاقوۃ الابك۔

رُباعی

من بے تو دمے قرار نتوانم کرد	احسان ترا شمار نتوانم کرد
گر بر تن من زبان شود ہر بن موئے	یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

الٰہی بحرمت آنانکہ بکلی از خود رفتہ اند وبشہود جمال تو پیوستہ ایں گرفتار پندار ہستی را نجاتے بمحض فضل وکرم خویش ارزانی فرما واز ہرچہ مانع یافت سعادت ذکر حقیقی است آزادی بہ بخشا بالنبی الہاشمی والہ وعترتہ ورُوحی ورَوحی سیدی شمس العلا علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات مالا تعد ولا تحصے قلم اینجا رسید وسر درکشید اللھم صل وسلم وبارك وادِمْ علی سیدنا محمد والہ وعترتہ وصحبہ ملأ علمك وزنۃ حلمك من اوّل الدنیا الی فنائھا ومن اوّل الاخرۃ الی بقائھا واھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ امین۔ واٰخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین۔

اگر دعوتم رد کنی ور قبول	من ودست ودامانِ آلِ رسول

العبد الفقیر الملتجی الی اللہ الغنی بہ عما سواہ المدعو بہ مہر علی شاہ ۶ محرم ۱۳۲۰ھ

مکتوب نمبر ۳۵۵ مہربانم سیادت پناہ سید عبداللہ شاہ صاحب حفظک اللہ تعالیٰ

سلام ودُعا مسنون الاسلام کے بعد آنکہ انقلاب زمانہ نے ایسا ہی آپ جیسی شرفا باخلاص سے دیکھانا تھا۔ جو دیکھ رہا ہوں۔ آخری درخواست ہے کہ آپ بملاحظہ دُعا نامہ میرے پاس آئیں۔

الراقم داعی مہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۳۵۶ مکرمی جناب مولوی محمد غازی صاحب حفظک اللہ تعالیٰ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ ہمشیرہ صاحبہ کو میری طرف سے سمجھا دیں کہ مقدمہ دائر کرنا بالکل نامناسب ہے۔ یا تحمل سے اسی گھر میں صبر وشکر سے گزارہ کرو ورنہ ہمارے پاس چلے آؤ یا مولوی صاحب کے پاس جمعیت سے بیٹھ رہو۔ اگر کسی صورت پر قائم نہ رہیں تو پہلے مجھے اشیاء مطلوبہ کی وصولی کیلئے کہنے دیویں۔ شائد میرے کہنے پر وہ چیزیں مل جائیں۔ زیادہ دُعا وسلام۔

الراقم الراجی عفوہٗ الملتجی الی اللہ از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۳۵۷

مرزائیوں کی طرف سے دو سوال اور حضور قبلہ عالم کی طرف سے اُن کے جواب

پہلا سوال: پیر صاحب عیسائیوں کے اس قول کی تائید کرتے ہیں کہ مسیح ۳۳ سال کی عمر میں آسمان پر چلے گئے ہیں۔ مگر اپنے نانا صاحب سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کو کیوں نہیں مانتے جو مستدرک اور طبرانی میں موجود ہے۔ واخبرنی ان عیسٰی بن مریم عاش عشرین ومائتہ سنۃ الخ

جواب: ناظرین علماء کرام سے اس میں نہایت ہی متعجب ہیں کہ اس کو بہ نسبت مدعیٰ اہل اسلام کے جو عقیدہ اجماعیہ ہے، کیا خیال کیا جاوے۔ آیا مناقضہ ہے یا معارضہ یا منع۔ رفع خواہ ۳۳ سال کے بعد ہو یا ۱۲۰ سال یا ۱۵۰ سال کے علی حسب اختلاف الروایات حیات مسیح الے الآن کو منافی نہیں۔ قطع نظر اس جہالت سے امام جلیل حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ نے ۳۳ سال روایت کو مطابق حدیث صحیح کے لکھا ہے اور خازن اور ابن سعد اور احمد اور حاکمؒ نے اس کو صحابہ عظام کی طرف منسوب کیا ہے۔

فانہ رفع ولہ ثلث وثلثون سنۃ فی الصحیح وقد ورد ذالك فی حدیث فی صفۃ اھل الجنۃ انھم علی صورت ادم ومیلاد عیسٰی وثلث وثلثین سنۃ واما ماحکاہ ابن عساکر عن بعضھم انہ رفع ولہ مائۃ وخمسون سنۃ فشاذ غریب بعید ابن کثیر ص۲۴۵ قال ابن عباس ارسل اللہ عیسٰے علیہ السلام وھو ابن ثلاثین سنۃ فمکث فی رسالۃ ثلاثین شھرا ثم رفعہ اللہ الیہ تفسیر خازن صفحہ ۵۰۴ واخرج ابن سعد واحمد فی الزھد والحاکم عن سعید بن المسیب قال رفع عیسٰی ابن ثلاث وثلثین سنۃ ۱۲۔

سوال ۲: اگر مسیح زندہ آسمان پر بلا ایذا یہود چلا گیا تو وہ مسیح کا ہمشکل جو مصلوب ہوا تھا اس کی نعش کدھر گئی۔ اگر وہ مصلوب کوئی اور تھا تو حواریوں کو اس کے چرانے کی کیا ضرورت تھی۔

جواب ۲: بحکم آنکہ دروغ گوئی را حافظہ نہ باشد۔ پہلا الزام جو پیر صاحب پر لگایا تھا یعنی اتباع

قول عیسائیاں جلدی خیال سے جاتا رہا۔ اب فرمایئے یہ قول کس کا ہے اور صریح قول اللہ تعالےٰ کے مخالف ہے یا نہیں۔ دیکھو (واذ کففت بنی اسرائیل عنك اذ جئتهم بالبینات) یعنی اے مسیح منجملہ ہماری نعمتوں کے ایک یہ بھی نعمت ہے تیرے پر کہ ہم نے بنی اسرائیل کو جب انہوں نے تیرے ایذا اور قتل کا ارادہ کیا روک دیا! اور تم کو ان کی ایذا سے بچا لیا۔ مسیح کا قبل الرفع ۳۳ سال کا ہونا یا ۱۲۰ یا ۱۵۰ کہیں قرآن میں مذکور نہیں۔ ہم کو حواریوں سے کیا مطلب۔ آپ ہی چونکہ ان کے تابع ہیں اُن سے دریافت فرمالیویں۔ خیر تبرعاً ہم ہی سمجھا دیتے ہیں۔ جب حواریوں کو صلیب چڑھانے کے وقت دھوکا لگا تو مطابق اسی زعم اپنے کے نقش مصلوب کو بھی قبر سے چرا یا۔ یہ سوال آپ صلیب پر چڑھانے کے وقت کرتے تو اتنی لیاقت ظاہر نہ ہوتی۔ مگر آپ نے پہلے ہی سراشتہار پر صاف لکھ دیا ہے۔

چو در بستہ باشد چہ داند کسے　　　کہ جوہر فروش است یا پیلہ ور

جوہر فروشی تو نہیں البستہ نیلوفر و بنفشہ فروشی آپ کی پنڈی سے ہر ایک دیکھ رہا ہے۔

مکتوب نمبر ۳۵۸　　　بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حامداً و مصلیاً

حضرتی و مولائی بعد تسلیم و نیاز آنکہ

الحمد للہ والمنۃ علی ما یجری و یہب۔ اما المقصود فھو المقصود ما دام کہ نجم ہدایت فرو ماندگانِ ظلمت بیابانِ ضلالت و فیافیٔ غیریت را برزخ بدرقۂ سابقۂ عنایتِ ازلیہ نشود رہائی از درکاتِ سافلۂ سجینِ ہستیٔ موہوم متعسر بل محال۔

ولولا شذاھا ما اھتدیت لحانھا　　　ولولا سناھا ما تصوّرھا الوھم

اشارت باحوالِ برزخِ موصوف قول قائل وللہ درہ میتواند بود وہو ہذا۔

ایں طائفہ مطلق انداز قیدِ رسوم　　　فارغ شدہ ز اندیشۂ احوال و علوم

برظاہر شدن لوامعِ نورِ ہدے　　　لِلدِّین نجومٌ للشیاطینِ رجوم

نظر کردن بدرویشاں منافی بزرگی نیست
سلیماں با چنیں حشمت نظرہا بود با مورش

از ثقات مسموع گشتہ کہ اقرار نامہ از مرزا در بارہ عدم پیشگی در حق کسے من بعد گرفتہ شد۔ الحمد للہ علیٰ ذالک ہمانا اثر ہماں جُرأت است کہ در تالیف خود مسمّٰی بایام الصلح نمودہ بود۔ ماہِ کامل رو بانقضاء آوردہ کہ از کیفیت مزاج مبارک بے خبر و محروم ام اگر مشرف شوم بعید از ذرہ پروری نخواہد بود۔

بخدمت صاحبزادگان حضرت حافظ موسیٰ صاحب و جناب صاحبزادہ محمود صاحب نیاز۔ محبّی و

مخلصی منشی عبد اللہ و میاں جمال الدین را تسلیم۔

مکتوب نمبر ۳۵۹　　　مکرمی و معظمی جناب مولوی غازی صاحب سلامت باشند۔

تسلیم۔ اما بعد حامل رقعہ را تعلیم کما ینبغی خواہند فرمود نہایت مشتاق است۔ ہمہ را تسلیم۔

مہر علی شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۳۶۰

سوال: اگر کوئی شخص اپنی عورت سے مذاکرہ طلاق میں یہ کہہ دے کہ میں نے تجھے چھوڑا چھوڑا۔ تین مرتبہ کہدے آیا طلاق واقع ہوگی یا نہ؟ بینوا بحوالۃ الکتاب و بسنۃ رسول اللہ المستطاب۔

جواب: طلاق لفظ عربی ہے۔ ہماری پنجابی میں اس کا استعمال اسی لفظ مذکور سے ہوتا ہے۔ چنانچہ ہمارے عرف میں لفظ مذکور مرادف طلاق سمجھا جاتا ہے۔ اصطلاح شرع میں علی صاحبہ الصلوٰۃ والتسلیمات میں طلاق کے معنی رفع القید الثابت بالنکاح کے آتے ہیں۔ چنانچہ متن کنز الدقائق وغیرہ میں مذکور ہے۔ ہماری زبان میں لفظ مذکور بعینہ اسی معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اگر کسی بچہ سے دریافت کیا جائے کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت سے کہہ دے کہ تو اس کے کیا معنی ہوں گے تو ضرور بچّہ کہے گا کہ اس سے رشتہ نکاح کا توڑنا مقصود ہے۔ پس اس سے ثابت ہوگیا طلاق اور لفظ مذکور مرادف۔ پس طلاق کا مرادف ہونا جب ثابت ہوگیا تو اس سے طلاق صریح واقع ہوگی۔ چنانچہ کتب فقہ شریف میں اس کو صریح لکھا ہے فتاویٰ اذا قال الرجل لامرئتہ "بہشتم ترا" فاعلم ان ھذا اللفظ استعملہ اھل خراسان واھل عراق فی الطلاق وانہ صریح عند ابی یوسف حتی کان الواقع بھا رجعیا بدون النیۃ وفی الخلاصۃ وبہ اخذ الفقیہ ابو اللیث وفی التفرید وعلیہ الفتویٰ تم۔ پس عبارت مذکورہ سے طلاق ہونا لفظ مذکور کا ثابت ہوگیا اور نیز صریح ہونا بھی۔ اب چونکہ تین مرتبہ کہا گیا ہے اس لئے بغیر تحلیل ثانیاً نکاح جائز نہیں۔ ہذا ہو حکم الکتاب واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ احقر عباد اللہ الصمد مفتی عطا محمد رتوی۔ الجواب صحیح عبدہ محمد یحییٰ عفی عنہ ہذا ہو الحق فقیر غلام احمد مفتی

اقول: یہاں کئی مغالطے ہیں۔ طلاق عربی اور چھوڑی پنجابی کے ایک دُوسرے کے مقام پر استعمال ہونے سے ترادف ثابت نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ ترادف نام ہے مترادفین کے متساوین ہونے کا اور اس اطلاق میں سے یہ تناسب مفہوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ ایسا اطلاق عام و خواص میں بھی ہوتا ہے چنانچہ مجیب صاحب نے بچہ سے دریافت کرتے وقت خود بھی اضافۃ کے بغیر چارہ نہیں سمجھا۔ بخلاف لفظ طلاق کے کہ اس کا مفہوم متعارف حاصل کرنے کے لئے کوئی اضافۃ موقوف علیہ نہیں ہوتی۔ مثلاً یہ کہا جائے کہ "زید نے طلاق دے دی ہے"۔ تو بلا شک یہی سمجھا جاوے گا کہ اس نے اپنی منکوحہ سے قید نکاح

ہٹالی ہے۔ بخلاف اس کے کہ اگر کہا جائے "زید نے چھوڑ دی" تو یہ مطلب ہرگز متشخص فی الذہن نہیں ہوتا اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عرف کا دعویٰ کرنا بسبب مغالطہ کے ہوگیا ہے۔ عُرف میں لفظ طلاق کا متعلق سوائے منکوحہ کے اور کوئی شئی نہیں ہوسکتی۔ مگر لفظ چھوڑنا جانور، مکان، بات وغیرہ سے متعلق ہوسکتا ہے تو معلوم ہوا کہ ہمارے عُرف میں ان دو لفظوں کے درمیان مساوات و ترادف نہیں بلکہ عموم و خصوص اور عام کو کسی خاص مورد سے مختص کرنا مجاز اور محتاج قرینہ ہے۔ لہٰذا اس کا کنایہ ہونا بھی صحیح ہوگا نہ صریح ہونا۔ فقط ناقل۔

سوال

۷۸۶۔ باسمہ سبحانہ

مسمّی زید نے حالت غضب میں اپنی منکوحہ مسمات ہندہ کو کہا کہ میں نے ہندہ چھوڑی چھوڑی چھوڑی یعنی تین بار کہا یا تین بار سے زیادہ کہا۔ آیا اس صُورت میں ہندہ مذکورہ پر ایک طلاق واقع ہوگی یا ایک سے زائد۔ اگر ایک طلاق واقع ہوگی تو تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہ ؟

الجواب : صُورت مذکورہ میں ہندہ مذکورہ پر ایک طلاق واقع ہوگی۔ اور فقط تجدید نکاح کی ضرورت ہے اور مصداق حتی تنکح زوجاً غیرہ کا نہیں ہے۔ فقہا مجتہدین نے کہا ہے صریحہ مالم یستعمل الافیہ ولوبالفارسیۃ ۱۲ الدر المختار باب الصریح۔ قولہ : ولوبالفارسیۃ فمالایستعمل فیہا الافی الطلاق فھو صریح یقع بلا نیۃٍ وما استعمل فیہا استعمال الطلاق وغیرہ فحکمہ حکم کنایات العربیۃ فی جمیع الاحکام۔ بحر ۱۲ شامی بابُ الصریح۔ کنایتہٗ عند الفقہاء مالم یوضع لہ ای الطلاق واحتملہ وغیرہ ۱۲ الدر المختار باب الکنایات۔ عبارات مذکورہ سے چند امور مستفاد ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ لفظ صریح ہونے یا کنائی ہونے کی بنا عرف و استعمال پر ہے۔ یعنی اگر لفظ بلحاظ عرف و استعمال کے فقط رفع عقد نکاح ہے تو وہ لفظ من قبل الصریحات ہے اور اگر بحیثیت عرف و استعمال محتمل رفع عقد نکاح و نیز محتمل غیر رفع عقد نکاح ہے تو وہ لفظ من بابِ الکنایات ہے۔ دوّم یہ کہ اعتبار عرف و استعمال اور اعتبار احتمال اس صورت میں ہے جب لفظ کو لابشرطِ شئی اور من حیث ھو ھو ملحوظ کیا جائے نہ بشرطِ شئی کیونکہ اگر عرف و استعمال اور احتمال کا اعتبار بشرطِ شئی کے مرتبہ میں لیا جاوے تو بہت الفاظ کنایات مثل بائنٌ و سرحتک و ترکتک و فارقتک تعریف کنایہ سے خارج ہوکر تعریف صریح میں داخل ہوجادیں گے تو تعریف کنایہ کی جامعیت منقوض اور تعریف صریح کی مانعیت مجروح ہوجاوے گی۔ مثلاً اگر ایک شخص نے حالت مذاکرہ طلاق و غضب میں اپنی منکوحہ کو فارقتک یا سرحتک کہا جو بالاتفاق الفاظ کنایات سے ہیں۔ تو ہر دو لفظ بشرطِ شئی یعنی مذاکرہ طلاق و غضب فقط محتمل طلاق ہوں گے۔ سوّم یہ کہ احتمال و عدم احتمال میں اعتبار اس لغت کا ہے جس لغت میں متکلم طلاق دے رہا ہے۔ کیونکہ ایک لفظ ایسا ہوتا ہے کہ وہ بلحاظ عُرف اس کی لغت کے محتمل طلاق اور محتمل غیر طلاق کا ہوتا ہے اور الفاظ کنایات

سے ہے اور اسی لفظ کا ترجمہ دُوسری لُغت میں بلحاظ عرف دُوسری لُغت کے فقط محتمل طلاق ہوتا ہے اور الفاظ صریحہ سے ہے مثلاً سرحتک بحیثیت عرف عربی الفاظ کنایات سے ہے اور اسی کا ترجمہ "رہا کردم" بحیثیت عرف فارسی الفاظ صریحہ سے ہے۔ کمانص علیہ فی رد المحتار علی الدر المختار اذا تمہد ھذا فاقول لفظ "چھوڑی" پنجابی ہے اس میں اعتبار عرف پنجابی ہوگا۔ اور اس لفظ "چھوڑی" کے لئے لغت پنجابی میں کثرت کے ساتھ بغیر طلاق موارد استعمال موجود ہیں کما لا یخفی علے من لہ ادنی مناسبۃ باللغۃ البنجابیۃ۔ اور جس وقت اس لفظ کو منکوحہ کی طرف منسُوب کیا جائے اور کہا جائے "ہندہ چھوڑی" تو ملحوظیت نسبۃ مذکورہ نیز لفظ لابشرطِ شئی کے مرتبہ میں محتمل طلاق اور محتمل غیر طلاق کا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ہندہ چھوڑی یعنی مطلقہ کر دی یا اس منزل کسی حاجت کے لئے چھوڑی۔ کما فی الالفاظ العربیۃ المترادفۃ لھذا اللفظ قولہ سرحتک السراح بفتح السین وھو الارسال ای ارسلتک لانی طلقتک اولحاجۃٍ وکذا فارقتک لانی طلقتک اوفی ھذا المنزل۔ نہر ۱۲ شامی باب الکنایات اور جب لفظ چھوڑی میں بعد ملحوظیت نسبت الی المنکوحہ لابشرطِ شئی کے مرتبہ میں احتمال طلاق اور احتمال غیر طلاق عرف پنجابی میں پایا گیا تو ثابت ہوا کہ لفظ مذکور کنایات سے ہے اور چونکہ یہ لفظ "چھوڑی" اعتدی اور استبرئی رحمک اور انت واحدۃً کا مترادف اور ہم معنی نہیں اس لئے اس لفظ چھوڑی کے ساتھ طلاق بائن واقع ہوگی۔ وتقع رجعیۃ بقولہ اعتدی واستبرئی رحمک وانت واحدۃ ویقع بباقیھا ای باقی الالفاظ الکنایات المذکورۃ خلا اختاری البائن ۱۲ الدر المختار باب الکنایات۔

خلاصہ یہ ہے کہ جیسا کہ لفظ چھوڑی کے الفاظ مترادفہ یعنی سرحتک وفارقتک وترکتک میں بلحاظ احتمال طلاق اور احتمال غیر طلاق پایا جاتا ہے اور یہ الفاظ کنایات ہیں اور ان کے ساتھ بائن واقع ہوتی ہے۔ وفی البزازیۃ قال لاخران کنت تضربنی لاجل فلانۃ التی تزوجتھا فانی ترکتھا ونوی الطلاق تقع واحدۃ بائنۃ ۱۲ شامی باب الکنایات۔ ویسا ہی لفظ "چھوڑی" میں بحیثیت عرف پنجابی احتمال طلاق اور احتمال غیر طلاق پایا جاتا ہے۔ لہٰذا یہ لفظ کنایات سے ہوگا۔ اور اس کے ساتھ طلاق بائن واقع ہوتی ہے اور عند الفقہاء المجتہدین یہ امر بھی مسلم اور متفق علیہ ہے کہ طلاق بائن کے ساتھ طلاق بائن لاحق نہیں ہوتی الصریح یلحق الصریح والبائن والبائن یلحق الصریح لا البائن ۱۲ الدر المختار باب الکنایات۔ پس ظاہر اور ثابت و مدلل ہوا کہ صورت بالا مذکورہ میں ہندہ مذکورہ پر ایک طلاق بائن واقع ہوچکی ہے اور فقط تجدید عقد نکاح کی ضرورت ہے اور ہندہ مذکورہ مصداق فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجاً غیرہ کا نہیں ہے۔ ہٰذا ماعندی واللّٰہ اعلم بالصواب۔

کتبہ : مفتی غلام مرتضیٰ ازمیانی عفے عنہ

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علےٰ من لانبی بعدہٗ اما بعد فیقول العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ (قدس اللہ سرہٗ) ان الفاضل المجیب مصیب وللہ درہ حیث افاد واجاد بتحقیقاتٍ انیقۃٍ وتدقیقاتٍ لطیفۃٍ منہا ان الصراحۃ والکنایۃ مبنیتان علےٰ العرف والاستعمال منہا ان العرف والاستعمال انما یعتبران نظراً الی ذات اللفظ مجرداً عن القرائن کما یدل علیہ قولہم فی الکنایات (لا تطلق بہا الابنیۃٍ او دلالۃ الحال) وایضاً قولہم فیہا (فی حالۃ الرضیٰ تتوقف الاقسام الثلثۃ تاثیراً علےٰ نیۃٍ وفی الغضب الاولان وفی مذاکرۃ الطلاق الاوّل فقط)

وانتقاض التعریفین جمعاً ومنعاً کما ذکرہ الفاضل المجیب۔ منہا ان الترادف لیس بحافظ لوصف الصراحۃ والکنایۃ فی المترادفین بعد اختلاف اللسانین اقول بل للازمان والمواطن الاتری الےٰ ما صرحوا بان سرحتک کنایۃ فی العربیۃ وفی عرف الفرس غلب استعمالہ فی الصریح والےٰ ما قالوا بوقوع الرجعی فی الفارسیۃ بقولہ (بہشتم یلہ کردم۔ پائے کشادہ کردم۔ تراچنگ باز داشتم) مع انہ قال فی خلاصۃ ہذا کلہ تفسیر قولہ طلقتك عرفاً حتیٰ یکون رجعیاً ویقع بدون النیۃ کما ان الواقع رجعیٌ بقولہ فے الترکی قوٹدم ماضی متکلم اے یلہ کردم۔ وسن بوشن (تو بیکار ہے) بوشن اول (بیکار ہوجا) مع ان معناہ العربی انت خلیۃ وہو کنایۃٌ۔ فظہر ہٰذا ان قول القائل (پس اس سے ثابت ہوا کہ طلاق اور لفظ مذکور مرادف ہیں۔) وایضاً (پس عبارت مذکورہ سے طلاق ہونا لفظ مذکور کا ثابت ہوگیا اور صریح ہونا بھی) انما منشأہ قلۃ التدبر۔ والتحقیق ان الصریح ہو الظاہر المتبادر فی رفع قید النکاح مجرداً عن القرائن والتبادر ہو دلیل الحقیقۃ العرفیۃ وعلیہ تدور رحی الصراحۃ والکنایۃ فمہما اطلق الرجل فی حق عرسہ لفظاً یتبادر منہ ارادۃ الطلاق من غیر احتیاج الےٰ القرینۃ الےٰ حالت الغضب او مذاکرۃ الطلاق یکون صریحاً والا فلا ففی الصریح لیس شرطٌ زائدٌ بعد حفظ الاضافۃ من الزوج الےٰ الزوجۃ بخلاف الکنایۃ ومما کان العرف مدار المقام ففی ای موطن یطلق لفظ "چھوڑی" من الزوج الےٰ عرسہ ویتبادر منہ انفہام معنی رفع قید النکاح مجرداً عن قرینۃ الغضب او المذاکرۃ یکون صریحاً عند اہلہ وای موضع یکون فیہ بخلافہ یکون بائناً عند اہلہ مما لایحتمل السب والرد ففی حالت الرضی یتوقف علے النیۃ وفی الغضب والمذاکرۃ لایقع بلا نیۃٍ۔ ہٰذا ما عندی والعلم عند اللہ والزائد لم یتنقح لی بعد فلیکن الاستفتاء المرسل الی آخر استفتاء فانی عدیم الفراغۃ وقلیل البضاعۃ والحمد للہ اولاً وآخراً والصلوٰۃ والسلام منہ باطناً علیہ ظاہراً۔

الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

۷ رمضان ۱۳۳۴ھ

دُرود شریف جس کا ترجمہ مطلوب ہے

اللھم صل علےٰ طلعۃ ذات المطلسم والغیث المططم والکمال المکتتم وناسوت الوصال وطلعۃ الحق وھویۃ انسان الازل فی نشأۃ من لم یزل من اقیمت بہ نواسیت الفرق الےٰ طریق الحق فصل اللھم بہ منہ فیہ علیہ وسلم تسلیماً

نقل خط حضور قبلۂ عالم رضی اللہ تعالےٰ عنہ متعلق شرح دُرود شریف حضرت محی الدین ابن العربی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بجواب خط مولوی منظور حسین صاحب سندھی۔

مکتوب نمبر ۳۶۱ جناب مولوی صاحب حفظکم اللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ سردست ما حضر حسب ذہن قاصر حاضر نمودہ مے شود۔ وہو ھذا (طلعۃ) (صورت) لفظ ذات معرّف بالّام چاہیئے (الذات) (المطلسم) مظہر عجائب (والغیث) باران (المططم) کثیر یعنی رحمت کاملہ (الکمال المکتتم) مخفی (ناسوت الوصال) ظاہر وصال یعنی جسم پاکش مجسم وصال است وبطونش روحِ وصال (طلعۃ الحق) یعنی حق سُبحانہ وتعالیٰ از علم بے رنگی بطلعۃ محمدیۃ علیہا الصلوٰۃ والسلام ظہور نمودہ ھویۃ انسان الازل فی نشأۃ من لم یزل یعنی ماہیۃ ازلیہ انسانیہ راکہ در نشأۃ لم یزلی ظہور کردہ است ذات پاکش علیہ الصلوٰۃ والسلام ہویۃ است یعنی قابلیۃ مرجع بودن برائے (ھو) ومتعین بودن بتعین پاکش است والفارق بین تعین صلی اللہ علیہ وسلم وسائرّ التعینات ہو الظہور الاتم فہو صلی اللہ علیہ وسلم الظاہر والباطن والاوّل والآخر (من اقیمت بہ نواسیت الفرق الےٰ طریق الحق) یعنی آنکہ قائم نمودی بسبب آں ناسوتہائے فرق را بہ سوئ راہ حق حاصل آنکہ بسبب او صلی اللہ علیہ وسلم مظاہر کونیہ را از عالم جمع بعالم فرق آوردی (فصل اللّٰھم بہ منہ فیہ علیہ وسلم تسلیماً) (بہ) ای بسبب وساطتہ (منہ) از وے بلحاظ اطلاقش (فیہ علیہ) بلحاظ تنزل والسلام۔

دُعا گو و دُعا جوئے مہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۳۶۲ مکرمی مولوی حفیظ الرحمٰن خان صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا عنایت نامہ موصول ہوکر باعث انکشاف مدعا ہوا چونکہ وہ خط سفر سیال شریف میں ملا ہے اور اب تک وہی سفر ہے۔ اس وقت پیران کلیر شریف بتقریب شمولیت عرس حضرت مخدوم علی احمد صابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ آیا ہوا ہوں۔ بدیں وجہ جواب میں تاخیر رہی ہے۔ میں آپ کے کام کے سرانجام میں کوشش کر رہا ہوں۔ ایک شخص مجھ کو ملا ہے اس نے اس کام کی پوری کوشش کرنے کا وعدہ کیا ہے اور مجھے اُمید قوی ہے کہ انشاء اللہ تعالےٰ کامیابی

حاصل ہوگی۔ اور اگر خدانخواستہ اس کی کوشش کارگر نہ ہوئی تو میں خود اس کے سرانجام کے لئے سفر اختیار کروں گا۔ آپ خاطر جمعی کے ساتھ اسی جگہ پر مقیم رہیں۔

العبد الملتجی الی اللہ تعالیٰ بقلم خود از پیران کلیر ۹ ربیع الاوّل

مکتوب نمبر ۳۶۳ مخلصی فی اللہ جناب مولوی صاحب حفظکم اللہ تعالےٰ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ الحمد للہ کہ جانبین میں خیریت ہے۔ اللہ تعالےٰ مصائب روزگار سے محفوظ فرما کر اپنی طرف متوجہ رکھے۔ والسلام دُعا و استدعا۔

داعی و مستدعی مہر علی شاہ بقلم خود از گولڑہ

مکتوب نمبر ۳۶۴ معظمی و مکرمی جناب مولوی صاحب حفظکم اللہ دامت عنایتکم

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ از سفر پاکپٹن شریف بخیریت مع الرفقاء بہ غریب خانہ رسیدہ ام حالا سفر سیال شریف درپیش است غالباً بشرط خیریت آخر ماہ حال (صفر) واپس شدہ براہ راولپنڈی بامکان خواہم رسید از دُعا و اطلاع خیریت مزاج یاد فرمودہ باشند والسلام۔

دُعا جُوئے و دُعا گوئے مہر علی شاہ از گولڑہ بقلم خود

---

۲۶ جمادی الاوّل مکتوب نمبر ۳۶۵

معظمی و مکرمی جناب مولوی صاحب حفظکم اللہ و وفقکم لما یحب و یرضیٰ

بعد سلام و دُعا آنکہ عنایت نامہ ملا کیفیت معلوم ہوئی۔ اطلاعاً گذارش ہے کہ چشتی صاحب نے مکرر اصرار پر اطمینان بخش وعدہ کیا ہے اور پُورے اخلاص سے ذمہ داری اُٹھائی ہے چند امورات پیش شدہ سے فارغ ہونے پر خود وہاں جا کر پوری سعی کروں گا اور سب طرح سے خیریت ہے۔ الراقم کمترین خلق اللہ محمد عبدالرحمٰن جونپوری کا سلام قبول ہو۔ دُعا میں یاد رکھئے۔

از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۳۶۶ مکرمی و معظمی جناب مولوی صاحب حفظکم اللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ کاشف مافیہا ہوا۔ الحمد للہ علیٰ کل حال۔ عرصہ مزید تک اسی رنج و تاب میں رکھنے کی کچھ حکمت ہوگی جو حکیم مطلق کو معلوم ہے۔ البتہ اتنی مدت وہاں پر اقامت ہو اور پھر کوئی معترض نہ ہو اس سے وہ اندیشہ نہیں جو مزعوم طرفین تھا۔ یہ اور بات ہے کہ کوئی خبر گیر اور معین نہیں۔ اللہ تعالےٰ اپنی طرف متوجہ رکھے۔ زیادہ استدعا و دُعا۔

العبد دُعا گوئے و دُعا جُوئے بقلم خود

مکتوب نمبر ۳۶۷ مخلصی فی اللہ مکرمی جناب مولوی صاحب حفظکم اللہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ عنایت نامہ کا شکریہ۔ بروایت ثقات ثابت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو جب پیش آمدنی مکروہات و حوادث سے مطلع فرمایا تو علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ یا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین میرے کا اُس وقت کیا حال ہوگا ؟ فرمایا بحمد اللہ محفوظ رہے گا۔ اس پر علی کرم اللہ وجہہ نے خوشی سے شکریہ ادا کیا۔ ولنعم ما قیل ع

غم دیں خور کہ غم غم دین است

الحمد للہ والمنۃ کہ باوجود ایں چنیں ابتلا بمکروہات وشدائد کہ از عرصہ بعید ادر معتاد بوجوہ معاش بیغمی و تعزز واز ہر طرح فراغتی او سُبحانہ و تعالےٰ بفضل و کرم خویش و بطفیل مقبولان خود کش جناب را از غم دین بے غم نساختہ فللہ الحمد والیہ المشتکے و ہو المستعان ولا حول ولا قوۃ الا بہ۔

مکرما دریں دور ابتلا کسے بغیم نظر نے آید اگر از جہتے بے غمی است از جانب دیگر باغم است وہکذا و للہ در العارف القائل ؎

نے بے تو تزک زیستن نے مرگِ من در دست من
اکنوں بکار خویشتن حیرانم آیا چوں کنم
حاشا کہ من غیر ترا سازم درونِ سینہ جا
خود گو بجائے آشنا بیگانہ را جا چوں کنم

در فکر ناقص ایں بے ہیچ جناب بفضلہ تعالےٰ از شکر گزاری ما یجری و محافظت دین عند اللہ ماجور و مصاب اند و دین را نتیجۂ صحبت با بندگان کہ در اوائل دست دادہ بود مے بینم۔ اُمید وار دُعا ہستم وامید از بارگاہِ او سُبحانہ و تعالےٰ چناں دارم کہ سببے از غیب برائے تلاقیٔ طرفین پیدا آید والسلام۔

از محمد عبدالرحمٰن جونپوری سلام و نیاز۔ الراقم نیازمند اہل اللہ از گولڑہ

مکتوب نمبر ۳۶۸

مسئلہ امتناعِ نظیر

کے بارہ میں حضور قبلۂ عالم رضؓ کا فرمان منقولہ از روزنامہ "سیاست" لاہور مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۳۴ء

حضور قبلہ عالمؓ اصل مدعا شروع کرنے سے پہلے فرماتے ہیں کہ اس مقام پر امکان یا امتناع نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اپنا ما فی الضمیر ظاہر کرنا مقصود ہے نہ تصویب یا تغلیط کسی کی فرقتین اسماعیلہ و خیر آبادیہ میں سے۔ فانما الاعمال بالنیات ولکل امرءٍ ما نوی۔

مقدمات (۱) ممتنعات ذاتیہ کا خروج احاطۂ قدرت حق سبحانہ و تعالےٰ سے کمال ذاتی باری تعالیٰ پر دھبہ نہیں آتا۔

۲۔ انقلاب حقائق واقعیہ کا خواہ مورد ذات سے ہوں مثل انسان ۔فرس ۔بقر ۔غنم کی یا مراتب عددیہ سے ہوں مثلاً ایک دو تین چار یا مختلف یعنی معدود بحیثیت عروض مرتبہ عددی مثلاً زید جو اوّل مولود ہے بہ نسبت باقی اولاد عمرو کے ممتنع بالذات ہے۔

۳۔ نظیر کسی چیز کی اسی کو کہا جاتا ہے کہ علاوہ مشارکتہ نوعیہ کے اوصاف ممیزہ کاملہ میں اس چیز کی ہم پلہ ہو۔

۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بحسب الحقیقۃ الروحانیہ النوریہ اوّل مخلوق ہیں اول ماخلق اللہ نوری ۔ اول ماخلق اللہ العقل تصریحات محققین از اہل کشف وشہود اس پر شاہد ہیں ۔کما قال الشیخ الاکبر قدس سرہ الاطہر ۔فلم یکن اقرب الیہ قبولا فی ذٰلک الھباء الا حقیقۃ مُحمّد صلی اللہ علیہ وسلم المسماۃ بالعقل فکان مبدأ العالم باسرہٖ واوّل ظاھر فی الوجود فکان وجودہ من ذٰلک النور الالٰھی اور آخر الانبیاء بھی ہیں ۔قال اللہ تعالٰے ولکن رسُول اللہ وخاتم النبیین ط

اہلِ بصیرت کو ان مقدمات پر گہری نظر ڈالنے سے ثابت ہو جاتا ہے کہ نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ممتنع بالذات بدیں معنی ہے کہ خالق سُبحانہٗ وتعالٰے نے آپ کو ایسا بنایا ہے اور ایسے کاملہ ممیزہ مختصہ صفات کے ساتھ سنوارا ہے کہ جس سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ در صُورت فرض وجود نظیر انقلاب حقیقتہ لازم آتا ہے اور نظیر کہلانے کا مستحق جب ہی ہو سکتا ہے کہ وصف ممیز کامل یعنی اوّل مخلوقیت و ختم نبوت میں مشارک ہو تو معروض مرتبۂ ثانیہ کا معروض مرتبہ اولیٰ کا ہوا ۔ایسا ہی بلحاظ خَتمیت فرض کیا کہ آپ مثلاً چھٹے مرتبہ میں تو نظیر آپ کی معروض ساتویں مرتبہ کی مثلاً ہو کر معروض مرتبہ سادسہ کی ہو گی وہو خلف۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ ممتنعات ذاتیہ میں سے دو قسم اولین اور قسم ثالث میں فرق ظاہر ہے کیونکہ قسم ثالث کا امتناع اوصاف عارضہ کے لحاظ سے ہے اس لئے کہ محل بحث امتناع یا امکان نظیر ہے، نہ امتناع یا امکان مثل۔

خلاصہ یہ کہ آئینہ احمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں خالق عزّ مجدہٗ نے جُداگانہ کمال دکھایا یعنی ایسا بنایا کہ نظیرش امکان ندارد فھذا الکمال راجع الیہ سُبحانہ کما ان ھذا الجمال مختصٌ بہ من منح اللہ تعالیٰ فسبحان من خلقہ واحسنہ واجملہ واکملہ۔

ناظرین کو بعد از غور واضح ہو سکتا ہے کہ مسئلہ امتناع نظیر میں فقیر کا مسلک وطرز اثبات مدعا میں جُداگانہ ہے ۔کیونکہ اس مدعا میں لزوم کذب فی کلام الباری عزّ اسمہ سے کام نہیں لیا۔ ھذا ما فی ذھنی القاصر الآن لعل الحق لایتجاوز عنہ الحمد للہ اوّلاً وآخراً وھو یقول الحق ویھدی السبیل۔

نوٹ : یہ مضمون حضور کریم غریب نواز دامت برکاتہم کے مصنفہ رسالہ ”عجالہ بر دو سالہ“ کے اوّل میں بھی درج ہے۔

نقل از اخبار ”الوکیل“ امرتسر مؤرخہ ۲۳ جولائی ۱۹۲۴ء

بجواب خط از واحدی صاحب معہ خط واحدی صاحب

مخدوم محترم !

السلام علیکم ۔آپ کو ایک تکلیف دینی چاہتا ہوں ۔امید ہے کہ اللہ کے واسطے اسے قبول فرماویں گے ۔دو ایسے شخصوں کے درمیان جن کا ہزارہا بندگانِ خُدا پر اثر ہے ۔سجدۂ تعظیم یا سجدۂ للمرشد کی بابت بحث چل رہی ہے ۔ایک کا خیال ہے کہ سجدہ للمرشد جائز ہے اور اس کی تمام اشاعت کرنی چاہیئے ۔اور دُوسرا اس کو ناجائز کہتا ہے اور روکنا چاہتا ہے ۔دونوں نیک نیت ہیں جس کی غلطی ثابت ہو جاوے گی وہ ہرگز ہرگز ہٹ دھرمی نہیں کرے گا ۔آنجناب اگر توجہ فرماویں تو قصہ بآسانی طے پا سکتا ہے ۔برائے نوازش اس مسئلہ کی نسبت اپنی رائے سے مطلع کیجئے اور بے شمار مسلمانوں کو گمراہی سے بچا کر ماجور ہو جیئے ۔مفصل لکھنے کی فرصت نہ ملے تو چند سطریں ہی سہی مگر جلد۔

خادم خیر طلب واحدی ایڈیٹر خطیب نظام المشائخ از دہلی

الجواب بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مکتوب نمبر ۳۶۹

مخلصی فی اللہ ایڈیٹر خطیب صاحب حفظک اللہ تعالٰے

بعد سلام ودُعا آنکہ شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سجدہ کو عبادت مختصہ بالخالق عزّ اسمہٗ ٹھہرایا گیا ہے اور اسی پر ہے تعامل صحابہ وتابعین وتبع تابعین ومن بعدہم الے یومنا ہذا علیہم الرضوان۔

یہ اور بات ہے کہ کسی مقبول سے جس وقت اس کی چشم شہود میں غیر اللہ نہ ہو سجدہ مخلوق کی طرف وقوع میں آئے ۔غایۃ ما فی الباب از رُوئے نظر بجانب مستی وغلبہ وہ مقبول خُدا ہیں عند ارباب التحقیق ماخوذ ومجرم نہ ٹھہرایا جائے گا ۔ہذا ما عندی واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ عفی عنہ ربہ بقلم خود از گولڑہ

(البقیۃ خطوط حضرت مولانا محمد چراغ صاحب چکوڑویؒ) مکتوب نمبر ۳۷۰

عزیزی ومخلصی محمد چراغ صاحب حفظکم اللہ مع المتقین

بعد سلام ودُعا اینکہ سفر ہندوستان سے بخیریت بفضلہ تعالٰے وتوجہ احباب واپس ہو کر مکان پر پہنچ گیا ہوں ۔اگر ممکن ہو تو معہ برخورداران غلام دستگیر شفاہ اللہ تعالٰے مجھ سے ملیں۔ میں بوجہ علالت طبع سیال شریف حضرت ثانی رضی اللہ عنہ وعن مشائخہ کے عرس پر حاضر نہیں ہونگا۔ جناب مولوی صاحب کو تسلیم ۔سب کو ما وجب۔

داعی ومستدعی از گولڑہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۳۷۱ مجبی و مخلصی محمدؐ چراغ صاحب سلامت باشد

بعد از سلام و دُعا آنکہ ہر ایک انسان کے لئے ایک خناس محرک سلسلہ وساوس اور دُوسرا قرین ملکی لگا ہوا ہے۔ قابل شکر یہ ہے یہ امر کہ بئس القرین جُداگانہ اپنے سے معلوم ہوتا ہے بغیر از بیخودی جو نتیجۂ استغراق ذکر قلبی ہے اس بلا سے نجات شاغل کے لئے غیر متصور ہے۔ اللہ تعالیٰ معموری اوقات عطا فرمادیں۔ ایام عرس قریب ہیں تسلی فرمادیں۔ سب حضرات کو تسلیم۔

مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۳۷۲ مجبی و مخلصی مُحمّد چراغ صاحب حفظک اللہ تعالےٰ مع اللحقہ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ سلام و دُعا داعی بفضلہ سبحانہ بخیریت تونسہ شریف سے واپس ہو کر راولپنڈی حسب عادۃ باصرار احباب اُترا ہے۔ جمعہ تک یہاں قیام ہے اور سب طرح سے خیریت۔ سب برخورداران کو سلام و دُعا۔ جناب مولوی صاحب کو تسلیم۔ خُدا بخش کو سلام و دعا۔ سب کو سلام۔

داعی مہر شاہ بقلم خود از راولپنڈی

مکتوب نمبر ۳۷۳ مجبی و مخلصی راسخ الاخلاص مُحمّد چراغ صاحب سلامت

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ امابعد بخیریت مکان پر پہنچ گیا ہوں۔ ہر طرح سے خیریت ہے محبت نامہ کو مفصل طور پر ملاحظہ کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو نادم نہ کرے گا۔ زیادہ دُعا۔ مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۳۷۴ مجبی و مخلصی مُحمّد چراغ صاحب سلامت باشد

بعد سلام آنکہ داعی بخیریت تونسہ شریف سے واپس آگیا ہے۔ تاریخ شادی کاتک ۱۳ ر ۱۴ مقرر ہوئی ہے۔ بروقت روانگی اطلاع دی جاوے گی۔ حضور تونسوی مغفور و مرحوم کا وصال یوم شنبہ وقت سحر بعد ادائے نماز باشارہ ہوا ہے۔ زیادہ سلام برخورداران کو سلام و دُعا۔ زیادہ سلام۔

مہر شاہ بقلم خود

مکتوب نمبر ۳۷۵ مجبی و مخلصی حافظ مُحمّد چراغ سلامت

بعد سلام آنکہ انشاء اللہ العزیز بتاریخ ۱۸ بروز ہفتہ سوار شدہ علی الصبح در لالہ مُوسیٰ پائین خواہم شد۔ باز بہ گاڑی ظہر سوار شدہ بخوشاب ...... والباقی عند التلاقی۔ از کیفیت مزاج خویش و جناب سجادہ نشین و مولوی صاحب اطلاع بخشند۔ تسلیم ہم رسانند۔ والسلام

محب الفقراء مہر علی شاہ از گولڑہ

مکتوب نمبر ۳۷۶ مجبی و مخلصی عزیزی مُحمّد چراغ سلامت باشند

بعد سلام و دُعا آنکہ انشاء اللہ تعالےٰ دوشنبہ کا دن گزار کر منگل کی شام کے بعد ۷ بجے پھر اسٹیشن گولڑہ سے سوار ہوں گا۔ آپ اسی شب گجرات میں شامل ہو سکتے ہیں۔ وہ کتاب جو جناب صاحبزادہ صاحب کو نقل کرنے کے لئے میں نے دی تھی ہو سکے تو ہمراہ لادیں۔ جناب مولوی صاحب و برخورداران کو سلام۔ جناب صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں تسلیم۔ مہر شاہ

مکتوب نمبر ۳۷۷ مجبی و مخلصی مُحمّد چراغ سلامت باشند

بعد سلام آنکہ مکرر مے نویسم کہ نسخہائے شمس الہدایت دہ عدد مرسلہ جناب مولوی مُحمّد غازی صاحب براقم رسیدہ بودند باضلاع مختلفہ مثل تونسہ شریف و سیال شریف و دکن حیدر آباد۔ بخدمت مخدومی صاحب مولانا محمد لطف اللہ صاحب دام فیضہ و ہکذا تقسیم نمودہ فرستادہ شدند۔ میاں احمد خوشحالی و صاحبزادہ عبد العزیز قبل از رمضان تاکید اکید چونکہ نوشتہ بودند اوشاں را ہم فرستادہ شدند بالضرور نسخہ از دکان حافظ مُحمّد الدین کتب فروش بطلبند۔ بذریعہ خطوط مطلع شدم کہ جواب نویساں اقرار نمودہ اند کہ لاریب جواب ایں تحریر تادم حال از مایاں کسے نداده و اکثر مرزائیاں از عقیدۂ خود برگشتہ اند زیادہ سلام۔

مہر شاہ

مکتوب نمبر ۳۷۸ مجبی و مخلصی مُحمّد چراغ سلامت باشد

تسلیم۔ از ملاحظہ مکتوبات کیفیت بظہور پیوست مبلغ صعہ پانزدہ روپیہ بذریعہ منی آرڈر فرستادہ شد۔ باقی نیز فرستادہ خواہد شد۔ باقی معمول را بدستور قائم دارند انشاء اللہ العزیز تکلیف رفع خواہد شد۔ تسلی دارند از غلام احمد و محبان سلام۔ الراقم مہر علی شاہ

مکتوب نمبر ۳۷۹

بر زمرہ محباں و مخلصاں از اہل اسلام واضح باد مغلطی رائے گھیبہ ساکن بھوچال کلاں از عرصہ دراز تعلق محبت و داد بایں کمینہ ترین خلق اللہ میدارد۔ مے خواست کہ رشتۂ ہذا در سلک تحریر بظہور آوردہ شود۔ بپاس خاطرش ایں چند سطور نوشتہ دادہ مے شود۔ اللہ تعالےٰ کاتب و مکتوب لہٗ و ناظرین جملہ را موجبات رضا و لقا نصیب گرداند والسلام۔

العبد الملتجی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ بقلم خود

چوہدری اورنگ زیب صاحب ریٹائرڈ ڈی سی نے بیان فرمایا کہ پاکپتن شریف میں ایک معمر حکیم صاحب قدرت اللہ نامی رہتے ہیں۔ جو ابوہر کے علاقہ کے باشندے ہیں۔ انہوں نے بیان

کیا کہ غزل ذیل حضور کریم غریب نواز دامت برکاتہم نے کسی سے لکھوا کر ان کو عطا فرمائی تھی۔
(یہ حکیم صاحب خواجہ اللہ بخش صاحب تونسوی رضؓ کے مرید ہیں۔ اور پاکپتن میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور وہیں یہ عطیہ پایا۔)

غزل

گرچہ غرق بحرِ عصیانیم ما — آیتِ لا تقنطوا خوانیم ما
کن بشایان درت مارا قبول — حضرتت را گر نہ شایانیم ما
برزمینِ عجز بہرِ وصلتت — عمرہا شد جبہ سایانیم ما
گر نہ باشد لام لطفت دستگیر — در خجالت تا ابد مانیم ما
عقلِ کل عاجز بماندہ در صفات — کنہ ذاتت را کجا دانیم ما
مور لنگیم و ضعیف و مضطرب — چوں نظر افتد سلیمانیم ما
خواجۂ ما رحم بر جمع ضعیف — بر درت للہ گویانیم ما
گر نباشی رہنما در وصل خود — ہمچناں اعمے و بے راہانیم ما
میکنم دریوزۂ وصل ترا — شیئاً للہ از گدایانیم ما

مے کند مہر علیؓ از سوزِ دل
نالہا کہ وصل جویانیم ما

مکتوب نمبر ۳۸۰

نقل سند حدیث شریف عطا فرمودہ بمولانا الشیخ الجامع غلام محمد گھوٹوی رحمۃ اللہ علیہ

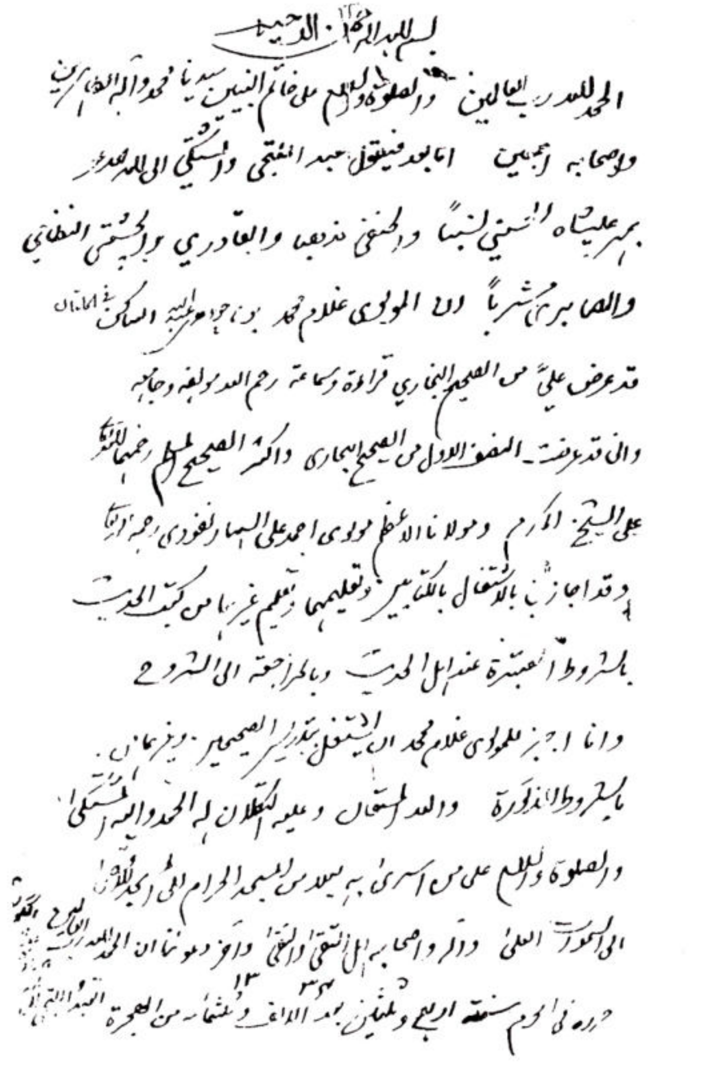
بسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین سیدنا محمد وآلہ الطاہرین و اصحابہ اجمعین ؓ

اما بعد فیقول العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ الحسنی نسباً والحنفی مذہباً والقادری والچشتی النظامی والصابری مشرباً ان المولوی غلام محمد بن چوہدری عبد اللہ الساکن فی الملتان قد عرض علی من الصحیح البخاری قرأۃً وسماعۃً رحم اللہ مؤلفہ وجامعہ وانی قد عرضت النصف الاول من الصحیح البخاری واکثر صحیح المسلم رحمہما اللہ تعالیٰ علی الشیخ المکرم ومولانا الاعظم مولوی احمد علی السہانفوری رحمہ اللہ تعالیٰ وقد اجازنی بالاشتغال بالکتابین وتعلیمہما وتعلیم غیرہما من کتب الحدیث بالشروط المعتبرۃ عند اہل الحدیث وبالمراجعۃ الی الشروح وانا اجیز للمولوی غلام محمد ان یشتغل بتدریس الصحیحین وغیرہما من کتب الحدیث بالشروط المذکورۃ واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔ لہ الحمد والیہ المشتکے والصلوٰۃ والسلام علے من اسری بہ لیلاً من المسجد الحرام الے المسجد الاقصی الے السموات العلی وآلہ واصحابہ اہل التقی والنقی وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

حررہ :۔ فی المحرم سنۃ اربع وثلاثین بعد الالف وثلاثۃ مائۃ من الہجرۃ۔

العبد الملتجی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ الگولڑوی


بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على خاتم النبيين سيدنا محمد وآله الطاهرين
واصحابه اجمعين اما بعد فيقول عبد الملتجی والمشتكي الى الله المدعو
بمهر علیشاه الحسني نسبًا والحنفي مذهبًا والقادري والچشتي النظامي
والصابري مشربًا ان المولوی غلام محمد بن چوهدری عبد الله الساکن الملتان
قد عرض عليّ من الصحيح البخاري قراءة وسماعة رحم الله مؤلفه وجامعه
والى قد عرضت النصف الاول من الصحيح البخاري واكثر الصحيح المسلم رحمهما الله
على الشيخ الاكرم ومولانا الاعظم مولوی احمد علی السهارنفوری رحمه الله
وقد اجازني بالاشتغال بالكتابين وتعليمهما وتعليم غيرهما من كتب الحديث
بالشروط المعتبرة عند اهل الحديث وبالمراجعة الى الشروح
وانا اجيز للمولوی غلام محمد ان يشتغل بتدريس الصحيحين وغيرهما
بالشروط المذكورة والله المستعان وعليه التكلان له الحمد واليه المشتكى
والصلوٰة والسلام على من اسرى به ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى
الى السموات العلى وآله واصحابه اهل التقى والنقى وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين
حرره في المحرم سنة اربع وثلثين بعد الالف وثلثمائة من الهجرة
العبد الملتجی الی الله المدعو بمهر علی شاه الگولڑوی

(خط بنام مولانا غلام محمد گھوٹوی مرحوم الشیخ الجامع فی بہاولپور)

مکتوب نمبر ۳۸۱ مخلصی فی اللہ مولوی غلام محمد صاحب حفظکم اللہ تعالےٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اس خط سے پہلے بھی مجھ کو اس کا خیال ہے اور دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اُس کا نعم البدل عطا فرمائے اور دُوسرے امر میں بھی حسب منشا کامیابی بخشے۔ آمین۔ والسلام

دُعا گو از گولڑہ

مکتوب نمبر ۳۸۲

سند حدیث الاسودین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لولیہٖ والصلوٰۃ والسلام علے نبیہ سیّدنا محمد وآلہٖ وصحبہٖ۔

امابعد فیقول العبد الضعیف مہر علی شاہ اضافنا مولانا لطف اللہ بالاسودین التمر والماء قال اضافنا مولانا الشیخ عبدالرحمٰن البانی پتی بالاسودین التمر والماء قال اضافنا الشیخ الذی ہو فرید العصر و وحید الدہر مولانا واستاذنا المولوی محمد اسحاق اعلے اللہ درجاتہ فی الجنۃ بالاسودین التمر والماء۔ قال اضافنا فرید عصرہ و وحید الدہرہ عبدالعزیز بالاسودین التمر والماء قال اضافنا الشیخ ولی اللہ بالاسودین التمر والماء قال اضافنا شیخنا ابوطاہر بالاسودین التمر والماء قال اضافنا شیخنا محمد بن محمد بن سلیمان المغربی الروحانی نزیل مکۃ الشریفہ بالاسودین التمر والماء قال اضافنی ابوعثمان سیّدی سعید بن ابراہیم الجزائری عرف بقدورہ بالاسودین التمر والماء قال اضافنی الشیخ سیدی سعید بن احمد المقری القرشی بالاسودین التمر والماء قال اضافنی الشیخ الصدور الاوحدی سیدی احمد حجی الوہرانی بالاسودین التمر والماء قال اضافنی الشیخ شیخ الانام موضح طریق الاسلام ابوسالم سیّدی ابراہیم التازی البلنسی بالاسودین التمر والماء قال اضافنی الشیخ العالم الولی ابوالفتح محمد بن ابی بکر بن الحسین المراغی المدنی بمنزلہ بالمدینۃ تمراً وماءً فی یوم الخمیس شہر اللہ المحرم سنۃ احدی وثلاثین وثمانمائۃ وقرء علینا اخبرنا الحافظ نصیب الدین سلیمان بن ابراہیم العلوی اسمانی بقرأتی علیہ بتعز قال اخبرنی والدی اجازۃً قال اخبرنا الفقیہ تقی الدین عمر بن علی الشعبی قال اضافنا شیخنا القاضی فخرالدین الطبری فی منزلہ بزبید بالاسودین التمر والماء قال اضافنا شیخنا الامام فخرالدین محمد بن ابراہیم الخبری الفارسی علے الاسوین التمر والماء قال اضافنا الشیخ الحافظ ابوالعلاء الہمدانی علے الاسودین التمر والماء قال اضافنا الشیخ ابوبکر ہبۃ اللہ بن الفرج الکاتب المعروف بابن اعث الطویل الہمدانی علے الاسودین التمر والماء قال اضافنا ابوجعفر محمد بن الحسین بن محمد بن ابراہیم الصوفی علے الاسودین التمر والماء قال اضافنی ابوالحسن علی بن الحسین الواعظ علے

الاسودین التمر والماء قال اضافنا ابوشیبہ احمد بن ابراہیم العطار المخزومی بالبردان علے الاسودین التمر والماء قال اضافنا جعفر بن محمد بن عاصم الدمشقی علے الاسودین التمر والماء قال اضافنا نوفل الہاد علے الاسودین التمر والماء قال اضافنا عبداللہ بن میمون القداح علے الاسودین التمر والماء قال اضافنا جعفر بن محمد الصادق علے الاسودین التمر والماء قال اضافنا ابی محمد بن علی الباقر علے الاسودین التمر والماء قال اضافنا ابی علی بن الحسین بن علی علے الاسودین التمر والماء قال اضافنی ابی علے الاسودین التمر والماء۔ قال اضافنی علیؓ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ علے الاسودین التمر والماء قال اضافنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علے الاسودین التمر والماء ثم قال من اضاف مومناً فکانما اضاف آدم ومن اضاف مومنین فکانما اضاف آدم وحواء ومن اضاف ثلاثۃ فکانما اضاف جبرئیل ومیکائیل واسرافیل ومن اضاف اربعۃ فکانما قرأ التوراۃ والانجیل والزبور والفرقان ومن اضاف خمسۃ فانما صلی الصلوات الخمس فے الجماعۃ من اوّل یوم خلقہ اللہ الخلق الی یوم القیامۃ ومن اضاف ستۃ فکانما اعتق ستین رقبۃ من ولد اسمٰعیل علیہ السلام ومن اضاف سبعۃ غلقت عنہ سبعۃ ابواب جہنم ومن اضاف ثمانیۃ فتحت لہ ثمانیۃ ابواب الجنۃ ومن اضاف تسعۃ کُتب اللہ لہ اجر من صلی وصام وحج واعتمر الے یوم القیامۃ واضفت الاخ الاعز الفاضل الیلمعی غلام محمد بالاسودین التمر والماء واجزتہ لروایۃ حدیث الاسودین عنی وانا العبد المشتکی والملتجی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ عفی عنہ۔ والحمد للہ اوّلاً وآخراً والصلوٰۃ والسلام منہ باطناً علیہ ظاہراً ۱۲۔

مکتوب نمبر ۳۸۳

مخلصی فی اللہ مُحمّد شاہ صاحب حفظک اللہ علی الصراط المستقیم

بعد سلام آنکہ آپ کا خط درباره شیوع مذہب بہائی پہنچا۔ فرقہ بہائیہ کا معاذ اللہ نسخ شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس آیت کو پیش کرنا (یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ الف سنۃ مما تعدون) غلط محض اور بالکل لچر و بیہودہ خیال ہے۔

اُسی قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (ما کان مُحمّدٌ ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین) خاتم النبیین اُسی کو کہا جاتا ہے کہ اس نبی کے بعد کوئی اور نبی نہ ہو۔ ایسا ہی حدیث شریف میں ہے (ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا نبی بعدی ولا رسول) یعنی پیغمبری ختم ہو چکی ہے میرے پیچھے کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ پھر بہاؤ الدین وغیرہ کیسے پیغمبر ہو سکتے ہیں اور شرع محمدی کس طرح منسوخ ہو سکتی ہے۔

آیہ یدبر الامر کا مطلب یہ ہے کہ خُدائی بادشاہت اور کارروائی کے تدابیر دُنیا میں آسمان سے زمین کی طرف اُترتے رہتے ہیں۔ پھر قیامت آنے پر یہ سب تدابیر دُنیاوی امور کے جاتے رہیں گے اور وہ قیامت کا دن بوجہ شدّت اور سختی کے کافر پر اس قدر لمبا اور دراز معلوم ہوگا

کہ گویا ہزار سال کا دن ہے۔ جیسا کہ سُورہ سجدہ کی آیت مذکورۃ الصدر میں (الف سنۃ مما تعدون) آیا ہے) یا وہ قیامت کا دن سخت ہولناک ہونے کی وجہ سے کافر کو پچاس ہزار سال کا معلوم ہوگا۔ چنانچہ سُورہ معارج میں (خمسین الف سنۃ) وارد ہے۔

کوئی یہ خیال نہ کرے کہ ایک آیت میں ہزار سال اور دُوسری میں پچاس ہزار سال تو ایک آیت دُوسری کے مخالف ٹھہری۔

جواب: اس لئے کہ ہزار سال اور پچاس ہزار سال سے مُراد یہ ہے کہ کافر کو بہت لمبا اور دراز معلوم ہوگا۔ اس کی درازی کو خواہ ہزار سال کہیئے خواہ پچاس ہزار سال۔ اور مومن کو وہ دن نماز فرضی کے وقت ادا سے کم مقدار معلوم ہوگا۔ چنانچہ حدیث شریف میں یہی مضمون ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ آیت (یدبر الامر) کا مطلب وہ نہیں جیسا کسی جاہل نے نسخ شرع مُحمّدی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں سمجھا ہے۔ وہ جاہل یہ بھی نہیں سمجھتا کہ اگر اسی آیت کا مطلب یہ ہوتا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین کیسے ٹھہرتے جب کہ معاذ اللہ بہاء الدین مع کتاب آسمانی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد آنے والا پیغمبر ہوتا۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اسلام اور شرع مُحمّدی کو جہال اور بے دینوں کے حملوں سے بچائے۔ والسلام۔

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ عفی عنہ ربہ بقلم خود از گولڑہ
۷ ربیع الثانی ۱۳۳۴ھ

مکتوب نمبر ۳۸۴

سند

الحمد للہ القدیم الذی لایزال ولم یزل العلیم الذی لایجہل الحلیم الذی لایعجل الجواد الذی لایبخل المتعزز بجلال وحدانیۃ المتہزز بجمال رحمانیۃ المتحوز بکمال فردانیۃ واشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ واشہد ان محمداً عبدہٗ ورسُولہ المرتدی بردا رفخار (کنت نبیا وآدم بین الماء والطین) المہتدی الی فضاء اسرار (فعلمت علم الاوّلین والآخرین) سابح لج (فکان قاب قوسین او ادنیٰ) سائح فج (وان الیٰ ربک الرجعی وان الی ربک المنتہیٰ) صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ والذین اتبعوہم باحسان وسلم تسلیماً کثیرا لاتعد ولاتحصی سیما علی سیدی شباب اہل الجنۃ الحسن والحسین وذریتہما خصوصاً علی سیدنا الشیخ محی الدین ابی محمد عبدالقادر الجیلانی وعلی سیدنا الشیخ معین الدین حسن سنجری ثم اجمیری۔ امابعد فقد وصل الی بعض تحریرات مخلصی فی اللہ مولوی احمد بن محبی للہ عبداللہ القاری المکی الماتریدی الحنفی المقیم فی المدرسۃ الصولتیۃ فوجدتہ بفضل اللہ وکرمہ فائقاً فی المنقولات بارعاً فی المعقولات

فاجزتہ اجازۃ عامۃ لتدریس العلوم کلہا کما اجازنی بعض مشائخی اجازۃً عامۃً والیفً اجزتہ واوصیہ بالمواظبۃ علی التقوی واتباع السنۃ سرًا وعلانیۃً والمداومۃ علی الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بصیغۃ اللّٰھم صل علی مُحمّد وعلیٰ آل مُحمّد وبارک وسلم مائۃ مرۃٍ و ذکر اللہ تعالیٰ اللہ الصمد اللہ الصمد اللہ الصمد کذا مائۃً مرۃً بر کل صلوۃٍ والسلام خیر ختام۔

العبد الملتجی والمشتکی الی اللہ المدعو بمہر علی شاہ عفی عنہ ربہٗ
رابع جمادی الاوّل ۱۳۳۴ھ

اللّٰھم اغفر لناقلہ مُحمّد عبدالحیی چشتی بن مولانا غلام مُحمّد الگھوٹوی ثم بہاولپوری والوالدیہ واحسن الیہما کما احسنا الیہ۔

فہرست مطالب مضمون وار

مختصر تشریحات

از

غلام عبدالحق محمد

(جی اے حق)

حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق ملائکہ و ابلیس کا طرزِ عمل

اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو زمین میں خلیفہ بنانے کا ذکر فرمایا تو ملائکہ نے کہا اے اللہ کیا تو اس کو زمین میں خلیفہ بناتا ہے جو وہاں فساد پھیلائے گا اور خون بہائے گا جبکہ ہم حمد کے ساتھ تیری تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔

حضرت مکتوب نمبر ۸ میں فرماتے ہیں کہ ملائکہ کا یہ سوال کرنا لاعلمی کی وجہ سے تھا جس کا تدارک ملائکہ کی طرف سے سُبحٰنک لاعلم لنا کہنے سے ہوگیا۔ ملائکہ حصول علم کی طلب کرتے تھے اور ابلیس نے سجدہ سے انکار کر دیا جو نہ ماننے اور کُفر کی بات ہے۔

حضرت والا نے اگلے خط میں مزید وضاحت کرتے ہُوئے فرمایا ملائکہ کا استفسار اسی طرح کا تھا جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سوال اطمینانِ قلب حاصل کرنے کے لئے تھا یا جس طرح حدیبیہ کے مقام پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سوال کیا تھا یا رسُول اللہ کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟

اگلے خط میں حضور والا نے تحریر فرمایا کہ ملائکہ کا طرزِ خطاب گستاخی پر مبنی نہ تھا کیونکہ موجودہ زمانے کے لوگ تو مَیں کو بے ادبی سمجھ کر آپ جناب استعمال کرتے ہیں مگر صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے (انت قلت) سے خطاب کرتے تھے۔ اسی طرح عالم ملائکہ میں لکھنوی تکلفات نہ تھے۔

البتہ ملائکہ ترک اولیٰ کے مرتکب ہُوئے ہیں۔

اہل اللہ کی صُحبت کا فیض

حضرت والا نے مکتوب نمبر ۹ میں بُخاری شریف کے حوالے سے تحریر فرمایا کہ روزِ قیامت ایک گناہ گار شخص کو اللہ تعالیٰ صرف اس لئے جنّت میں داخل فرمائے گا کہ وہ ایک مقبول بندے کے پاس حاضر ہوتا تھا اگرچہ دُنیاوی مطلب کے لئے آتا تھا۔

اللہ تعالیٰ کا بزبان حضرت نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعدہ ہے کہ وہ اپنے مقبول بندوں کے پاس آ بیٹھنے والوں کو بدبخت نہیں رہنے دیتا۔

حضُور والا ایک اور خط میں فرماتے ہیں۔ زیارات اہل اللہ جسمانی و رُوحانی صحت کے لئے بہترین نسخہ جات ہیں۔

اولیاء اللہ کا کشف

عام قاعدہ یہی ہے کہ موت کا وقت کسی کو نہیں معلوم مگر اولیاء اللہ کو بذریعہ کشف اس کی خبر دی

جاتی ہے جیسا کہ حضرت والا مکتوب نمبر ۲۸ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت خواجہ محمود تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریری طور پر اطلاع بخشی تھی اور خط میں لکھا تھا "مجھے جتلایا گیا ہے کہ میں اس سال میں دارِ فانی سے رُخصت ہو جاؤں گا۔" اور ایسا ہی ہوا اسی سال خواجہ محمود تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے وصال فرمایا۔

انسان کے عالم صغیر ہونے کی تشریح

عالم چار ہیں عالمِ اعلیٰ، عالمِ استحالہ، عالمِ تعبیر اور عالمِ نسب اور چونکہ انواع مذکورہ میں سے ہر ایک کی نظیر انسان میں موجود ہے اس لئے انسان کو عالم صغیر کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو مکتوب نمبر ۳۲

زندگی کیسے گزارنی چاہیئے؟

حضرت والا نے مکتوب نمبر ۲۴ میں ایک سنہرا اصول بیان فرمایا ہے کہ ایسا حلیم نہ ہونا چاہیئے کہ ضروریات میں نقصان ہو اور نہ ایسا درشت کہ خلقِ خدا بیزار ہو۔

میانہ روی کامیابی کی بنیاد ہے اور میانہ روی ہر چیز میں ضروری ہے۔ حتیٰ کہ کھانے پینے میں، بولنے چالنے میں، دوستی دشمنی میں، سونے جاگنے میں اور زندگی کے تمام تر معاملات میں خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے۔

صُوفیا کی شاعری

صُوفیا نے اشعار کہے ہیں مگر ان کا مقصود شاعری کبھی نہیں رہا بلکہ ان کا مطمعِ نظر دینی حقائق کو مؤثر انداز میں پیش کرنا ہوتا ہے۔ اس لئے فنِ شاعری کے قواعد پر پابندی کو زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ یہی نکتہ واضح کرتے ہوئے حضرت والا نے مکتوب نمبر ۱۵ میں فرمایا "لسان الوقت کو کافیہ ردیف سے غرض نہیں لہٰذا مجنونانہ مضامین پر عقلا کو مواخذہ کا استحقاق نہیں۔"

اور ایک خط میں فرماتے ہیں "یہ چند اشعار جو لسان الوقت نے بغیر امداد عروض و قوافی ہدیہ دردولت کئے ہیں اُمید ہے کہ بہ لحاظ جنون و بے ساختہ پن محل اعتراض بلغا نہ ہوں گے۔"

روضہ رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حاضری

آپ مکتوب نمبر ۴۵ میں فرماتے ہیں اس میں شک نہیں کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ ہر طرح سے سمیع، بصیر و علیم ہے۔ کوئی امر اس سے پوشیدہ نہیں مگر گناہ گاروں کے معروض نجات طلبی کا ضروری طور پر محل اجابت تک پہنچنا اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت و سفارش پر موقوف ہے۔

جیسا کہ ارشاد ہے: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ

وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۔ (النساء : ۶۴)

حضرت نبیِّ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ پاک کے سامنے حاضر ہو کر یہ آیت پڑھ کر بارگاہِ مجیب الدعوات میں شفاعت کرنے کی درخواست کرنی چاہیئے۔

اثنا شغل میں وضو کی ضرورت

جو شخص اوراد و وظائف میں مشغول ہو اور اثنا شغل وضو کی حاجت لاحق ہو جائے تو وضو کرنا چاہیئے اور جس قدر وظائف پڑھے جا چکے ہوں اس سے آگے جاری رکھنا چاہیئے۔ نئے سرے سے آغاز کرنے کی ضرورت نہیں۔ ملاحظہ فرمائیں مکتوب نمبر ۶۳۔

دفع شر اعدا کے لئے وظیفہ

کسی حاکم اور جابر شخص کے سامنے پیش ہونا ہو تو باوضو آیۃ الکرسی گیارہ بار اور سُورہ اخلاص پچیس بار پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر دم کر کے منہ پر پھیر لیں۔ (مکتوب نمبر ۷۰)

حضرت والا نے مکتوب نمبر ۷۵ میں تحریر فرمایا کہ آیت وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ط وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا ط وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ۔ وبسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئ فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم تین تین دفعہ صبح و شام معمول رکھیں۔

رفع طاعون کے لئے وظیفہ

حضرت والا نے مکتوب نمبر ۹۹ میں جناب مولانا محمد چراغ صاحبؒ کو تحریر فرمایا کہ رفع طاعون کے لئے اکثر سورہ تغابن مساجد اور گھروں میں پڑھوایا کریں۔

راہِ سلوک میں امتحان کا درپیش ہونا

حضرت والا نے مکتوب نمبر ۱۰۲ میں محبِ مخلص محمد چراغ صاحب کو تحریر فرمایا کہ راہ سلوک میں پہلے پہل کئی امتحان درپیش ہوتے ہیں مگر ان سے گھبرانا نہیں چاہیئے بلکہ ثابت قدم رہنا چاہیئے۔

رشتہ محبت کا نازک ہونا

محبت کا رشتہ نازک ہوتا ہے۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت والا نے مکتوب نمبر ۱۰۶ میں تحریر فرمایا کہ رشتہ محبت کا نازک ہونا اس معنی میں نہیں کہ یہ رشتہ ضعیف اور کمزور ہوتا ہے۔ یہ رشتہ تو

سراپا قوت ہوتا ہے مگر اس کے نازک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ رشتہ لطیف ہوتا ہے۔

اہل اللہ کا طریقہ دوستی

اہل اللہ کا مشرب دوستی میں یہ ہوتا ہے کہ وہ کسی بھی حال میں کسی بھی شخص کے ساتھ دلی اخلاص کو ترک نہیں کرتے۔ ان کا طریقہ دوستی یہ ہے کہ جو کوئی ان کی طرف ایک بالشت بڑھتا ہے وہ اس کی طرف پورا قدم آگے بڑھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو مکتوب نمبر ۱۴۲۔

بدنی طاقت کی ضرورت

انسان رُوح مجرد نہیں ہے بلکہ جسم بھی انسانی وجود کا لازمی حصہ ہے۔ اِسی لئے حضرتؒ والا نے مکتوب نمبر ۱۴۵ میں فرمایا کہ حصول کمالات بدنی طاقت سے بھی تعلق رکھتا ہے۔ لہٰذا جسم کا خیال ضروری ہونا چاہیئے۔

راہِ سلوک اور تصوّرِ شیخ

راہِ سلوک میں ورد و وظائف کے ساتھ تصورِ شیخ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ حضرت والا نے مکتوب نمبر ۱۴۶ و ۱۷۹ میں محترم محمد چراغ صاحب کو وظیفہ بتاتے ہُوئے فرمایا کہ "اَللّٰہُ الصَّمَدُ" کا ذکر تین ہزار بار کریں حبس نفس اور تصورِ شیخ کے ساتھ۔ اگر حبس نفس ممکن نہ ہو تو تصورِ شیخ کے ساتھ وظیفہ تمام کریں۔

ایک اور خط میں آپ نے تقویت رابط و نسبت، تصورِ شیخ و شغل قلبی کو کافی قرار دیا ہے۔

پیرانِ طریقت کی پیروی کا اثر

پیرانِ طریقت کی مکمل پیروی نہ صرف مرید کو ذاتی حد تک فائدہ مند ہوتی ہے بلکہ اس کو مُرشد اور فیض رساں کا درجہ عطا کرتی ہے۔ یعنی پیرانِ طریقت کی پیروی کرنے والا آخر کار خود رہنما اور دُوسرں کیلئے فیض کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ (مکتوب نمبر ۱۶۸)

نذر پُوری کرنے کا مسئلہ

جس مقصد کے لئے نذر مانی جائے جب وہ مقصد مکمل طور پر پُورا ہو جائے تو نذر ادا کرنی لازم ہوتی ہے۔ اگر مقصد ادھورا رہ جائے اور مکمل طور پر مقصد پورا نہ ہو تو نذر ادا کرنی لازم نہیں۔ تاہم ایسی صُورت میں نذر کا کچھ حصہ ادا کرنا بہتر ہے۔ (مکتوب نمبر ۱۷۲)

مقصد پُورا نہ ہونے پر پریشان ہونا

دُنیاوی مُراد حاصل نہ ہونے پر افسوس کرنا اور دل میں کُڑھنا قسام حقیقی یعنی اللہ تعالےٰ کی بارگاہ میں شکایت کرنے کے مترادف ہے جس کو صوفیا ناپسندیدہ قرار دیتے ہیں مگر وہ مراد جو قبلہ اہل دل ہے اس کے نہ ملنے پر قلق اور اضطراب اعلیٰ کیفیت سمجھی جاتی ہے۔ یعنی دُنیا کا مطلب حاصل نہ ہو تو رنج نہیں کرنا چاہیئے اور اگر دینی مقصد یا اُخروی نعمت کا ذریعہ نہ ملے تو ضرور افسوس کرنا چاہیئے۔ (مکتوب نمبر ۲۰۵)

استقامت

عجیب و غریب کرامات کے مقابلے میں راہ خُدا کے اندر استقامت اختیار کرنا صوفیا کے نزدیک زیادہ بہتر سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے حضرت والا بھی مکتوب نمبر ۲۱۹ میں استقامت کا حکم دیتے ہوئے پابندی اوقات، ترک مالایعنی اخلاص اور مراقبہ اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی فی کل حین پر قائم رہنے کی تاکید فرماتے ہیں۔ ترک مالایعنی سے یہ مراد ہے کہ وہ چیزیں چھوڑ دیں جو کسی دینی مقصد اور اُخروی نعمت سے تعلق نہ رکھتی ہوں۔ حضرت والا کا ارشاد ہے کہ مراقبہ کرتے ہوئے یہ الفاظ کہیں اللہُ حاظری (میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں) اللہُ ناظری (اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔) اللہ معی (اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہے۔)

سُورہَ اخلاص کے اثرات

حضرت والا مکتوب نمبر ۲۳۶ میں جناب فخرالدین صاحب کو تحریر فرماتے ہیں کہ سورہَ اخلاص دفع ہم و غم، مغفرت گناہاں، رضاءِ الٰہی، اخلاص، توکل وغیرہ کے لئے نہایت مفید ہے۔ یہ وہ نعمت عظمیٰ ہے کہ اس سے اعراض کرتے ہوئے کشف و استخارہ کی طرف متوجہ ہونا عاشق کے لئے موت ہے۔ رات کو سو بار نوافل میں سورہَ اخلاص کا پڑھنا نصیب ہو تو انوار الٰہیہ کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔

کاملین کی ضرورت

حضرت والا مکتوب نمبر ۴ میں لکھتے ہیں کہ اگر دُنیا میں اولیاء کاملین نہ ہوں تو دُنیا کا نظام بگڑ کر رہ جائے۔ یعنی اللہ تعالےٰ اپنے اولیاء کاملین کے طفیل لوگوں کے گناہ معاف فرماتا ہے خطاؤں سے درگزر فرماتا اور اپنی رحمت نازل فرماتا ہے۔ اگر یہ پاک ہستیاں نہ ہوں تو دُنیا میں عذاب نازل کر دیا جائے، یہ دُنیا خدا تعالیٰ کے غضب کا شکار ہو کر تباہ و برباد ہو جائے۔

رب تعالیٰ کا ارشاد ہے : "وما کان اللہ لیعذبھم وانت فیھم" (الانفال:۳۳)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ کسی طرح انہیں عذاب دینے والا نہیں اس حال میں کہ اے محبوبؐ آپ ان کے اندر ہو۔

یعنی حضرت نبیٔ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجودِ پاک کی برکت سے عذاب الٰہی نازل نہیں ہوتا۔ اِسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اس اُمت کے اولیاء کاملین کو یہ مقام ملا ہے کہ اُن کی برکت سے عذاب نازل نہیں کیا جاتا بلکہ رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ اسی طرح بیت المقدس کا سارا علاقہ بابرکت ہے کیونکہ وہاں محبوبانِ خدا کے مزارات ہیں۔ قرآن مجید نے اس کے لئے "بارکنا حولہ" فرمایا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ مولانا محمد انور شاہ کاشمیری کا خادم انہیں پنکھا کر رہا تھا اور سوال کیا کہ حضرت پاک بندوں کے طفیل دُوسرے لوگوں کو بھی فائدہ ہوتا ہے یا نہیں ؟ فرمایا ہوتا ہے جس طرح تم مجھے پنکھا کر رہے ہو مگر میرے ساتھ بیٹھنے والوں کو بھی ہوا مل رہی ہے۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ آلہٖ وسلم کی افضلیت

حضرت والا کی خدمت میں تحریراً عرض کیا گیا کہ ایک شخص حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات پاک پر مساجد کو افضل قرار دیتا ہے۔ حضرت والا نے جواباً مکتوب نمبر ۲۴۲ میں تحریر فرمایا کہ وہ شخص سراسر لسان شریعت و لسان حقیقت سے بے بہرہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ فقہا، محدثین اور سارے علمائے اسلام کا متفقہ عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ساری مخلوقات سے افضل ہیں حتیٰ کہ عرش و کرسی سے بھی افضل ہیں۔ تمام اعیان و اسما حقیقت محمدیہ کے ظہورات ہیں۔ لہٰذا آپ ہی کی افضلیت ثابت ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے سب سے اوّل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نُورِ پاک کو اپنی ذات و صفات کی تجلیٔ کامل کے طور پر ظاہر فرمایا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نُورِ پاک سے تمام مخلوقات کو ظاہر فرمایا لہٰذا ہر مخلوق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نُور کا ظہور ہے۔

حالات بعد الموت

حضرت والا نے مکتوب نمبر ۲۴۳ میں ایک مخلص الطاف حسین صاحب کو جواباً ارشاد فرمایا کہ وفات کے بعد مومنین کی ارواح سات آسمانوں سے اُوپر مقام علیین میں اور کفار کی اسفل السافلین میں قیام پذیر ہوتی ہیں اور جوابدہی کے لئے بدن عنصری کے ساتھ تعلق دیا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مومنوں کے نابالغ بچے جنت میں اور اسی طرح بعض علماء کے قول کے مطابق کفار کے نابالغ بچے بھی جنت میں قیام پذیر ہوتے ہیں۔

ایک اور سوال کے جواب میں تحریر فرمایا کہ فوتگی کے بعد چالیس دن تک رُوح کا ایک گونہ تعلق اور خاص لگاؤ جائے وفات کے ساتھ رہتا ہے۔

علمِ غیب

حضرت والا نے مکتوب نمبر ۲۴۴ میں مولوی تاج الدین صاحب کے خط کا جواب لکھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ علمِ غیب بالذات علام الغیوب کا خاصا ہے اور یہ علم انبیاء و اولیاء کو بالواسطہ حاصل ہوتا ہے۔

کفّار سے تعلق کی نوعیّت

حضرت والا نے مکتوب نمبر ۲۴۶ میں حکیم شمس الدین کو جواباً تحریر فرمایا کہ کافر کا طرف دار من جہۃ الکفر کافر ہوتا ہے۔ یعنی جب اسلام و کفر کا مقابلہ ہو تو کافر کا طرف دار مومن نہیں ہو سکتا بلکہ وہی کافر کی طرف داری کرے گا جس کو کفر مرغوب و محبوب ہوگا اور کفر کو پسند کرتے ہوئے کافر کی طرف داری کرے گا۔

سونے چاندی کے بٹن

احادیث صحیحہ اور کُتب فقہ سے ثابت ہے کہ بٹن چاندی کے ہوں یا سونے کے مرد کیلئے جائز نہیں ہیں۔ ملاحظہ کریں مکتوب نمبر ۲۵۰۔

حُسنِ لم یزلی کا تماشا

اللہ سُبحانہ و تعالیٰ موجودات کی تخلیق سے پہلے اپنے ذاتی حُسن و جمال کو خود ہی مشاہدہ فرماتا تھا مگر "فاحببت ان اعرف" دلیل ہے کہ وہ اپنے جمال و کمال کو کثرت کے آئینے میں اور مظاہر میں تماشا فرماتا ہے۔ اپنا حُسن اپنے اندر دیکھنا اور چیز ہے اور اپنا جمال آئینے میں دیکھنا کچھ اور چیز ہے۔

اہل اللہ انہی مظاہر میں حسنِ ازلی و حقیقی کا دیدار کرتے ہیں۔ کسی عارف نے کہا ہے کہ عشق صرف رونے پیٹنے کا نام نہیں بلکہ معشوق حقیقی کے جلوے دیکھنا اور حیران ہو کر رہ جانا ہی عشق کہلاتا ہے۔

آپ نے مکتوب نمبر ۲۵۱ میں مولوی عبدالمالک صاحب کو جواب میں تحریر فرمایا کہ عارف کامل محمدی المشرب کو دو شہود حاصل ہوتے ہیں ایک شہود وحدت در کثرت اور دُوسرا شہود کثرت در وحدت۔

عیسائی پادری کو جواب

ایک عیسائی پادری یعقوب مسیح نے حضرت والا کو بائیبل کی طرف دعوت دی تو آپ نے مکتوب نمبر ۲۵۳ میں یہ شعر لکھا ؎

همه شهر پُر زخوباں من در خیال ماہے
چہ کنم کہ چشم خوش خونہ کند بہ کس نگاہے

حضرت ابنِ عربی پر اعتراض کا جواب

ایک صاحب نے شیخ اکبر حضرت محی الدین ابن عربیؒ پر کفر کا قول کیا اس بُنیاد پر کہ اُنہوں نے حضرت ابراہیمؑ کے خواب کو از قبیل وہم شمار کیا ہے۔ حضرت والا نے مکتوب نمبر ۲۵۵ میں فرمایا کہ لوگ تہہ تک نہیں پہنچ پاتے اور دعویٰ کرنے لگتے ہیں۔ فرمایا کہ حضرت الشیخ نے خواب کی قسمیں بیان کی ہیں۔ بعض خواب تعبیر طلب ہوتے ہیں اور بعض تعبیر طلب نہیں ہوتے جو خواب میں نظر آتا ہے بعینہٖ وہی خارج میں ظاہر ہوتا ہے۔

حضرت ابراہیمؑ نے خواب میں بیٹے کو ذبح کرتے دیکھا جبکہ خارج میں ایسا نہ ہوا بلکہ دُنبہ ذبح کیا گیا تو یہ خواب تعبیر طلب تھا جو حضرت ابراہیمؑ نے تعبیر طلب نہ سمجھا اس کو حضرت الشیخ نے حضرت ابراہیمؑ کا وہم قرار دیا۔

مہر و وفا

ملک سلطان محمُود کے خط میں لکھے گئے شعر کا جواب دیتے ہوئے حضرت والا نے مکتوب نمبر ۲۶۲/و میں یہ شعر لکھا ؎

ہے مہر و وفا طرز و ادا آلِ عبا کی   ہرگز نہ کہیں گے کہ ہم اچھا نہیں کرتے

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے تمام تر خوُبیوں کا جامع بنایا انہی میں مہر و وفا بھی ہے آپؐ کے فیض سے یہ اعلیٰ وصف اہل ایمان کو نصیب ہوا اور نہایت احسن طریقے پر یہ وصف آل رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا۔ اسی کی وضاحت کرتے ہوُئے حضرت والا نے فرمایا کہ مہر و وفا تو آل عبا کا خصُوصی وصف ہے لہذا ہم کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہم اچھا نہیں کرتے۔

بدخواہ سے بھی خیر خواہی

ضلع ہزارہ کے ایک مولوی صاحب نے حضرت والا کے بارے میں نازیبا کلمات کہے اور جب

حضرت والا کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے بُرا بھلا کہنے کی بجائے مکتوب نمبر ۲۶۲/ب کے مطابق مندرجہ ذیل شعر کہا :

احباب بہ تکفیرم گر قلم و زباں رانند   حاشا کہ بحق شاں جُز عفو روا دارم

یعنی لوگ چاہے اپنی قلم اور زباں سے مجھے کافر بھی کہہ دیں تو بھی میں ان کے حق میں سوائے عفو کے کچھ بھی روا نہ رکھوں گا۔

اللہ کا نورُ بجھایا نہیں جا سکتا

اسلامیہ کالج پشاور میں حضرت والا نے اہلِ اسلام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کیا مخالفین کے حملوں کی باد سموم اور اندھیری آندھی سے وہ آفتاب چھُپ جائے گا جِس کا طلوع کوہِ حرا کی غاروں سے ہوا تھا اور پہاڑ قبیس کی چوٹیوں سے چمکا تھا۔ کیا وہ سراجِ منیر روشن چراغ گل ہو جائے گا جسے وادی ایمن والے خدُائے عزّ و جل نے کوہِ فاران کی چوٹیوں پر روشن کیا تھا جس کے گُل کرنے کیلئے ہر قرن اور ہر دَور میں عبدۃ الطاغوت والشیاطین نے پوری پوری کوششیں کیں لیکن بعد میں دیکھا گیا تو وہی بدبخت آنکھیں مل رہے تھے۔ انہیں کی آنکھیں اندھی تھیں۔ ہمارا خُدا عزّ و جل فرماتا ہے کفار چاہتے ہیں کہ پھُونکوں سے اللہ کا نوُر بجھا دیں اور اللہ اپنے نوُر کو تمام (مکمل) کرنے والا ہے چاہے کفّار کو بُرا لگے۔ (ملاحظہ کریں مکتوب نمبر ۲۶۳)

دیہات میں نمازِ جمُعہ کا مسئلہ

حضرت والا نے مکتوب نمبر ۲۶۵ میں تحریر فرمایا کہ میں حنفی المذہب ہوں جس کی رُو سے دیہات میں جمُعہ نماز جائز نہیں۔ آپ نے دلیل کے طور پر فرمایا کہ حضرت اعلیٰ خواجہ مُحمّد شمس الدینؒ کے زمانے میں سیال شریف میں بھی جمعہ نہیں پڑھا گیا۔

خواجہ نظام الدّین اولیاء

حضرت خواجہ نظام الدین دہلویؒ کو ولی نہیں اولیاء کہا جاتا ہے۔ حضرت والا نے مکتوب نمبر ۲۶۷ میں اس کی وجہ بیان فرمائی کہ انہیں ایک ولایت نہیں بلکہ ولایات متعددہ عطا فرمائی گئیں اِسلئے وہ اولیاء کہلاتے ہیں۔

اسم اور مسمّٰی

صُوفیا کا طریقہ واضح کرتے ہوئے حضرت والا نے مکتوب نمبر ۲۶۷ میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے

پاک نام کے راستے سے مسمی یعنی ذات باری تعالیٰ کی طرف نظر کرو۔ زبان سے اس کا نام جپتے رہو مگر دل سے اس کی ذات کو تلاش کرو۔

ہمہ اوست

ماسٹر غلام حیدر نے اپنے خط میں صُوفیاء کرام کو تعصب و جہالت کا الزام دیا اور نظریہ "ہمہ اوست" کو وجہ بنا کر صوفیاء کرام کو معاذاللہ الحاد و کفر اور زندقہ سے متہم کیا۔ حضرت والا نے مکتوب نمبر ۲۷۳ میں تحریر فرمایا کہ :

"ہمہ اوست" میں "او" کا مرجع حق سُبحانہٗ و تعالیٰ من حیث الذات نہیں بلکہ من حیث الظہور ہے۔ حضرت شیخ اکبرؒ نے یہی تصریح فرمائی ہے۔ وہ حق سُبحانہٗ تعالےٰ کو من حیث الذات غنی عن العالمین اور مخلوق کے متبائن مانتے ہیں اور من حیث الظہور مظاہر میں ظہور پذیر مانتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالےٰ اپنی ذات کے اعتبار سے ہر چیز سے بے نیاز ہے۔ اس اعتبار سے خالق اور مخلوق دونوں مختلف ہیں مگر ظہور کے اعتبار سے ہر چیز میں اللہ کا نُور ظاہر ہو رہا ہے۔

اہل اللہ کی غیبی مدد

حضرت والا نے ماسٹر غلام حیدر کو جواباً مکتوب نمبر ۲۷۲ میں اہل اللہ کی غیبی مدد کی وضاحت کی۔ مُحمد حسین نامی ایک ارادت مند کو پھانسی کی سزا ہو گئی۔ گورنمنٹ اس کو پھانسی سے بڑھ کر اور سزا بھی دینا چاہتی تھی اور پھانسی کا حکم سارے حکام کی طرف سے قطعاً منظور ہو چکا تھا۔ پھانسی دینے کی تیاری ہو چکی تھی۔ ایک عقیدت مند (یعنی خود حضرت والا) نے بارگاہِ غوثیہ بغدادیہ میں مضطربانہ فریاد کی جس کا اثر یہ ہوا کہ اسی وقت شملہ سے ایک تار ضلع کامل پور میں پہنچا کہ مُحمد حسین کو پھانسی کی سزا نہ دی جائے۔

وقوف زمانی وعددی ـ عورتوں کا ذکرِ جہر

حضرت والا سے وقوف زمانی وعددی کا طریقہ اور عورتوں کے ذکرِ جہر کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ قلب مجازی پر توجہ رکھتے ہوئے اللہ اللہ کہا کریں اور زبان کو بند رکھیں۔

پھر فرمایا کہ عورتیں ذکرِ جہر کر سکتی ہیں۔ ملاحظہ کریں مکتوب نمبر ۲۷۵

اسمِ اعظم

حضرت والا نے مکتوب نمبر ۲۷۶ میں فرمایا کہ حضرت بسطامیؒ سے کسی نے اسمِ اعظم دریافت

کیا۔ آپ نے فرمایا کہ تو اسم اصغر بتلا تو میں تجھے اسمِ اعظم بتلاؤں گا۔ اور حضرت غوثِ اعظمؓ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ اپنے دل کو ہر دو جہان سے خالی کر لے پھر اللہ کا وِرد کر۔

ختمِ نبوت

فرقہ بہائیہ آیت قرآنی "یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ۔" کو دلیل بنا کر معاذاللہ نسخ شرع محمدی کا دعویٰ کرتا ہے۔

حضرت والا نے مکتوب نمبر ۲۷۷ میں فرمایا کہ قرآنی آیات اور احادیث نبویہ سے حضرت مُحمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوّت ثابت ہے۔ آیت قرآنی کا مطلب یہ ہے کہ خُدائی بادشاہت کی تدابیر آسمان سے زمین کی طرف اُترتی رہتی ہیں پھر قیامت آنے پر یہ تدابیر جاتی رہیں گی۔

تقریظ کتابؒ انوارِ قادریہ

حضرت والا نے کتاب "انوار قادریہ" کی تقریظ میں مندرجہ ذیل امور واضح فرمائے۔

سیّدنا غوثِ اعظمؓ کا فرمان "میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے" مقام صحو و استقامت و تمکین میں بوجہ مامور من اللہ ہونے کے ہے۔ یہی وجہ تھی کہ خواجہ خواجگان معین الدین چشتیؒ نے سرِ تسلیم خم فرمایا۔ شیخ اکبر قدس سرہٗ نے فتوحات کے باب ۲۷ میں اس کی تائید و توضیح فرمائی ہے۔

حضور غوث پاک مقام غوثیہ سے بالاتر تھے۔ سوائے ذات خُداوندی کے ہر شئے پہ غالب و متصرف تھے۔ حضور غوث اعظمؓ اور خواجہ نظام الدینؒ محبُوبیت میں شریک ہیں مگر غوث اعظمؓ کی محبُوبیت عالمگیر ہے۔ حضرت شیخ احمد سرہندیؒ فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم کے توسط کے بغیر کوئی بھی فیوض و برکات حاصل نہیں کر سکتا اور یہ مرکزیت کسی اور کو میسّر نہیں ہے۔

حضرت والا نے فرمایا کہ ولی اللہ کا لفظ بطور عرف و محاورہ اصحاب رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اہل اللہ پر بولا جاتا ہے لہٰذا وہ اس میں شامل نہیں ہیں۔ ملاحظہ کریں مکتوب نمبر ۲۸۱۔

علمائے سے خطابؒ

حضرت والا نے ۱۹ محرم ۱۳۳۱ھ کو انجمن نعمانیہ لاہور کے سالانہ جلسے میں علماء سے خطاب کرتے ہوئے علم کی فضیلت، علم دین کی ضرورت اور بارگاہ رب العالمین میں عبادت پیش کرنے کا طریقہ واضح فرمایا۔ ملاحظہ کریں مکتوب نمبر ۲۸۲۔

اسبابِ زوالِ اُمت

حضرت والا نے جناب مولانا محرم علی چشتی کی مثنوی "گو مگو" پر بات کرتے ہُوئے مکتوب ۲۸۳ میں فرمایا کہ علماء اسلام کی ذلت از ماست کہ بر ماست کی مصداق ہے یعنی سب کچھ اپنا کیا دھرا ہے۔ ہم نے حق اللہ کو چھوڑا اس طرح کہ ذات مسبب الاسباب پر توکل کرنے کی بجائے مادی اسباب کو سب کچھ جانا اور اللہ تعالےٰ نے حق العباد ترک فرمایا جس کی وجہ سے ہم زوال میں پڑ گئے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ ذلت اور زوال سے بچنے کا یہی ایک طریقہ ہے کہ ہم اللہ جل مجدہٗ کی طرف رجوع کریں، توبہ و استغفار کریں اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے۔

عوالم اربعہ

عوالم اربعہ یعنی عالم اعلیٰ، عالم استحالہ، عالم تعمیر اور عالم نسب کی تشریح کرتے ہُوئے مکتوب نمبر ۲۸۴ میں فرمایا کہ یہ چار عالم حضرت انسان میں موجود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کی فضیلت میں انی جاعل فی الارض خلیفۃ اور فی احسن تقویم اور ولقد کرمنا بنی آدم فرمایا گیا اور یہ اسرار و رموز ظاہری کتابوں سے حاصل نہیں کئے جا سکتے۔

ایک نصیحت

حضرت نے مکتوب نمبر ۲۸۵ میں مولوی تاج دین احمد صاحب کے لئے حضرت شیخ سعدیؒ کا یہ شعر بطور نصیحت تحریر فرمایا ؎

یکے آنکہ در خویش خود بیں مباش
دوم آنکہ در غیر بد بیں مباش

یعنی پہلی بات یہ ہے کہ اپنی خُوبیوں پر اِترانے والا نہ بن اور دُوسری بات یہ کہ دُوسروں کے عیب تلاش نہ کر۔

اوادم اربعہ

اوادم آدم کی جمع ہے اور اوادم اربعہ سے چار افراد یعنی آدمؑ، حوّاؑ، عیسےٰؑ اور ساری اولادِ آدم مراد ہیں جو حقیقت کے اعتبار سے متحد ہیں مگر خلقت کے اعتبار سے دُوسرے سے ممتاز ہیں۔

حضرت والا نے اخلاط اربعہ یعنی صفرا، سودا، خُون اور بلغم اور انسانی قوتوں پر بات کرتے

ہُوئے فرمایا کہ ساری کائنات میں اوّل حقیقت محمّدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) ہے اور سب لوگوں کے مقابلے میں اس سے قریب تر علی ابن ابی طالب ہیں۔ ملاحظہ کریں مکتوب نمبر ۲۸۶۔

ایصالِ ثواب کے مسائل

راجہ شیر محمد کے سوالات کا جواب دیتے ہُوئے مکتوب نمبر ۲۸۷/۲۸۸ میں حضرت والا نے ایصالِ ثواب کو جائز قرار دیا اور قبر پہ حاضری کا طریقہ بتلایا کہ اہلِ قبر کے مُنہ اور سینے کے مقابل ہو کر کلام پڑھے دیگر متعلقہ مسائل اس خط میں بیان کئے گئے ہیں۔

حق تعالےٰ کا وجُود

جس طرح حق تعالےٰ عالم میں داخل نہیں ہے اس سے خارج بھی نہیں ہے اور جس طرح عالم سے منفصل نہیں ہے اس کے ساتھ متصل بھی نہیں ہے۔ دخول و خروج اور اتصال و انفصال کی سب صفتیں اس سے مسلوب ہیں۔

حق تعالےٰ کو ان چاروں صفات سے خالی ڈھونڈنا چاہیئے اور ان صفات سے باہر اس کو تلاش کرنا چاہیئے۔ ملاحظہ کریں مکتوب نمبر ۲۸۹۔

ختم قادریہ غوثیہ کا طریقہ

دُرود شریف ۳۶۰ مرتبہ، کلمہ تمجید ۳۶۰ مرتبہ، سورہ الم نشرح ۳۶۰ مرتبہ، سورہ اخلاص ۳۶۰ مرتبہ، اور آخر میں دُرود شریف ۳۶۰ مرتبہ پڑھ کر ثواب بروح پاک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم و اہلِ بیت و صحابہ کرام و سیدنا عبدالقادر جیلانی علیہم الصلوٰۃ والسلام پہنچایا کریں۔ ملاحظہ کریں مکتوب نمبر ۲۸۹۔

رفع امراض کا وظیفہ

بعد از نماز صبح ۴۱ بار الحمد شریف مع بسم اللہ پڑھ کر دم کریں۔ دیکھیں مکتوب نمبر ۳۱۰

بڑے لالہ جیؒ کی ولادت

حضرت والا کے مکتوب نمبر ۳۱۱ جو سیّد نادر شاہ صاحب کو لکھا گیا کے مطابق حضرت بڑے لالہ جیؒ کی ولادت ماہ رمضان کی تین تاریخ کو ہوئی۔ حضرت بڑے لالہ جی علیہ الرحمۃ والرضوان کی مکمل تاریخ ولادت اس طرح ہے ۲۲ مئی ۱۹۲۰ء مطابق ۳ رمضان المبارک ۱۳۳۸ھ بروز ہفتہ اور قبلہ چھوٹے لالہ جی مدظلہ العالی ۱۶ اپریل ۱۹۲۶ء مطابق ۳ شوال المکرم ۱۳۴۵ھ بروز جمعہ پیدا ہوئے۔

دفع چیچک کے لئے وظیفہ

سُورہ لایلٰف قریش گیارہ مرتبہ اوّل آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف پڑھ کر چاول دم کریں اور تین تین دانہ چاول علی الصبح نگلوا دیں۔ ملاحظہ کریں مکتوب نمبر ۳۱۳

شیخ طریقت سے بیعت

حضرت والا نے مکتوب نمبر ۳۱۷ میں جواباً تحریر فرمایا کہ بیعت طریقت مروجہ فی زمانہ سُنّت ہے جو بدلیل حدیث نبوی ثابت ہے۔ ہر فن کے لئے اس کے ماہر کی صحبت ضروری ہوتی ہے اور بیعت کرنے کے قابل وہ شخص ہے جو ضروری دینی علم کے علاوہ کبائر سے مجتنب، صغائر پر غیر مُصر، زاہد، عابد، اشغال واذکار پر مداومت کرنے والا، امر بالمعروف ناہی عن المنکر، ذو فہم، مستقل رائے اور شیخ کی صُحبت سے فیض یافتہ ہو۔

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب بحسب نصُوص قرآنیہ اور علم ماکان ومایکون کا از روئے احادیث نبویہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) من جانب اللہ عطا ہوا ہے۔

علم غیب کُلّی اور بالذات علیٰ سبیل الاستمرار خاصۂ خُدائی ہے اور علم غیب علیٰ قدر الاعلام والاعطأ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے اس لیے آپ کو عالم الغیب بعلم عطائی وہبی کہا جا سکتا ہے یعنی اللہ تعالےٰ کو علم غیب کلی اور ذاتی حاصل ہے۔ وہ اپنے علم غیب میں کسی اور کا محتاج نہیں مگر حضرت نبیٔ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے عطا فرمانے سے علم غیب حاصل ہے یعنی وہ اپنے علمِ غیب میں اللہ تعالےٰ کے محتاج ہیں۔ خُدائے قدوس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کائنات کے ذرّے ذرّے کا علم عطا فرمایا ہے۔ وہبی کا معنی ہے ہبہ کیا ہوا یعنی اللہ تعالےٰ نے ہبہ فرمایا اپنے خاص کرم سے عنایت فرمایا۔ ملاحظہ کریں مکتوب نمبر ۳۱۸۔

اعیان ثابتہ

حضرت والا سے سوال کیا گیا کہ آیت قرآنیہ " اذا اراد شیئًا ان یقول لہ کن فیکون " میں لہٗ کی ضمیر کا مرجع کون ہے۔ آپ نے مکتوب نمبر ۳۲۱ میں جواباً تحریر فرمایا کہ اشیاء موجُودہ کے لئے قبل از تخلیق علم باری تعالےٰ میں ثبوت ہے۔ (یعنی ہر چیز تخلیق سے قبل اللہ تعالےٰ کے علم میں ہوتی ہے) اس مرتبہ میں اشیاء۔ اعیان ثابتہ کہلاتی ہیں اور خطاب " کُن " کیلئے ثبوت علمی کافی ہے۔

اولیاء اللہ

حضرت والا نے ایک خط کے جواب میں فرمایا کہ اللہ کا ولی وہ ہوتا ہے جو "ہوالظاہر" اور "ہوالباطن" کی تجلیات کا مشاہدہ کرتا ہے اور تجلیات کا مشاہدہ علم ظاہری کی درس وتدریس سے حاصل نہیں ہوتا۔ ملاحظہ کریں مکتوب نمبر ۳۲۱

کانگریس میں شمولیت ناجائز

آل انڈیا نیشنل کانگریس انگریزوں نے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے بنائی تھی۔ مُسلمان بھی اس میں شامل ہو گئے مگر بہت جلد یہ بات کھل گئی کہ یہ خالصتہً ہندو جماعت ہے۔ ہندوؤں نے کھلم کھلا کہنا شروع کر دیا کہ وہ آزادی کے بعد غالب اکثریت ہونے کی وجہ سے مسلمانوں سے انتقام لیں گے۔ اِس لئے دیگر علماء اُمّت کی طرح حضرت پیر مہر علی شاہؒ نے بھی فتویٰ دیا کہ کانگریس میں شمولیت اسلام کے برخلاف اور ناجائز ہے۔ ملاحظہ ہو مکتوب نمبر ۳۲۲۔

استفتاء

چوری کے سلسلے میں مدعی نے گاؤں کے ایک بزرگ کے ذریعے مسجد میں بلا کر سارے گاؤں والوں سے قسم لی۔ اب اس کے بعد مدعی کو اجراء دعویٰ کی شرعًا اجازت ہے یا نہیں؟

حضرت والا نے مکتوب نمبر ۳۲۷ میں فرمایا کہ بحوالہ البدائع، البحر الرائق اور الدر المختار مدعی کو اجراء دعویٰ کی شرعًا اجازت ہے۔

میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی

حضرت والا سے عرض کیا گیا کہ لوگ گروہ در گروہ جشن عید میلادُ النبیؐ مناتے ہیں اور جلوس نکالتے ہیں مگر ایک مولوی صاحب اس سے منع کرتے ہیں۔ آپ نے جواباً مکتوب نمبر ۳۲۸ میں تحریر فرمایا کہ مُسلمانوں کے لئے خوشی میلاد جائز ہے۔

ایصالِ ثواب

حضرت والا نے مکتوب نمبر ۳۳۱ میں جواباً تحریر فرمایا کہ ایک مسلمان دُوسرے مُسلمان کو زندہ یا مُردہ اپنے اعمال حسنہ کا ثواب دے سکتا ہے اِعمال بدنی ہوں یا مالی یا دونوں سے مرکب۔

اگر مُردہ ہے تو عذاب میں تخفیف ہوگی اور زندہ ہے تو اعمال نامہ میں اندراج ہوگا اور

اگر اللہ تعالےٰ کے نیک پاک بندوں میں سے ہے تو ترقی درجات کمالات کا فائدہ ہوگا۔
اِسی طرح ثواب بخشنے والے کو بھی فائدہ ہوگا۔ نیز فرمایا کہ اولیاء اور صالحین قبروں میں عبادت کرتے ہیں یہ عبادت انہیں لذّت و فرحت دیتی ہے۔

حق رضا، تو یا رسُول اللہ

یہ جُملہ حق رضا، تو یا رسُول اللہ عام طور پر بولا جاتا ہے۔ حضرت والا نے مکتوب نمبر ۳۳۲ میں اس کی توضیح میں فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شفاعتِ کبریٰ کا مقام عطا فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا ہے " ولسوف يعطيك ربك فترضٰى "۔
یہ جُملہ مذکورہ بالا اسی طرف اشارہ ہے حضرت نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا ہر مومن کا مقصود و مطلوب ہے۔ اس لئے کہ اللہ جل شانہٗ کو بھی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا منظور رہے۔

شیخ اکبرؒ سے مستفید ہونے کا طریقہ

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کی تالیفات بطور خصُوصی فصوص الحکم اور فتوحاتِ مکیہ کو سمجھنا اور ان سے فیض یاب ہونا مشکل ترین مرحلہ ہے۔
حضرت والا نے مکتوب نمبر ۳۳۳ میں فرمایا کہ چونکہ فصوص الحکم اور فتوحات علوم وحقائق کشفیہ میں سے ہیں لہٰذا حل ان مقامات کا (یعنی ان کو سمجھنا) اس وقت تک ممکن نہیں جب تک مکمل طرح سے علوم ظاہری حاصل نہ ہوں اور جب تک اہلِ کشف کی ہدایات کے مطابق مجاہدہ حاصل نہ ہو۔

آیۂ تطہیر

مخدوم محمد صدرالدین گیلانی مُلتانی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت والا نے مکتوب نمبر ۳۳۵ میں تحریر فرمایا کہ آیۂ تطہیر میں لفظ اہلبیت امہات المومنین علیہا الرضوان اور آل عبا علیہم السلام دونوں کو شامل ہے۔ سیاق آیت اور احادیث کثیرہ اس پر دلالت کرتی ہیں۔
حضرت شیخ اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آیۂ تطہیر کا نزول آل کسا، یعنی سیدۃ النساء، حسن و حُسین علیہم السلام کی شان میں ہے۔

لعن یزید

حضرت والا نے نوجوانانِ جنّت کے سردار حسنین کریمین کے فضائل میں وارد آیاتِ قرآنیہ

اور احادیث نبویہ بیان فرمانے کے بعد مکتوب نمبر ۳۳۶ میں تحریر فرمایا کہ یہ سب آیات و احادیث صحیحہ یزید شقی اور اس کے تابعان کے مستحق لعنت ہونے پر شاہد ہیں۔ کوئی اہل ایمان اس گروہ اشقیا کی غیر ملعونیت کا قائل نہیں۔
جن لوگوں نے لعنِ یزید سے منع کیا ہے یزید کو اچھا سمجھ کر نہیں کیا بلکہ اس خیال سے کہ یزید تو عنداللہ ملعون ہے، ہم لعنت کریں یا نہ کریں۔ لہٰذا ہمارے لئے بہتر ہے کہ اپنا وقت ذکرِ الٰہی اور دُرود شریف پڑھنے میں صرف کریں۔

خلفاء اربعہ

فرمایا کہ خلفاء اربعہ کی خلافت ان چاروں حضرات کو منصب خلافت سے سرفراز فرمانا امر ربی تھا اس لئے ایسی ترتیب بن گئی کہ چاروں اس سے شرف یاب ہوئے۔ ملاحظہ ہو مکتوب نمبر ۳۳۷۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بشر کہنا

حضرت والا نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مکتوب نمبر ۳۴۰ میں فرمایا کہ لفظ بشر حقیقت میں کمال کا معنی رکھتا ہے مگر عوام اس کمال سے آگاہ نہیں۔ لہٰذا اس کمال سے آگاہی رکھنے والے خاص لوگ یہ لفظ استعمال کر سکتے ہیں۔ مگر عوام کے لئے ضروری ہے کہ لفظ بشر کے ساتھ تعظیم وتکریم کا کوئی لفظ شامل کریں اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے فقط لفظ بشر استعمال نہ کریں۔

برطانوی حکومت سے اختلاف

برطانوی حکومت نے اپنے سیاسی مخالفین کے مقابلے میں حضرت والا سے مدد مانگی تو آپ نے واضح کر دیا کہ آپ کی امن پسندی اور شورش ناپسندی اس لئے نہیں کہ آپ غیرِ اسلام اور غیر اہلِ اسلام کے طرف دار ہیں اور فرمایا کہ پہلے مکانات مقدسہ مکہ ومدینہ، بغداد وبیت المقدس پر قبضہ چھوڑا جائے۔
انگریزی حکومت کے ہندوستانی جج دلیپ سنگھ نے شیطانی کتاب "رنگیلا رسُول" کے بارے میں جو شیطانی فیصلہ دیا تھا حضرت والا نے وائسرائے ہند و گورنر پنجاب کو ارسال کئے گئے تار میں اس فیصلے کی بھرپور مذمت فرمائی۔ حکومت برطانیہ کی حمایت سے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ نصُرت و حمایت کے ایسے تعلقات جن میں کفر و معصیت کی اعانت ہو حرام ہیں۔
ملاحظہ ہو مکتوب نمبر ۳۴۴ و ۳۴۶۔

تسبیح صرف اللہ کی ہے

حضرت والا نے آیت کریمہ "تعزروہ وتوقروہ وتسبحوہ" کی تفسیر میں تحریر فرمایا کہ تسبحوہ کی ضمیر کا مرجع صرف اللہ ہے کیونکہ تسبیح صرف اللہ کی ہوتی ہے۔ تسبیح کا معنی یادِ الٰہی بطریق تنزیہ کلی ہے اور یہ شان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا سبحان النبی یا سبحان الولی کہنا شرک صریح ہے۔ تسبیح کا وقوعی تعلق محض بذات باری عزاسمہ ہے۔ ملاحظہ ہو مکتوب نمبر ۳۵۰۔

مرزائیوں کے شبہات کا ازالہ

مرزا قادیانی اور خدا بخش قادیانی نے وفات مسیح کو ثابت کرنے کے لئے قرآنی آیات اور احادیث مُبارکہ کا سہارا لے کر افترا پردازی کرتے ہُوئے شبہات پیدا کرنے کی کوشش کی۔ حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہؒ نے زبردست علمی استدلال سے ان شبہات کا ازالہ فرمایا۔ اس کے اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ مسیح ناصری ہی مسیح موعود ہے چونکہ حضرت عیسٰی مسیح کی رنگت سُرخی و سپیدی ملی ہُوئی تھی، اس لئے حدیث پاک میں کبھی سُرخ اور کبھی گندم گوں کہا گیا اور دونوں ایک ہی ہیں۔

۲۔ لفظ توفی کے کئی معانی ہیں انہی میں سے ایک موت ہے۔ یعنی یہ لفظ صرف موت کے لئے استعمال نہیں ہوتا۔

۳۔ کافروں کا قیامت تک رہنا اپنی جگہ ہے اور نزول مسیح کے زمانے میں سارے اہلِ کتاب کا ایمان لے آنا اپنی جگہ حق ہے۔

۴۔ ایک قدرت الٰہیہ کا عام قانون ہے اور ایک بطور خصوصی اس عام قانون کے برخلاف قدرت الٰہیہ کا ظاہر ہونا ہے، دونوں اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔ ملاحظہ کریں مکتوب نمبر ۳۵۲۔

مولوی عبداللہ صاحب کو لکھے گئے خط کے اہم نکات

۱۔ حضرت محمد رسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت و رسالت منقطع ہوچکی ہے۔ آپ کے بعد نہ کوئی رسُول ہے نہ کوئی نبی۔

۲۔ علم اولین و آخرین کے مالک سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دلائل قطعیہ کے برخلاف کچھ ارشاد نہیں فرمایا۔

۳۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد شریعت مُحمدیہ کی اتباع کریں گے۔

۴۔ سارے انبیاء فی الحقیقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائبین تھے۔

۵۔ حضرت عیسٰیؑ چونکہ حضرت مُحمد رسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے آئے تھے اس لئے اب ان کا نزول نبوت من حیث البطون کے وصف کے ساتھ آیت خاتم النبیین کے منافی نہیں ہے۔ ملاحظہ کریں مکتوب نمبر ۳۵۴

طلاق کا مسئلہ

اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے مذاکرہ طلاق میں تین دفعہ کہے مَیں نے تجھے چھوڑا چھوڑا چھوڑا تو یہ لفظ کنایہ ہونے کی وجہ سے ایک طلاق بائن واقع ہوگی اور تجدید نکاح کافی ہوگا۔ ملاحظہ کریں مکتوب نمبر ۳۶۰۔

سجدہ خالق کے لئے ہے

حضرت والا نے ایڈیٹر نظام المشائخ دہلی کو مکتوب نمبر ۳۷۰ میں جواباً تحریر فرمایا سجدہ ایسی عبادت ہے جو خالق عزوجل کے ساتھ مختص ہے۔ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور تمام اہلِ ایمان کا اِسی پر تعامل ہے۔

ہاں یہ اور بات ہے کہ کسی مقبول بندے سے جبکہ اس کی چشم شہود میں غیراللہ نہ ہو سجدہ مخلوق کی طرف وقوع میں آئے۔ یعنی اللہ کا کوئی مقبول بندہ اس کیفیت میں ہو کہ ہر چیز اس کو اللہ کا جلوہ نظر آرہی ہو یعنی مخلوق خالق کے نور کی تجلّی بن کر سامنے ہو اور وہ اس کو خالق کا نُور اور جلوہ سمجھ کر سجدہ کرے تو بظاہر یہی نظر آئے گا کہ اس نے مخلوق کو سجدہ کیا ہے مگر وہ حقیقت میں خالق کو سجدہ کرنے والا ہوگا۔

نعم البدل

حضرت والا نے میرے جد امجد حضرت الشیخ الجامع مولانا غلام مُحمّد گھوٹوی کو مکتوب نمبر ۳۸۱ میں تحریر فرمایا کہ دست بہ دُعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا نعم البدل عطا فرمائے۔ اس دُعا کی برکت سے نعم البدل کی صُورت میں میرے والد گرامی مفتی بہاولپور علاّمہ حافظ مُحمّد عبدالحیٰ چشتیؒ پیدا ہُوئے۔

بات اس طرح تھی کہ جن دنوں حضرت گھوٹویؒ مُحمّد پور گھوٹہ (ملتان) میں سکونت پذیر تھے ان کا ایک بیٹا تھا۔ حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہؒ گھوٹہ میں تشریف لائے تو اس دن وہ بیٹا بہ قضائے الٰہی فوت ہوگیا اور حضرت گھوٹوی نے آپ کو اس کی خبر نہ دی تاکہ آپ کی تشریف آوری کی خوشی پر غم کا سایہ نہ پڑے۔ حضرت والا واپس گولڑہ شریف تشریف لائے تو آپ کو اس

کی خبر ملی ۔آپ نے بذریعہ خط نعم البدل کی دُعا فرمائی ۔جو اللہ جل مجدہ نے قبول فرمائی ۔میرے والد گرامیؒ فرمایا کرتے تھے کہ میں خود کچھ بھی نہیں ہُوں بلکہ میں تو صرف حضرت سیّدنا خواجہ پیر مہر علی شاہؒ کی دُعا ہُوں ۔

فقط

غلام عبدالحق مُحمّد
ولد مُحمّد عبدالحیّ چشتیؒ
ولد حضرت الشیخ الجامع
مولانا غلام مُحمّد گھوٹویؒ

۵ ر اپریل ۱۹۹۸ء